

اظہار الشَّہین فی عباراتِ مُحَمَّد حُسین

المعروفہ

قہرِ حق

صاحبِ "ندائے حق"

حصہ اول

تألیف

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی
استاذ الحدیث و رسة نضرة العلوم کوہر نولہ

مکتبہ امدادیہ ۰ ڈیرہ اسماعیل خان

معروف مسلم دہقان سان کمشنری بازار ڈیرہ اسماعیل خان

Telegram : t.me/pasbanehaq1

مجلہ حقوق بحق مؤلف محفوظ طبع

سرورق	_____ سید انور حسین شاہ انیس رقم دامت برکاتہم
نام کتاب	_____ اظہار الشیخ فی عبارات محمد بن المعصوم بہ قبہ حق بر ما جب ندائے حق
نام مؤلف	_____ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیرہ
ناشر	_____ مکتبہ امدادیہ معرفت مسلم خانہ کشتی بازار ڈیرہ اسماعیل خان
تعداد	_____ ۱۱۰۰
پریس	_____ ناٹن جیس پرنٹرز
بار اول	_____ مئی ۲۰۰۸ء / اکتوبر ۱۹۸۶ء
تہمت	_____ روپے

ملنے کے پتے

- ۱۔ ادارہ نشر و اشاعت نعتوا العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
- ۲۔ مدنی کتب خانہ نور مارکیٹ اردو بازار گوجرانوالہ
- ۳۔ مکتبہ حنفیہ گل واک عائدہ والی اردو بازار گوجرانوالہ
- ۴۔ مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور
- ۵۔ مکتبہ عثمانیہ ہرنولی۔ ضلع میانوالی

منکر حیات النبیؐ سے

از الحاج عبدالکیم صاحب ڈیرہ اسماعیل خان

اس منکر حیات نبیؐ سے خطاب ہے جس کا داغِ فتنہ کسے ہٹا خراب ہے
شاید حیاتِ پاک پہ حق کی کتاب ہے لا شعرون تیرے حسد کا جواب ہے
خوفِ غلبے تجھ کو نہ شرم رسول ہے
امت تمام فتنے سے تیرے ملول ہے

مکن نہیں حیات کا آئے تجھے شعور یہ حق کا فیصلہ ہے نہ حق سے اتنا دور
اس پر بھی تو نہ سمجھے کس کا ہے چہر قصور ارشاد حق کے سلسلے باطل تیرا غیور
موضوعِ بحث حیاتِ انبیؐ ہے کج

ظلام تیرے فساد سے ہر دل دکھی ہے آج
انکار ہے نبیؐ کے بھی فرائض تیرا انکار اس سے ہوتا ہے قرآن سے تیرا
یہ کیسا رابطہ ہوا شیطان سے تیرا فکر لڑا داغِ سب سے ایمان سے تیرا
فتنے سے تیرے کون بے دنیا میں پرک گیا
فتنے سے تیرے دنیا میں کبرام مچ گیا

کیوں فتنہ عظیم اٹھایا ہے بے سبب ہے مسئلہ حیاتِ انبیؐ تب پر روشنی
تھیرے ہوئے ہے کیلئے اللہ غضب اپنی زبان کو تمام نہ اتنا ہو بے ادب
بغض نبیؐ کو قلبِ سید سے نکال تو

اس بات کو نہ حد سے زیادہ اچال تو
ہے بارگاہِ ختمِ رسلؐ سید الانام کرتے ہیں جس کا جس کے ملائک بھی اختر
واللہ وہ حیات ہیں سختے ہیں دہلا کٹ یہ زبان تیری اپنی زبان کو تمام
شرمندہ دو جہاں میں تو رہ دسپاہِ بر
تو بھی تباہ فتنہ بھی تیرا تباہ ہو

۔ جو خزانہ آئے گی رحمتِ باغ میں ہرگز کمی نہ آئے گی روشن چراغ میں
 ہرگز نہ ہیں تمیز کے جس دماغ میں تو بہ میرا ہوا ہے تمباک و ماغ میں
 مؤثر بہ بحث ذاتِ گرامی ہی رہ گیا
 ایمان نیرا کون سا ندی میں بہہ گیا

نحو شخبری

مسئلہ رفع البدین پر اٹھانے کا صد انعام
 یافتہ تحریری مناظرہ حصہ اول
 عنقریب طبع ہو کر قارئین کرام کی خدمت
 میں پیش ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت
 قیمتی سرمایہ ہے۔

نوٹ :- مسودہ ہکتے وقت ابواب میں ترتیب نہ تھی۔ ترتیب بعد میں قائم
 کی گئی ہے۔ اس لئے اگر کسی باب میں بہ بعد یا جائے۔ کہ یہ بات آخر کا ہے اور وہ
 گذر چکی ہو تو اصل مسودہ کا لحاظ رکھا جائے۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۶	باب الحمایات	۱۷	۷ مقدمہ الکتاب
۳۶	علی حضرت بریلوی کے ترجمہ کو اہل مقام محل ہے۔ (معاذ اللہ)	۱۸	۸ نیلوی صاحب کی غلط بیانی
۳۶	مشرک سے توحید کا نکاح	۱۹	۹ بنیالوی صاحب کی خیانت
۳۸	مشک کا ذبیحہ حلال ہے	۲۰	۱۰ شکار الصید پر تبصرہ
۳۸	انگوٹھے چونا بطور علاج کے جائز ہے	۲۱	۱۱ نیلوی صاحب اور بنیالوی صاحب کی بددیوانگی۔ (تمہاد بخاری)
۳۹	سیلاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو ہوا۔	۲۲	۱۲ نیلوی صاحب کی زبردست جہالت
۳۹	قوی جہنم کے آگے تسلیم کھڑا ہونا	۲۳	۱۳ نیلوی صاحب کا غلو
۳۹	اسقلوۃ الاسلام علیک یا رسول اللہ	۲۴	۱۴ بنیالوی کی مزید خیانتیں و جہالتیں
۳۹	کہنا جائز ہے۔	۲۵	۱۵ بنیالوی صاحب و نیلوی صاحب کا مولانا حسین علی پرستان
۴۰	وسیلہ توحی نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶	۱۶ بنیالوی صاحب کے جھوٹ
۴۱	شالامہ دہو سے پیر جیلانی	۲۷	۱۷ مفسرین عقلماء سوء ہیں
۴۱	محقق العصر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان	۲۸	۱۸ باب الشکر
۴۱	بریلوی کہتے تقویٰ پر فتویٰ دیتے تھے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)	۲۹	۱۹ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا عقیدہ
۴۲	امام شافعی و امام احمد	۳۰	۲۰ نیلوی صاحب کا عقیدہ
۴۵	سماع موتی کے قائل ہیں	۳۱	۲۱ نیلوی صاحب کے جھوٹ
۴۶	حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ	۳۲	۲۲ باب التوب والستغفر
۴۶	کی تکفیر (معاذ اللہ)	۳۳	۲۳ نیلوی صاحب کی زبان درازی

صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر
۱۱۸	باب الصفوات	۳۹	۳۰	عریث من مسئلہ علی مند قبری الخ	
۱۵۸	نیروی صاحب کی یادہ گوئیوں	۴۰	۳۱	سے بریلویوں کے دو حقیقتیں پر زور پڑتی ہے ایسے بریلوی کلموں گھڑتے ہیں	
۱۳۴	سماح موتی کے قائلین ادیب ارشد میں۔ (شاہ صاحب گجراتی)	۴۱	۳۲	احمد رضا خاں بریلوی کا لازم تھا کہ ملار	
۱۵۹	باب الجہالات	۴۲	۳۳	خبر پر مشتمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں ہیں موجودہ حقیقت اشاعت	
۱۶۴	دنیوی صاحب کی ناوانیاں	۴۳	۳۴	التوحید والسنۃ، خاں صاحب بریلوی کی تائید کر رہی ہے۔	
۱۶۸	باب التعارفات	۴۴	۳۵	المہند پر اعتراض کا جواب	
۱۸۶	نیروی صاحب کی تصاویر بیانیاں	۴۵	۳۶	منہا قادیانی اور جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ کا پہلا عقیدہ	
۱۸۴	باب المخادعات	۴۶	۳۷	حیات روح مع الجسد ہے۔	
۱۹۴	دنیوی صاحب کے دھوکے	۴۷	۳۸	دروانا منظور نعمانی مدظلہ	
۱۹۸	باب المشاہدات	۴۸	۳۹	حیات دنیاوی ماننے والے اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ (شاہ گجراتی)	
۲۰۳	دراکھوں دیکھ کر حیرت و اوقات	۴۹	۴۰	باب الکذبات	
۲۰۶	باب الصیغۃ الاولیٰ والآخرین جمیعۃ	۵۰	۴۱	دنیوی صاحب کے جھوٹ،	
۲۳۲	اشاعت التوحید کا پہلا مسک	۵۱	۴۲	باب التعلیقات	
۲۳۵	باب سماح السوئی عند الامام الاعظم	۵۲	۴۳	دنیوی صاحب کا قرآنی آیات میں	
۲۴۶	حضرت امام ابوحنیفہ سماح موتی کے قائل ہیں	۵۳	۴۴	تحریف کرتا	
۲۴۴	باب الفتاویٰ	۵۴	۴۵	باب الخیالات	
۲۴۴	دعوت اہل سنت و جماعت کے	۵۵	۴۶	دنیوی صاحب کی خیانتیں	
۲۰۵	فتوے بدعتی گروہ پر	۵۶			
۲۰۶	باب رد الفتاویٰ	۵۷			
۲۰۶	دنیوی صاحب کے چند فتوؤں	۵۸			
۲۲۰	کی تردید	۵۹			

مقدمۃ الکتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَعَمَدًا وَّعَلٰی وُفِّیْہِمْ عَلٰی سُلُوْلِهِ اَکْبَرُ لَمَّا مَالَعَدَا عَوْدًا بِالْمَدِیْنِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
اِنَّ اللّٰهَ وَّمَلَائِکَتُہٗ یُفَضِّلُوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ بِاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلَوٰتُہٗ عَلَیْہِ وَسَلَامُ تَسْلِیْمًا

————— القرآن الحکیمہ پ ۲۶ —————

ترجمہ: بے شک خدا تعالیٰ اور اس کے رشتے پیغمبر (علیہ السلام) پر درود بھیجتے ہیں

مومنو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو

————— براہِ رانِ اسلام! یہ آیت راقم الحروف نے بطور تبرک

کے ذکر کر دی ہے۔ اس کی تشریح اور پوری تفصیل تو انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم میں آئے گی۔ البتہ ایک حوالہ یہاں بھی ذکر کر دیا جائے۔ تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

جمعۃ اشاعتہ التوحید والسنۃ کے ایک راہنما حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب فرماتے ہیں۔ تو ہر مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اُمت کی طرف سے فرستادہ صلوة و سلام پہنچتا ہے اگر نہ پہنچتا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا امر کیوں فرماتے اور ایمان لے لئے اتنا کافی ہے کہ یقین لکم ہو کہ پہنچتا ہے آگے اس کی کیفیت کیلئے وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اگر ہمارے فہم اس کی کیفیت کے پانے سے قاصر ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرے گا۔ (تسکین القلوب ص ۱۸) مگر انصوس سے کہنا چاہئے کہ اگر قاضی صاحب اسی بات پر قائم رہتے اور اس کی تشریح نہ کرتے تو کیسی بہتر تھا۔

قارئین کرام! ہمارے گفتگو کا رخ چونکہ نیلوی صاحب کی طرف ہے اس لئے چند باتوں کا عرض کرنا ضروری ہے۔ نیلوی صاحب اور بند یا نوی صاحب نے مشترک

کاروائی کے ذریعہ شفاء... اور کو طبع نریا بشفاء الصدور نیلوی صاحب نے عربی میں کتھی
 تو اس کا ترجمہ درجہ فیاد العلوم سرگودھا کے مہتمم مولانا محمد امیر صاحب بندیا لوی نے اردو
 میں کیا۔ یہ ۱۹۱۷ء میں طبع ہو چکی تھی۔ نیلوی صاحب کتھتہ ہند ۱۵ سال کا عرصہ جو چکا
 ہے کہ بریلویہ عقیدہ کی تردید میں شفاء الصدور و کتاب کتھی تھی۔ پھلا میس کے بالکل
 بریکس بریلوی چپ سادہ سمجھے۔ مگر دیوبند و ارا العلوم کے فارغ جو قبل ازیں رد بریلویت
 میں تسلی بخش کام کرتے رہے ہیں۔ یعنی حضرت مولانا محمد رفیع خاں صاحب نے شفاء الصدور
 کی تردید میں تسکین الصدور کتھی۔ پھر نڈا حق بنی حق و طبع کیا گیا۔ چاہیے تھا کہ مشائخ ایک سچے
 کی دوسرے خاموش ہو جاتے مگر سماع الموتی و طبع جدید تسکین الصدور کو کہ بریلویت
 کے خشک و زحمت کو پانی دے دیا جس سے وہ ہلکا ہو کر خوب برگ و بار نکالنے لگے
 گیلے۔ احقاق حق کے لئے دوبارہ ندائے حق کتھی جس میں مولانا کے سارے طلسم
 سے پردہ اٹھا دیا گیا ہے۔ انمائے حق جزء اول (دو مطبوعہ حکیم جولائی ۱۹۸۳ء مطابق
 ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ)

نیلوی صاحب کی غلط بیانی نیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ بریلویہ عقیدہ کی تردید کے
 لئے شفاء الصدور کتھی تھی درست نہیں۔ اس

لئے کہ نیلوی صاحب نے احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو اپنا ام ٹوا بنایا ہے۔ چنانچہ
 ملفوظات جمعہ سوم سے یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ اوسے شک جسم نہیں سنتا، سنتی رہ
 ہے (شفاء الصدور مترجم طبع اول ص ۶) پھر شفاء الصدور کے ص ۱۱ میں فرما ہے
 احمد رضا خاں بریلوی کا نام شمار کیا۔ عدم سماع موتی کے قائلین میں معلوم ہوا۔ مشن
 عقیدہ ایک ہے۔ اس لئے دونوں حضرات کو دیوبندیوں سے نفرت ہے۔ احمد رضا خاں
 صاحب بریلوی نے جو علماء دیوبند ہم الشہ پر الزام لگایا تھا۔ کہ وہ حیات البقی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے قائل نہیں ہیں جس کے جواب میں علماء دیوبند کی طرف سے البند علی المفند
 کتھی گئی دیکھیے (ماہنامہ تصدیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۷۷ء ص ۲۲) علماء دیوبند
 نے اس الزام میں خان صاحب بریلوی کو جھوٹا ثابت کر دیا تھا۔ مگر نیلوی صاحب کی حجت

پسے آقا احمد رضا خاں بریلوی کو سچی ثابت کرنے کے لئے المہند علی المہند کو نہ قابل اعتبار
 ٹھہرا رہے ہیں چونکہ مشن ایکسپس۔ ملا دیوبند کی توہین کرنا اسی طرح نیلوی صاحب نے
 شفاء الصدور میں حدیث عن صلی علیٰ عینہ قبریٰ سبغت شحکاء تعویذ کی ہے
 اس لئے کہ بریلوی اس کو نہیں مانتے (اس کی مزید تشریح باب الہدایات میں آرہی ہے)

لطیفہ | بندیا لوی صاحب کہتے ہیں۔ (جب قرآن و حدیث سے دلیل نہ لی) تو پھر
 ابو حنیفہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو اندر سے جواب آیا۔ کہ لعنت ہو اس پر
 جو یہ عقیدہ رکھنے کو کُرمے سنتے ہیں۔ (شفاء الصدور طبع اول ملا) معلوم ہوا کہ امام ابراہیم
 سنتے تھے تو اندر سے جواب آیا۔ اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ بندیا لوی صاحب کون
 ہیں۔ نیلوی صاحب ناراض ہیں حضرت مفسر صاحب و امت بکا تہم پر لیکن خود جمیستہ
 اشاعت التوحید السنۃ کے ترجمان مابناہ تعلیم القرآن راولپنڈی جولائی ۱۹۶۸ء نے
 اس پر کیا تبصرہ کیا ہے۔ اس کو بھی فدا غور سے پڑھ لیں۔ اس نے مکمل تبصرہ کی فوٹو کاپی
 از ص ۳ تا ص ۳ لگائی جاتی ہے۔ اس کو پڑھ کر پھر قارئین کرام اس تقریظ کو بھی پڑھ لیں
 جو مولانا غزالیات اللہ شاہ صاحب بگوتی نے شفاء الصدور پر لکھی ہے جس میں نیلوی
 صاحب کو انصاف و تحقیق سے دلائل بیان کر دیو لاکھا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)
 منسوب و دھڑ کا خدا ستیا ناس کرے یہ بڑے بڑے آدمیوں کو تباہ کر دیتا ہے

مترجم شفاء الصدور کی اما و دیا ملاحظہ ہو | نیلوی صاحب کے متعلق مزید
 پیش ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہی مترجم شفاء الصدور مولانا محمد امیر بندیا لوی کی چند
 خیانتیں، جہالتیں ملاحظہ ہوں

۱۔ نیلوی صاحب نے قلب ہمد کی روایت کا یہ جواب کھا۔ قلنا غیر ثابت فانہ لقا
 بلہ ہذا الحدیث عائشۃ قتالت کذبتم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مترجم صاحب نے اس کا ترجمہ بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اس کا ترجمہ نیلوی صاحب نے
 نہ اسے حق جلد ثانی ص ۱۵۱ میں بول کیا ہے۔ یہی جب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو۔

تعارف کتب

تبعہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آٹا مڑوسی ہیں — ادارہ —

شفاء الصدور مولانا محمد حسین نبوی، متعدد درس مدرسہ فیضان العلوم، سرگودھا، قمریہ عرفان، گواہر بنیالی، مہتمم مدرسہ مذکور، لاکھنؤ سفید، کتابت و طباعت گزرا، ضخامت ۲۰۰ صفحہ، سائز کے ۱۲ صفحات، قیمت دو روپے چالیس پیسے، کاپیستہ، مدرسہ فیضان العلوم، سال ۱۴۰۱ھ، سرگودھا۔

کتاب کا پورا نام یہ ہے: "شفاء الصدور فی تفتیح صمد سابع من فی القبر" ہم سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب سابع موتی کی بنی پر لکھی گئی ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرے سنئے نہیں، اصل کتاب پر تبصرہ کرنے سے پہلے نفس مومنین کے بارے میں چند موضوعات پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔
۱۔ مسٹر سابع موتی اسلام کے ان اعتقادات میں سے نہیں ہے جن کے اثبات یا انکار پر کسی کے کفر و ایمان فیصلہ کیا جاتا ہے یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تمییز اور اختلاف رائے کی بجائے وجود ہے۔

۲۔ یہاں تک راقم کے علم و مطالعہ کی رسائی ہے، ابتدائی صدیوں میں، مسٹر سابع موتی کی اعتقادات بنیت لفظی نظر نہیں آتی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اس مسئلے سے متعلق صرف ایک ہی شہ کا راز تھا ہے۔ ایک دفع حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے خلیفہ مجدد الیٰی حدیث بیان کی گئی جس میں حضرت اسلام نے حضرت عروہؓ جواب میں ارشاد فرمایا: "یہ جو کچھ ان مردوں سے کہہ رہا ہوں اسے تم ان نسبت زیادہ نہیں سہہ رہے ہو۔" محبت ہدایت کے یہ حدیث سن کر فرمایا اس حدیث میں سابع سے مراد وہ ہے جو مفسر و مفسر السلام کا مقصد یہ تھا کہ مرے لئے بعد از شمس کو میری پائی آفتاب یقین حاصل ہو چکا ہے اب میرے قول کی کھانی کو علم نہیں ان سے زیادہ نہیں۔

سنت عائشہؓ کے سامنے جس صحابی نے یہ حدیث ذکر کی تھی اس سے اس کا مقصد سابع موتی کا

اثبات نہ تھا، بلکہ محض غزوہ بدر کا ایک واقعہ بیان کرنا مقصود تھا اگرچہ کا یہ مقصد ہوتا تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ حضرت عائشہؓ کے جواب میں وہ حدیث پیش کرتے جس سے منافقین نے سارے مومنین کے اثبات پر استدلال کیا ہے خلا "قرآن فحالی" والی حدیث جو صحیحین میں موجود ہے۔

ایک دوسرے صحابی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی تلبیہ بدر والی حدیث میں تاویل کی کہ اللہ تعالیٰ نے تلبیہ بدر میں پہلے مردوں کی حیات پیدا کر دی یہاں تک کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنائیں اس کے بعد اس مسئلہ پر پردہ خاموشی نظر آتی ہے یہاں تک کہ مشہور اب قرآن کا ہی بخیر کا آغاز ہوا اور کتاب الایمان کی فقہی جزئیات زیر بحث آئیں۔

دیگر فرضی اختلافات کی طرف مسئلہ سارے مومنین بھی انفراد و تفریقہ کا نشانہ بن چکا ہے مگر یہاں نے ہر بات میں شدہ ہوئی کا انکار کر دیا اور دشمن سارے نے سارے کو قاتلہ کہلے بنا کر ہر حال میں سارے کا دعویٰ کر دیا اور پھر اس سے قیادہ کر کے استفادہ اہل استفادہ کے جواز کا بھی فتویٰ دے دیا، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اس مسئلہ میں اصل قیادہ سارے ہے لیکن قیادہ نہیں بنتے جیسا کہ قرآن مجید کی آیتوں میں اس کی تقریر صراحت ہے یہ تین آیتیں کتاب ذریعہ قرآن کے پہلے باب میں نمبر ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ کے تحت آج ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں سے بھی یہ حقیقت ثابت اور ثبوت ہے۔ عقل بھی اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ سارے حیات پر مرتب ہوتا ہے اور حیات کا قیام مدد سے ہے لیکن حیات سے مدد خارج ہو جاتی ہے اور پھر مدد سے اس کا کوئی قتل باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے "آب حیات" میں شہدار کے بارے میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔

ابن یحییٰ نے کتاب دست کی تفریحات سے بھی سمجھا ہے۔ کہ اصل مدد سارے ہی ہے۔ طار
بد والدین میں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۱ پر حدیث ابن ابی العین کا قول نقل کرتے ہیں :
الموت لا یصحرو ولا شک اس میں کوئی شک نہیں کہ مدد سے نہیں بنتے

طائریہ محمد و انہی فرماتے ہیں :-

المیت لیس من شافہ السماع ولا یحقق
منہ السماع الا معجزۃ کما مع اہل
القلیب (روان المدنی ج ۲ ص ۲۱)
میت کا کام سننا نہیں اور نہ اس کا سنا ممکن ہی ہے
مگر بصورت معجزہ جیسا کہ تلبیہ بدر کے مردوں نے
بطور معجزہ سن لیا تھا۔

مولانا بشیر الدین ترمذی تفہیم المسائل (صفحہ ۱۵۵) میں لکھتے ہیں:-

خبر بہ فقہاء انکار سارع مطلق است و از
اکثر کتب فقہ نیز مستفاد است کہ عدم سارع مطلق
قول متفق علیہ است۔
تمام فقہاء کا مسلک یہی کہ مومن نہیں مستنار
اکثر کتب فقہ کجی مستفاد ہے کہ عدم سارع مطلق
طریقہ ہے۔

ترجمہ الحدیث شیخ الشریع حضرت امام الزہراؑ کثیراً رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

ایضا بطعنہ انما هو عدم السماع لکن
المستثنیات فی هذا الباب کثیرۃ (نزع الہم
شرعاً صحیح مسلم ۱ ص ۱۷۸)
یہ
غالباً اور اصل ترمذی ہے کہ مومن نہیں سنتے
لیکن اس غلطی سے بہت سی جزئیات مستثنیٰ

تفصیل بالا سے معلوم ہو گیا کہ اصل غلطی یہ ہے کہ مومن نہیں سنتے لیکن بہت سی جزئیات اس
غلطی سے مستثنیٰ بھی ہیں جیسا کہ متعدد جزئیات صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں اصل غلطی عدم سارع اپنی جگہ قائم
رہے گا اور جب جزئیات میں صحیح حدیثوں سے سارع مطلق ثابت ہے وہ ان ہی جزئیات میں محصور رہے گا
اور ان جزئیات پر قیاس کر کے تمام احوال میں سارع مطلق ثابت نہیں کیا جائے گا کیونکہ جب جزئیات میں سارع
ثابت ہے مطلقاً غلط عقل و قیاس اور اسباب ماوراء سے ماوراء ہیں۔ لہذا ان پر قیاس جائز نہیں
ہا و سیرہ محمدؐ و اوس مفتی بغداد فرماتے ہیں:-

ان السماع مطلقاً و کذا سائر الاحادیث
بیس الا با لعل فی شئ فاشاء اللہ ما کان وما
لریشا لہ لیکن ینقصر علی العقل لجماع
ماوردہ الصحیح لجماعہ من السلام و نحوہ
و هذا الوجه الذی یندرج منہ۔
(درع المانی ج ۲ ص ۲۱۵)
مطلق سماع مطلق اور اسی طرح درستی اسناد
اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مجموعے میں جہاں اللہ جل جلالہ
ثابت ہوں گے جہاں نہ چاہے عدم مومن ہوں گے۔
اسی مرتبہ ہی جگہ سارع تسلیم کیا جائے گا جہاں
کتاب و سنت میں سارع ثابت ہے مثلاً نازک
سلام کا مسند نیزہ۔ میرے نزدیک یہی راجح ہے

بخیر الاسلام علامہ بشیر احمد عثمانیؒ "عمودہ روم کی آیت فانک لا تسمع الموقیٰ پر لکھتے ہیں:-

"یعنی تم نہیں سُرکتے کہ کچھ بولوا اور اپنی آواز مرنے کو سنا دو" کیونکہ یہ
چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے

فابری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی
 مومن نہیں کر سکتا اب لغوی سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقے سے سُنا
 ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہیے بعض قیاس
 کرنے والے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لائے۔ "الجم"

برے خیال جن سلسلہ سماع موتی کا یہ نہایت ہی موزوں کتاب وصفت کے میں مطابق اور
 صلی ہے اس کے بعد اس مسئلہ میں نزاع و اختلاف ختم ہو جاتا ہے اصل مطالبہ عدم سماع کو قرار دیا جائے اور صحیح
 حدیثوں سے جن مواقع اور جزئیات میں سماع موتی ثابت ہے اسے ان مواقع و جزئیات کے ساتھ مختص
 مانا جائے اور ان پر قیاس کر کے دیگر احوال میں سماع موتی ثابت نہ کیا جائے اس طرح لغوی کتاب وصفت
 کے درمیان کوئی منافات باقی نہ رہے گی۔ کتاب وصفت میں جہاں سماع موتی کی نفی ہے وہاں اصل مطالبہ مذکور
 ہے اور جہاں لغوی سے مراد ثابت ملتا ہے ان میں مستثنیات کا ذکر ہے۔ "هَذَا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ" وهو
 یبعدہ الی طریق الصواب۔

اس طویل مسعہ فرائض کے بعد اب کتاب زیر تبصرہ کے بارے میں کچھ کہنا ہے۔ کتاب ایک
 مقدرہ پانچ ابواب اور ایک خانہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں چند اصول قواعد مذکور ہیں باب اول میں مدعی
 مدعی ہیں جن سے مصنف نے سماع موتی کی نفی پر استدلال کیا ہے ان گیارہ آیتوں میں سے تین آیتوں ۱
 ۲ ۳ سے سماع کی نفی عراضہ ثابت ہے۔ باقی آیتوں کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ
 مصنف نے نقل کردہ اقوال سے ظاہر ہے کہ انہوں نے نفی صریح کو ان آیتوں کے عموم میں شامل
 کیا ہے۔

دوسرے باب میں وہ مدعی ہیں جو مصنف کے نزدیک نفی سماع موتی پر دلیل ہیں۔
 لیکن انہوں نے کہ ان چودہ حدیثوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جسے اصل دعویٰ کے ساتھ کچھ بھی تصحیح
 ہو۔ اب من بعد جن سے مصنف اور مترجم نے زبردستی کھینچ کر سماع موتی کی نفی ثابت کرنے
 کی کوشش کی ہے بعض جہلوں میں تو مصنف نے نہایت ہی دلگیرانہ محکمہ غیر تاویل کا ارتکاب کیا
 ہے۔ مثلاً حدیث چہرے کے تحت لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کے دفن کے وقت صحابہؓ میں اختلاف
 ہو گیا کہ آپ کی قبر میں لحد بنائی جائے یا نہ تو اگر سماع موتی میں ہوتا تو صحابہؓ کو چاہیے تھا کہ جو جنور غیر مسلم

کی نیت سے پڑھ لیتے اور چاہئے تھا کہ آپ معجزۂ ان کلام میں لیتے انسان کو جواب دیتے اور پھر محدثین
میں بھرکراست آپ کو جواب سن لیتے گویا سورہ انزکرات جناب مصنف کے ”چاہئے تھا“ کے غلام
میں جب چاہیں اسے کوئی نکل سب۔

اسی قسم کے ایک اور رسمی استدلال کی مثال علامہ برہنہ دہلوی حدیث کر حلف بدر کے قیدیوں کے
بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آج مطمئن مدنی زندہ تھا اور ان قیدیوں کی شفاوش کرتا تو میں ان کو
انکار دیتا۔ اس کے تحت مصنف فرماتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے صحتی کے قابل تھے تو آپ مطمئن
مدنی کی جڑ چاکر ان قیدیوں کے بارے میں اس سے پوچھتے امداس سے پوچھ لیں قیدیوں کو قتل نہ کرتے۔
میں آپ نے ایسا نہیں کیا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ مڑے نہیں سستے۔ اردو لکھنؤ چھپنے آ نکھ ایسے عقول
بندہ جاتا ہے۔ نیز مصنف نے نہ معلوم یہ کہاں پڑھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قیدیوں کو قتل کر دیا
تھا۔ یہ ایک معروف تاریخی حقیقت ہے جسے ہر طالب علم بھی جانتا ہے کہ امدادی بدر کو قتل نہیں کیا گیا تھا
برندہ کے کراہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔

یہ سب باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ”تلمیذین“ ائمہ تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء و محدثین
تلمیذین، مفسرین اور علماء نقیض کے آثار و اقوال پیش کئے گئے ہیں۔ جو سارے صحتی کی نفی پر مراحہ
موت لڑتے ہیں۔

پہلے باب میں تابعین سارے صحتی کے دلائل کا جواب دیا گیا ہے۔ پہلا ”قیسرا اور چوٹا باب
نیت جاندار اور پر مغز بھی۔ مصنف نے بڑی محنت کا دل اور دبدبہ صحتی اس باب میں بصیرت افزا
اور ہمہ پہنچ کیا ہے۔ علامہ و حنبلیہ کو کاش و جستجو کی صورت سے بلکہ دل کر دیا ہے۔
اس باب میں بن فرنا بلا کلام۔ اسے جو مڑوں کہیں نام جو جس کی نام کے قابل ہیں جس سے جو کہ کلام
اس میں نہ ان بلکہ فرقوں کے عقیدہ سارے میں کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ مدوں میں نہ بعد ساری کا
یہ ایک بات ہے کہ کوئی نام نہا کشتی حد سے تجاوز کر کے ان باطل پرستوں سے کسی کا گئے
جو وہ تو ان میں ہی کا پرچم اسی لئے میر کسی تمہید اور دھاتی قطع کے کلاب میں اس
بدر بن ہشت کے ایک فرقہ کی جی تھی ہے۔

نہ میں مڑوں اور نہ خود کے درمیان چوالیس امدادی فرقہ ذکر کیا گیا ہے۔ مدوں اور مدوں

کے درمیان مصنف نے جو وجوہ فرق بیان کئے ہیں ان کے مطالعہ سے قارئین کے معلومات میں ضرور اضافہ ہو گا لیکن حنا زین فیہ مسئلہ سے ان کا کیا تعلق ہے ؟ ان وجوہ فرق کا سماع حنفی پر کوئی اثر نہیں ؛ کیونکہ یہ فرق اسباب عادیہ یا علل شرعیہ پر مبنی ہیں اور ان کا تعلق فقہی مسائل اور دینی احکام سے ہے لیکن سماع حنفی ایک خالص برزخی معاملہ ہے اور اسباب عادیہ اور علل ظاہرہ کے خلاف ہے لیکن اپنے مواقع میں غیر صادق سے ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ ان وجوہ فرق کو جھٹلنے اور ماننے کے باوجود حکمیں سماع بھی نہی الجملہ (یعنی جہاں کتاب و سنت سے ثابت ہو) سماع کے قابل ہیں۔

انکار سماع پر جس قدر دلائل اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں البتہ وہ کسی اور کتاب میں نہیں ملیں گے۔ لیکن انہیں کو مسئلہ خالص علمی ہونے کے باوجود کتاب پر تحقیق کے بجائے ایک غلو سا سیرنگس نظر آتا ہے۔ اگر اس کتاب کو تحقیق کے انداز پر مرتب کیا جاتا تو اس کا موٹو پائے کا سونا تھا۔

راقم کا خیال ہے کہ اس قسم کے فزونی مسائل میں غلو و ضرورت سے زیادہ عوشگیاں انتہائی انتہا رکابت میں ایسے خالص علمی مسائل میں سطح پر ہی رہنے چاہئیں ان کو عوامی سطح پر لانے میں ملزم نقصان ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس بارے میں بہادی مدح و دہائی مگر ہے فرماتے ہیں :-

”اگر اس نماز میں اس امکان استماع کا بھی چرچا کیا جائے تو اس غل سے لفظ دینی تو کچھ متصرف نہیں، البتہ قوت معانی و تشریک الگ ان غالب ہے۔ اس لئے یہی مناسب ہے کہ عوام کو فقط طریقہ مسنونہ زیارت قبول تعلیم کیا جائے اور اس سے زیادہ کوئی اطلاع نہ دہنے سے ورنہ اس علم امکانی سے ترقی یا راجح (مصلح) کیونکہ ضروریات دینی میں سے نہیں۔ البتہ مواخذہ نقصان ذکرہ کا احتمال ہے۔“

(حلال تہذیب)



سجاد سجاد

لے ۱۰ سے ۱۱، موسم اور جیہا دم ابواب مراد ہیں۔

بدر کے مکتوبوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کلام ہونے کی حدیث پہنچی۔ تو مینا فرمایا کہ لوگو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے اور آپ پر اتہام (تہمت) لگا ہوا ہے۔ نیلوی صاحب نے مودودی صاحب کی طرح یہ حوالہ نقل کر کے اس کا ترجمہ کر کے صحابہؓ کو سنا۔ اللہ جہنمی قرار دیا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا جہنمی ہے۔ ہم تو اس کے جواب میں بوطائنی حدیث شریف یہی کہیں گے (لغۃ اللہ علی شریک) اس حوالہ کی مزید تحقیق باب الکفیات (نیلوی صاحب کے جھوٹ) میں آرہی ہے۔

۲۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ثم یقال لہ نہ فیقول ارجع (ای اہل البدائع) الی اہلی فاخبرہم (بأت حالی طیب) (شفاء الصدوقؒ) مترجم نے اس کا ترجمہ بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس کا ترجمہ طاحنہ کریں۔ مرنے کو قبر میں کہا جاتا ہے سو جا۔ پس وہ کہتا ہے کہ میں ارادہ کرتا ہوں۔ بولنے کا گھروالوں کی طرف تاکران کو بتاؤں کہ میرا اچھا حال ہے مترجم خائن نے یہ ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اس میں میت کی حیات و سماع کا واضح ثبوت تھا۔

۳۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ علمہ ان مسئلۃ سماع الموتی واجابہمہ و مصرفہم مختلف للملحدین (شفاء الصدوقؒ) مترجم نے اس کا ترجمہ بھی ادا کر دیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہے۔ معلوم ہوا کہ سماع موتی کا مسئلہ اور موتی کا جواب دینا اور پہنچانا بے دینوں کا گھڑا ہوا ہے۔ گویا نیلوی صاحب کے نزدیک سماع موتی کے قائلین بے دین ہیں۔ (معاذ اللہ) جب کہ نیلوی صاحب کے نزدیک امام شافعی و امام احمد و امام ابن تیمیہؒ و ابن قیمؒ وغیرہم سماع موتی کے قائل ہیں۔ حوالہ اپنے مقام پر آتا ہے۔ تفسیر حواہم القرآن وغیرہ میں سماع موتی کو صحابہؓ کے درمیان اختلافی کہا گیا ہے۔ تو نیلوی صاحب کے ترجمہ کا نشا دکون بنے گا (انا للہ وانا الیہ راجعون) س

از خدا خواہم تو نبی ادب بے ادب مروج ماندا فضل

۴۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں (واکلفا ما لعموتی لا یسمعون من النبی صلی اللہ علیہ وسلم شفاء الصدوقؒ) مترجم صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اور کفار موتی کی طرح نہیں۔ کہ پیغمبر کی بات نہیں سنتے۔ مترجم صاحب نے اس کا ترجمہ کر دیا ہے س

ہم اٹے بات اٹے یار اٹے یہ اٹے ہی گننا عجیب چل رہا ہے

۵۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں کہ لوگوں میں الانبیاء محدث ہیں مشہور ہے جو بہ الزیادۃ علی کتاب اللہ (شفاء الصدور) مترجم صاحب نے اس کا ترجمہ بھی بالکل چھوڑ دیا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

قاریंनी کرام! ترجمہ ملاحظہ ہو۔ امدانیا علیہم السلام کی وراثت کا تقسیم نہ کرنا مشہور صحیح حدیث کی بنا پر ہے جس کی وجہ سے کتاب التذکرہ زیادہ کرنا جائز ہے

۶۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ قال المولیٰ ظہیر الدین والسوال سکر ذی روح حتی ان الرقیع یسأل ویلقض العنک او یلقمہ اللہ (غلام ص ۲۲) ۱۲۔ دشفاد القند ورمش، مترجم صاحب نے اس کا ترجمہ بھی بالکل چھوڑ دیا ہے۔ یہ بے مزین صاحب کی دانت۔

قارئین کرام! اس کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔ صاحب فتاویٰ علیمہ علامہ طہریؒ فرماتے ہیں کہ (تقریباً) سوال بزدلی رُوح کے لئے ہے حتیٰ کہ دودھ پینے والا بچہ بھی سوال کیا جائے گا اور خیرشتہ اس کو جواب القادر سے عیاں خود اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو اہام لیں گے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ص ۲۲۶ ج ۱) چونکہ یہ حوالہ مترجم صاحب کے مذہب کے خلاف تھا۔ اس لئے ترجمہ کرنے سے گریز کر کے اپنے خائن ہونے کا ثبوت دیا کہ
 ۷۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں قلت غیر صمیم وان صححہ عبدالحق شفاہ الصدوقؒ
 اس کا ترجمہ بھی مترجم نے خیانت کرتے ہوئے چھوڑ دیا ہے۔

قارئین حضرات! ترجمہ ملاحظہ کریں۔ میں نیلو کا کتا اس وقت کہ یہ حدیث صحیح نہیں
الکریم عبدالحق محدثؒ نے اس کو صحیح قرار دیا۔ ہے۔

۸۔ مترجم صاحب ترجمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں اور ملاحظہ فرما کر ہنس کر کہتے ہیں کہ -
معانی میں بھی کہہ سکتا ہے (شفاء الصدور ص ۲۳) حالانکہ اصل عربی کے الفاظ مختلف ہیں
صاحب نے کہے ہیں۔ ان میں کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں جن کا مترجم صاحب نے ترجمہ کیا
ہو۔ یہ عجیب ترجمہ ہے۔

گر ہمیں ملو جیسے کتب کا رطفاں تمام خواہد بود

۹۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ من محمد بن باقر^{۹۱} از شفاء الصدوق^{۹۲} مترجم صاحب کہتے ہیں۔ محمد بن باقر سے روایت ہے۔ اور حاشیہ پر سرسری ہے۔ مذہب محمد بن باقر^{۹۳} فائین کرام! نیلوی اور مترجم صاحب کو اتنا بھی معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ کیا کھڑے ہیں۔ محمد بن باقر کون ہے۔ نیلوی صاحب کو چاہیے کہ اس کی وضاحت کریں۔

قارئین کرام! لاقم الحروف تو امام محمد باقرؑ کو جانتے ہے جو کہ امام جعفر صادقؑ کے والد اقرم تھے یہ محمد بن باقرؑ کے۔ اس کی وضاحت نیلوی صاحب کریں گے خیر سے نیلوی صاحب کا تب بھی خود ہیں۔ بہت خوب

۱۰۔ ف الفتم سے مراد فتح القدر ہے۔ مگر مترجم نے فتح الباری مراد لے (شفافیت)

۱۱۔ نیلوی صاحب شفاء الصدوق^{۹۲} میں کہتے ہیں۔

اخبرني محمد امير قال قال محمد العائنة الحاضرة حامى الكتاب والسنة في
الشرك والبدعة المولى الشيخ حسين على رحمه الله تعالى قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول
المؤذن فاذا قال المؤذن اهل البيت خير من النوم امرنا ان يقول
على من سمع النداء منا "صدقت وبررت وبالحق نطقت
وكما في المراقبة على القارى من ۲۵

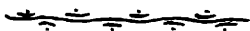
مترجم صاحب نے اس ساری لمبی عبارت کا صرف یہ ترجمہ کیا ہے ^{حفظ}
ہو۔ مؤذن کے جواب میں صدقت وبررت وبالحق نطقت

حدیثوں میں آیا ہے۔ قارئین کرام۔ اصل عبارت کا ترجمہ یوں ہے۔ مجھے محمد امیر
نے بتایا کہ اس حدیث کے مجدد کتاب و سنت کے حامی۔ شرک و بدعت کے حامی
حضرت مولانا حسین علی صاحب نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب
نہ ان سنو پس کہو جواب میں جس مرت مؤذن کہتا ہے پس جب مؤذن الصلوٰۃ

من النوم کہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہر شخص اذان سننے والا اس جملہ کے جواب میں صدقت و برکت و بالحق نطقت کہے (جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاة ص ۱۶ میں ہے۔

یہ ہے لمبی عبارت کا ترجمہ جس کو مترجم نے صاحب نے چند ہی الفاظ میں ادا کر کے علیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ نیلوی صاحب اور بندیا لوی صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤذن کا جملہ الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و برکت و بالحق نطقت کہا کرو۔ کیونکہ کسی حدیث میں جو با سند سہو ایسی عبارت نہیں ملتی۔ ملا علی قاری نے بھی مرقاة شرح مشکوٰۃ ص ۱۶ میں مؤذن کے جملہ الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و برکت و بالحق نطقت کہنا مکتع ہے لیکن اس کی نسبت صراحۃً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی۔ بلکہ موضوعات کبیرہ میں فرماتے ہیں۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام بہت سے لوگ صبح کی اذان کے وقت مؤذن کے قول الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ بے اصل ہے۔ اور اسی طرح ان عام لوگوں کا مؤذن کے جملہ الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و برکت و بالحق نطقت کہنا بھی بے اصل ہے۔ بشوافع حضرات نے اس کو مستحب قرار دیا ہے۔ اور علامہ دمیری نے فرمایا کہ ابن الرفعی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس میں حدیث وارد ہوئی ہے حالانکہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ کسی محدث نے یہ حدیث پیش کی ہے۔

قارئین کرام! نیلوی صاحب اور بندیا لوی صاحب یہ بے مبلغ علم۔ اور حضرت مولانا حسین علی صاحب کو بھی اس میں ملوث کر دیا۔ اگر بالفرض مولانا حسین علی صاحب کہہ بھی دیں کہ یہ حدیث میں آتا ہے۔ تو کیا ان کے کہہ دینے سے یہ حدیث بن جائے گی (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) کیا مولانا حسین علی صاحب ان کے نزدیک صحابی ہیں (معاذ اللہ) کہ جو بے عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں محدث بخاران کو آتا ہے بخاری نہیں آتی



بندیا لوی صاحب کے جھوٹ ملاحظہ ہوں

جھوٹ نمبر ۱۔ بندیا لوی

صاحب الاقوال المرضیہ ص ۵۵

میں کہتے ہیں۔ و فی جامع الصغیر للامام محمد رکن الدین السکندر لان معناه الافہام
والسوت ینافیہ لقولہ تعالیٰ وَمَا اَنْتَ بِمُتَّبِعٍ مِّنْ فِی الْقُبُورِ

بندیا لوی صاحب نے یہ خالص جھوٹ بولا ہے۔ امام محمدؒ کی جامع الصغیر
الجواب یہ الفاظ نہیں ہیں۔ طے دروغ گورا حافظہ نباشد

بندیا لوی صاحب کہتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آلہ و
اصحابہ وسلم نے ابتداء اسلام میں زیارۃ القبر سے مطلقاً مرد

و محبت کو منع فرمادیا تھا۔ جب بعد میں صحابہؓ کو پورا پورا مسئلہ سمجھا دیا۔ اور ان کے ذہن میں
توحید و سنت و اسخ پر مبنی اور بدعات کی تعریف سے بھی واقف ہو چکے تو پھر مردوں کو
اجانت فرمادی۔ لیکن عمرہ توں کو پھر بھی منع فرمادیا۔ (الاقوال المرضیہ ص ۵۵)

بندیا لوی صاحب نے خاص تذکرہ بیانی کتابت۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
الجواب پر بہتان باندھا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: لیکن عمرہ توں کو
پھر بھی منع فرمادیا۔ ایسی کوئی حدیث موجود نہیں، بلکہ رحمت لی صحیح حدیثیں موجود ہیں۔

عبداللہ بن ابی بکر بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ ایک دن قبرستان
حدیث ۱ سے واپس سوئی تو میں نے عرض کیا۔ اے ام المؤمنین کہاں سے آئی ہو۔ تو
حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ اپنے جانی عبدالرحمن کی قبر سے پس میں نے عرض کیا۔ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کا زیارت سے منع نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا انا
منع کیا تھا۔ پھر بعد میں نیابت کہنے کا حکم دیا تھا۔ (مسندک ص ۴۳ ج ۱) اسکت عن
الحکم و قال اندجی صحیح

یہ بھی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حدیث ۲ سے عید و مسلم نے قبروں کی زیارت کرنے کی نعمت دے دی تھی۔
(ابن ماجہ ص ۱۱۱ ج ۱) اجاء فی زیارۃ القبر

صحیح مسلم ص ۳۱۳ تا ص ۳۱۴ میں ایک واقعہ ہے جس میں حضرت عائشہؓ

حدیث ۴۱

کا مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں جانے کا ذکر ہے۔ فلہذا رحمت محمدیوں کے لئے بلاشبہ ثابت ہے اور رحمت کے بعد کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ حوثیں قبرستان نہ جایا کریں۔ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔ مع ان : ہا ہا فی البقیع ثبت لا ینکر (الکوکب المدنی ص ۳۱۳) اس کے باوجود حضرت عائشہؓ کا جنت البقیع جانے کا ثبوت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ ہندو بائوئی صاحب اور مولوی احمد رضا خان بیلوی کا مشن ایک ہے اس لئے دونوں عورتوں کو قبرستان کی زیارت کرنے سے روکنے میں سستی کرتے ہیں۔ ورنہ تو شرک کرنا جس طرح عورتوں کے لئے حرام ہے مردوں کے لئے بھی حرام ہے۔ لیکن زیارت منع نہیں ہے۔

ہندیا لوی صاحب اس کے بعد کہتے ہیں اور اسی خطرو کی بناء

جھوٹ نمبر ۳

سے فرمایا تھا کہ اللہم لا تجعل قبری عیداً (الاقوال المرصیہ ص ۵۰) (ترجمہ) اے اللہ میری قبر کو عید نہ بنانا

یہ بھی ہندیا لوی صاحب کا جھوٹ ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ حدیث مروی

الجواب

نہیں ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کیا ہو کہ اے اللہ تعالیٰ میری قبر کو عید نہ بنانا۔ ہندیا لوی صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سبتا باندھا ہے۔ خوٹ :- ابو داؤد میں ایک حدیث ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بنانا

بندیا لوی صاحب آیت وَالَّذِينَ يَذَّبُونَ سَاعَاتِهِمْ
مِن دُونِ الذِّكْرِ لَا يَخْلَعُونَ شَيْئًا وَهُمْ يَدْعُونَ
أَمْوَاتٌ غَيْرُ آبِيَاءٍ (الاحقاف ص ۱۰۱) کی تشریح کرتے ہیں اور اس آیت میں اموات کہہ سکتے ہیں

کہ بعض علماء سو کہتے ہیں کہ یہاں دُؤن سے مراد بت ہیں (دعوة الحق ص ۵۹) بہت سے اکابر مفسرین یہی تفسیر کرتے ہیں۔ حوالہ (اموات) اہنام (اموات) (تفسیر ابن عربی ص ۱) حوالہ (تلف) مجلس فقہ میں۔ وہ

الجواب

الامنام حوالہ ۳۰۔ تفسیر خازن منہ ۳ ج میں بھی الامنام (رتوں) سے تفسیر کی گئی ہے حوالہ ۷۰ تفسیر ابن کثیر منہ ۱۲ ج (بحوالہ بذائے حق طبع اول منہ ۲۳ و بذائے حق جزء اول منہ ۱ و شفاء الصدور منہ ۱ طبع دوم حوالہ ۷۰ تفسیر قرطبی منہ ۹ ج ۱ میں ہے یعنی الامنام حوالہ ۷۰ تفسیر ابن کثیر منہ ۵ ج ۲ حوالہ ۷۰ تفسیر کبیر میں بھی بت مراد لئے گئے ہیں۔

قارئین کرام! جوش جنوں میں اگر یہ لوگ اندھے ہو جاتے ہیں اور کسی کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے

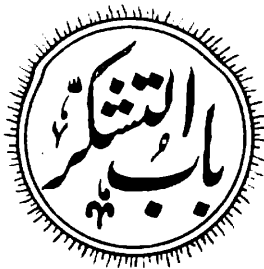
جوش جنوں میں کچھ نظر آتا نہیں اسد صحراء ہماری آنکھوں میں ایک مشت خاک ہے

مقدمہ الکتاب بذائے حق طبع اول کے ساتھ جو بنیدیا لوی صاحب کا تھا۔ اب بذائے حق

نیلوی صاحب نے عجیب کام کیا ہے

طبع دوم میں نیلوی صاحب نے اس کو کاٹ دیا ہے۔ اسی طرح شفاء الصدور طبع اول عربی کا ترجمہ جو بنیدیا لوی صاحب نے کیا تھا۔ اب طبع دوم میں نیلوی صاحب نے اس ترجمہ کو کاٹ دیا ہے۔ تفصیلات نیلوی صاحب سے پوچھی جائیں۔ بہر حال قارئین کرام نے بنیدیا لوی صاحب کی دیانت کا اچھی طرح اندازہ کر لیا ہوگا۔ لہذا ایسے لوگوں کی بات رخصت کی ٹوکریاں پھینکنے کے قابل ہے۔

۵۔ اٹھا کر باہر پھینک دو گلی میں



(نیلوی صاحب کی یاد آوری کا شکر)

قارئین کرام میں کئی مقامات پر یاد فرمایا ہے۔ اس لئے راقم الحروف نے بھی نیر لوی صاحب کو یاد کیا ہے۔ کیونکہ مشہور مقولہ ہے ”یاد کیا تمہ یاد ہوتی ہے“

آنا یہ، ہیکلیوں کا مجھے بے سبب نہیں بھولے سے اس نے یاد کیا ہوگا کچھ عجیب نہیں نیلوی صاحب نے راقم الحروف کی کتاب نور الصباح فی ترک ریخ الیرین بعد الافتتاح کے چند حوالے ندائے حق جز ثانی ص ۵۴ میں ذکر کئے ہیں۔ گویا یہ ص ۵۴ نور الصباح کی عبارات سے لبریز ہے اور ص ۵۵ کا کچھ حصہ بھی نور الصباح کی عبارت پر مشتمل ہے اور اس صفحہ کے آخر میں نیلوی صاحب نے ایک استفسار بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

کیا صفر رضا اور ان شاگرد کا علم کلی ہے نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ کیا تفسر

اور ان کے شاگرد کے پاس علوم دینیہ کے بارے علم محیط کتا ہے جس کے بل بوتے پر آپ کی تنقید سے کوئی بڑے سے بڑا علم، نقاد پرچ نہیں سکا چنانچہ

جیسے استاد مودودی پر تنقید برداشت نہیں کی جاسکتی۔ اگرچہ حضرات صحابہؓ پر خصوصاً امام عثمان و امام معاویہ رضی اللہ عنہما پر تنقید کے انبار لگادیئے جائیں برعکس کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی مفکر صاحب پر تنقید برداشت نہیں ہو سکتی اگرچہ تمام اکابر کو نقد سے چھلنی کریں۔ (ندائے حق جز ثانی صفحہ ۵۵)

نیلوی صاحب ناراضگی معاف | محترم نیلوی صاحب! یہ

نہیں تحقیق سائل میں نقد و جرح کا سلسلہ اہل علم کے ہاں مسلم ہے آپ نے بھی امام ترمذیؒ، امام بخاریؒ وغیرہما پر نقد و جرح کا تیر چلایا ہے۔ بلکہ آپ نے تو ایسی ناجائز نقد و جرح کے تیر چلائے۔ کہ جس سے نہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نکلی سکی۔ نہ صحابہ کرامؓ کی عزت محفوظ رہ سکی نہ مہر و اہل سنت کا احترام باقی رہا۔ (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ) اور یہی کام آپ کے استاد مودودی صاحب نے کیا ہے (تشابہت ظوہم)۔ عال باطل ہوا تو زبرد باطل چھوڑ کر کار آساں لے لیا کا شکیل چھوڑ کر محترم نیلوی صاحب آپ اگر علمی طریقہ سے نقد و جرح کرتے تو قابل قدر

ہوتی۔ مگر آپ نے تو عقائد متفقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ایک طوفان بزمیزی کھڑا کر دیا ہے۔ بدعت و گستاخی کو اپنا لیا ہے اور بدعتی و گستاخ بنا قابلِ ملامت ہے۔ اس لئے آپ کو مطعون کیا جاتا ہے۔ تاکہ آپ راہ راست پر واپس آئیں اور ان چیزوں سے توبہ و رجوع کر لیں تاکہ ہم بھی آپ کے متعلق یوں کہہ سکیں۔

میری نند سے ہوا ہے مہربان دوست میرے احساں ہیں دشمن پہ ہزاروں

شاگرد محقق مدق و سمع النظر | نیلوی صاحب نے ابن حجرؒ پر جرح کی تھی۔ اس کا جواب

حضرت استاد زکرم نے دیا۔ نیلوی صاحب اس کے جواب میں کہنے

ہیں۔ آخر اس کی وجہ ہے کیا۔ جب کہ آپ کے تلمیذ (حافظ محمد حبیب اللہ ٹیڑھ) بھی یہی بات کہتے ہیں۔ تو ان کو محقق مدق اور وسیع النظر کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں صرف آپ ہی ہیں یا آپ کا شاگرد جس کا قول جنت ہے۔ باقی تمام مجذوب ہیں۔ ان کی عقل مؤوف ہو گئی ہے۔ اور وہ ب علم و انصاف سے کوسوں دور ہیں یا للعجب (ندائے حق ص ۲۷۷)

نیلوی صاحب لائق الحروف نے نیلوی صاحب غصنہ نہ کریں | اس وجہ بیان کر دی ہے جس

کی وجہ سے آپ کو مطعون کیا جاتا ہے۔ نیلوی صاحب تمام مجذوب نہیں آپ اپنی بات کریں۔ دوسروں کو اپنے ساتھ نہ ملائیں۔ جناب کو اگر مجذوب ہونے میں شک ہو تو اسی کتاب (قصر حق) کے باب الکذبات باب التعارضات، باب الخیالات، باب التحریفات، باب الجہالات، باب الصفوات وغیرہ کا مستند دل سے بشرطیکہ حالت جذب نہ ہو۔ مطالعہ کلکیں۔ تو حقیقت آشکارا ہو جائے گی (انشاء اللہ)

نیلوی صاحب نے ندائے حق ص ۲۷۲ میں نور الصباح کی عبارت ذکر فرمائی ہیں۔ ندائے حق کا یہ صفحہ آدھے سے زیادہ

نور الصباح کی عبارت پر مشتمل ہے۔ اسی طرح نیلوی صاحب نے ندائے حق ص ۲۷۲ میں بھی نور الصباح کی ایک عبارت ذکر کی ہے اور پھر نیلوی صاحب نے ندائے حق ص ۲۷۲ تا ۲۸۰ میں نور الصباح کی عبارت سے اس جگہ کو ٹپکایا ہے۔ جو مکمل ایک صفحہ بنتا ہے۔ پھر نیلوی صاحب نے ندائے حق ص ۲۸۰ تا ۲۸۵ میں نور الصباح کی عبارت پیش کی جو تقریباً ندائے حق کا ڈیڑھ صفحہ بنتا ہے۔ پھر نیلوی صاحب نے ندائے حق ص ۲۸۶ میں بھی نور الصباح کی عبارت پیش کی ہے

نیلوی صاحب ندائے حق جز ثانی استاد و شاگرد کا اتفاق | ص ۱۹۰ میں کہتے ہیں ”اور آپ صفحہ

صاحب (اور آپ کے شاگرد خود اس بات کو تسلیم فرماتے ہیں کہ مَنْ عَلِمَهُ حُجَّتُهُ
 عَلَى مَنْ لَمْ يَعْلَمْهُ يَنْبَغِي جَانِسُهُ وَالْجَانِسُ كَالْبَاطِلِ جَانِسُهُ وَابْنُ حُجَّتِهِ هُوَ
 مُحْتَرَمٌ نِيلَوِي صَاحِبُ الْاَرَاءِ مَرُوفٌ اَكْبَارُ بَاتٍ پُر عِلْمٌ كَرِيْمٌ تَوْطُو كُرُولِ
 نَجَّ جَانِسُهُ۔ جب تمام اکابر متقدمین اور متاخرین کا انبیاء علیہم السلام کی حیات
 فی القبر کے جسمانی ہونے پر اور سماع عند القبر پر اتفاق ہے۔ تو وہ اہل علم
 تھے قرآن و حدیث کو جانتے تھے تم نہیں جانتے ان کی بات حجت ہوگی
 آپ مان لیتے تو محترم ابھی ختم ہو جاتا مگر آپ جمل مرکب کا شکر اریں سے
 ہر کس کو نلاند و بداند کہ داند درج محل مرکب ابدالہ ہر زمانہ

استاد کی راہ اور شاگرد کی اور نیلوی صاحب کہتے ہیں: اپہر
 آپ کے تلمیذ رشید نے جو

جو نور الصباح ص ۲۲ میں کہتے ہیں: علامہ کشمیریؒ کا حافظ ابن حجر کے بارے
 حسن ظن صحیح نہیں ہے۔ یہ صحیح لکھا ہے یا غلط اگر صحیح لکھا ہے تو آپ مؤلف
 اقامۃ البرہان (الان قال) اور مؤلف ندائے حق پر کیوں غفا ہوتے ہیں.....
 اگر یفسان آپ کے تلمیذ رشید کا صحیح نہیں ہے۔ تو آپ نے تقریظیں کیوں
 لکھ لکھ کر یہ کہنا..... خالص علمی معلومات افزاء اور پُر مغز حوالوں سے لبریز
 جس میں اصل مسئلہ کے علاوہ اسماء الرجال اور باحوالہ کا برعلہد کی علمی اغلاط
 کو واضح گاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ (الحاصل ندائے حق ص ۲۸۱)

نیلوی صاحب کچھ سوچو اور غور و فکر کرو نیلوی صاحب بات کو لکھا
 اور ماننے کی کوشش نہ کرو

جب ابن حجرؒ کی بات کی تائید کرنے والے بڑے بڑے محقق اور ناقدین
 اسماء الرجال کہہ رہے ہوں تو آپ کو درمیان سے ٹانگ اڑانے کی کیا ضرورت
 ہے۔ آپ پر غفگی ہمارے استاذ محترم کی بے جا نہیں ہے۔ آپ کی شرارت
 ضرور ہے

بے وجہ تو نہیں چمن کی تباہیاں کچھ باغیاں میں برق و شمس سے ملے ہوئے
محرم نیلوی صاحب استاذ (حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع خاں صاحب
مصدقہ) اور شاگرد (حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی) کی راہ الگ الگ نہیں البتہ
آپ کا اپنے استاذ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کیسا تھ عقیدہ
میں اختلاف ہے ظہن آپ کے متعلق یہ کہنا درست ہوگا کہ (استاذ کی راہ اور
شاگرد کی راہ)!

نیلوی کے استاذ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی کا عقیدہ

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔
الجواب انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں یعنی ان کو ایک برزخی زندگی
حاصل ہوتی ہے ان کی قبر مطہر کے قریب کھڑے ہو کر ان کو سلام
عرض کرنا جائز ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی ولی کی قبر پر سلام کرنا اور یہ
سمجھنا کہ وہ نکلتے ہیں درست نہیں کسی قبر پر میت کو اس خیال سے پکارنا کہ
یہ متصرف ہے جائز نہیں ان سے حاجتیں طلب کرنا شرک ہے یہ سمجھنا کہ جیسے
دنیا کے افسر وغیرہ کے نہیں ملتے ایسے ہی خدا تعالیٰ بغیر وسیلے کے نہیں بلتا جہاں
ہے۔ وہ حق قیوم ہر بندے کی حاجت مستجاب کرتا اور دیکھتا ہے۔ اور حاجت روائی
کرتا ہے۔ قبر پر جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور یہ کہنا کہ یا اللہ اس بزرگ کے فیصل
سے میرا فلاح کام پورا کر دے۔ یہ مباح ہے۔ اربع بحوالہ مسالک العلماء طبع لعل ص ۱۳۸
اور حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا ایک فتویٰ کفایت المفتی ص ۱۵۹ تا ۱۶۰
میں مذکور ہے ملاحظہ ہو۔ جواب صلوٰۃ و سلام کے ساتھ یا رسول و یا حبیب نداء
کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ و سلام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو فرشتوں کے ذریعے پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور آپ تک ہماری نداء اور خطاب پہنچ
جاتا ہے جائز اور درست ہے کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے۔ کہ

باری تعالیٰ و تقدس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے کہ اس کو ایسی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوة و سلام سن کر حضرت نبویؐ میں عرض کر دیتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔ قال النواب صدیق حسن خاں البوہالی القنوجی فی فنون الابواب فی بیان فوائد الصلوة علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنها قیام ملک علی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم عطاء سماع الخلائق ببلغہ آیا ہا کما فی حدیث وثیق ابن حبان رواۃ و مرسلات احادیث بمعناہ ثانیۃ (والصمیم ثابتہ کما فی فنون الابواب ص ۱۸۶)

و اللہ الحمد ومنها العاصب لرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المصلی والمسلم علیہ کما ورد بسند حسن بل صحیحہ النووی فی الاذکار وغیرہ انتہی ملقطاً نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی کتاب نزول الابواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فوائد کے بیان میں فرماتے ہیں کہ ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ کھڑا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے کان عطا فرمائے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک صلوة و سلام پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ جسکے رواۃ کی ابن حبان نے توثیق کی ہے۔ اور صحیح احادیث اور بھی اس مضمون کی ہیں و للہ الحمد۔ اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جب کوئی آپ پر صلوة و سلام پڑھتا ہے تو آپ اس کا جواب دیتے ہیں اور صلوة و سلام پڑھنا آپ کے روزِ جواب کا سبب ہے۔ جیسا کہ حسن سند سے حدیث آئی ہے۔ بلکہ امام نووی وغیرہ نے کتاب الاذکار میں اس کی تصحیح کی ہے۔ ہاں اس خیال اور اعتقاد سے نلک کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک مجلس مولودیں آئی ہے۔ اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت والجماعت

کا مذہب ہے تو پھر آپ کی رُوح مبارک کا مجاہد میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔ یا کم از کم اس زندگی میں فسقِ آنا ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے باعثِ توہین ہے۔ نہ موجب تعظیم الخ۔ یہ تو نیلوی صاحب کے استاذ صاحب کا عقیدہ ہے۔ اب نیلوی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

مفتی صاحب کے شاگرد نیلوی صاحب کا عقیدہ | عام مردوں کے

بارے میں بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ پھر بھی یہ کہا جاتا ہے۔ کہ رُوح اور بدن عنفری میں ایک تعلق اور کنکشن ہے سو یہ بھی غلط ہے۔ اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا۔ محض قیاسی بات ہے۔ یہی تحقیق بعینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی ہے (ندائے حق ص ۱۴۲)

قارئین کرام! آپ نے پڑھ کر اندازہ کر لیا ہو گا۔ کہ استاذ کی راہ اور ہے اور شاگرد کی اور ہے۔ استاذ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک کی مفادِ بدن سے مانی جائے۔ تو آپ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔ یا کم از کم اس زندگی میں فسقِ آنا ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ ثبوت ہے باعثِ توہین ہے نہ موجب تعظیم! اور نیلوی صاحب شاگرد کہتا ہے۔ کہ رُوح مبارک کی مفارقت بدن سے ہے۔ تعلق اور کنکشن نہیں ہے (معاذ اللہ) تو استاذ صاحب کے فتویٰ کے مطابق ایسا شاگرد گستاخِ رسول اور مومن رسول ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ استاذ صاحب صلوة و سلام کے سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو حسن اور صحیح کہتا ہے۔ جیسا کہ ابھی گزرا گزریلوی صاحب ایسی حدیثوں کو ضعیف اور مہجور ٹیٹا کرتا ہے۔

نیلوی صاحب کفایت
الفتی جلد چہارم

نیلوی صاحب کے استاذ مفتی صاحب کا عقیدہ

سے اپنے استاذ مفتی صاحب کا عقیدہ نقل کرتے ہیں۔ تلقین بعد الدفن حنفیہ کے نزدیک معمول و متوارث نہیں ہے۔ اور حنفیہ کے اصول کے ساتھ یہی اوفق ہے لیکن چونکہ کوئی دلیل حرمت یا کراہت بھی نہیں ہے۔ اس لئے اُسے متاخرین حنفیہ نے منع نہیں کیا اور یہی مسلک کہ عمل نہ کیا جائے اور کرنے والے کو ملامت نہ کی جائے رائج ہے (ندائے حق ص ۲۲۶)

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اور بڑا تعجب تو سید شاگرد کا عقیدہ

ابن عابدین شامیؒ پر ہے کہ اذان علی القبر کی بدعت ہونے پر تونز و رشود سے فتویٰ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے عہد میں قبر پر اذان کا رواج عام تھا (اٰل ان قال) اور یہ نہیں فرمایا۔ کہ لوگوں کو نہ تو اذان کہنے کا حکم دیں اور نہ ہی لوگوں کو اذان سے روکیں۔ بلکہ صاف صاف بدعت فرمایا۔ مگر سمجھ نہیں آتی کہ تلقین بدعتی کے بارے کیوں نرمی برتی کہ نہ حکم دیا جائے اور نہ روکا جائے۔ حالانکہ جو حال اذان کا ہے وہی حال تلقین کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (ندائے حق ص ۲۲۷ تا ۲۲۸)

۹

نیلوی صاحب کے نزدیک تلقین بدعت ہے۔ اس لئے نیلوی صاحب علامہ شامیؒ پر تعجب و افسوس کر رہے ہیں۔ مگر مفتی کفایت اللہ صاحب کے ہاں تلقین میں کوئی کراہت نہیں۔ اس لئے نہ روکا جائے اور نہ ہی رائج ہے نیلوی صاحب کے نزدیک استاذ مفتی کفایت اللہ صاحب بدعتی ہوئے (نالائق شاگرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔

نیلوی صاحب اپنا واقعہ دارالہدیٰ

نیلوی صاحب کا اپنے استاذ پر بہتان

چکر کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اس کے بعد مسئلہ سماع الموتی و حیاۃ النبی

کا چھڑ گیا وہ (مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ) قائل تھے اور
 میں عنصریہ، دیوبند، حیدر، حقیقہ، جسمانیہ کا منکر تھا۔ اور حیات برزخیہ کا قائل
 جیسے میرے استاد مفتی اعظم ہند فقیہ النفس ابو حنیفہ ثانی امام ربانی حضرت مفتی محمد
 کفایت اللہ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعتہ وافرۃ کا ملتہ وافتہ سابقہ کافیت نے مجھے
 سمجھا رکھا تھا۔ (ندائے حق جزء اول ص ۲۸)

قارئین کرام! آپ حضرات نے حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا عقیدہ
 پڑھ لیا ہے کہ وہ حیات جسمانی جسد عنصری کیساتھ قائل ہیں اور اس عقیدہ کے
 منکر کو توہین رسول کا مرتکب گوارا دیتے ہیں۔ مگر نیلوی صاحب ان پر بہتان
 باندھتے ہیں کہ وہ حیات جسمانی کے قائل نہ تھے۔ نیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ
 میں حیات برزخیہ کا قائل تھا۔ شاید یہ بھی جھوٹ ہو۔

نیلوی صاحب ندائے حق جزء اول ص ۲۹۵

حیات برزخیہ کا انکار | میں نقل کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ
 حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد طیبہ میں نہ تو حیات برزخی ہوتی ہے
 اور نہ ان میں اداک و شعور ہوتا ہے (معاذ اللہ عن هذه المقالة الخبيثة)

نیلوی صاحب کا جھوٹ | میرا مسلک وہی ہے۔ جو میرے
 استاد مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ کا

ہے۔ (ندائے حق جزء ثانی ص ۱۲۶)

نیلوی صاحب کو راہ راست پر لانے کی آخری دعوہ

حضرت نیلوی صاحب گزارش ہے کہ اگر آپ سچے ہیں اس بات میں کہ میرا
 عقیدہ وہی جو حضرت مفتی محمد کفایت صاحب کا ہے۔ تو آپ کا اور ہمارا جو
 بہت جلد ختم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ ایسا کریں کہ کفایت المفتی کی جتنی عبارتیں ہم
 آپ کے حق میں ہیں ان کو بھی آپ تحریر کر لیں اور ہماری طرف سے صرف ایک

فتویٰ جو کفایت المفتی ص ۱۵۱ تا ص ۱۶۱ میں ہے۔ ان کو بھی ساتھ ہی اکٹھا تحریر کر لیں۔ ان عبارات کی وضاحت نہ آپ کریں نہ ہم کہتے ہیں۔ آپ اور ہم دونوں کی کراس پر دستخط کر دیں اور اتفاق کر لیں۔ امید ہے جناب ہماری اس تجویز کو جو آپ کے استاذ کی عبارات کے متعلق پیش کی گئی ہے۔ شرف قبولیت بخشیں گے۔ مگر راقم الحروف کی یہ تجویز ہرگز قبول کی جائے گی کیونکہ !

ہم کو ان سے وفا کی امید ہے جو ہمیں جلتے وفادار کیا ہے

نیلوی صاحب کا جھوٹ اور بہتان نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔
(تلمیذ شید صاحب کی تنقید قاموس)

پر (ندائے حق ص ۲۶۶)

الجواب۔ نیلوی صاحب آپ نے یہ جھوٹ بولا ہے اور راقم الحروف پر آپ نے بہتان باندھا ہے۔ راقم الحروف نے نور الصباح ص ۲۳۱ میں مفت کی کتاب قاموس پر کئی تنقیدیں کی۔ ہاں صاحب قاموس مجد الدین فیروز آبادی پر نقد و جرح ضرور کیا ہے

قریب ہے یا روزِ عشرِ چھپے کا کشتول کا خون کیونکہ

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آتش کا

نیلوی صاحب کا ایک اور بہتان اور جھوٹ نیلوی صاحب حدیث
الانبیاء اجاڑنی قبورِ مم

یصلون۔ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ صاحب تسکین کے شاگرد کے قول کی دلالت اس امر پر کہ یہ حدیث موضوع ہے (ندائے حق جز ثانی ص ۱۴۷) یہ نیلوی صاحب کا راقم الحروف پر بہتان ہے۔ نیلوی صاحب نے راقم الحروف کی جس عبارت سے دھوکہ دیا ہے۔ اس کو وہ یوں بیان کرتے ہیں۔

نور الصباح ص ۱۳۹ میں لکھا کہ سہ ماہی ہے۔ مگر اپنی روایت میں متغیر ہوتا ہے اور روایت کو رد کرنے کی ایک وجہ یہ کہتی ہے کہ اس کا راوی ازرق بن علی

ہے۔ اب یہ کیا وجہ ہے۔ کہ اس راوی کی وجہ سے معوذتہ میں کے قرآن سے نہ ہو
وجہ سے تو موضوع ہو مگر الانبیاء اچیانہ فی قبورہم کی حدیث سولہ آنے صحیح ہو۔ اگرچہ
اس کا راوی ازرق بن علی ہو (ندائے حق جزو ثانی ص ۴۴)

محترم نیلوی صاحب۔ حدیث الانبیاء اچیانہ فی قبورہم یصلون
الجواب | سولہ آنے صحیح ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ اور صدوق ہیں کوئی
راوی بھی ضعیف نہیں ہے۔ جیسا کہ تسکین الصدور میں واضح کر دیا گیا ہے محقق
ناصر الدین البانی غیر مقلد نے پہلے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا تھا۔ لیکن بعد
میں رجوع کر کے اس کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموقوفۃ
ص ۶۶) نیلوی صاحب ازرق بن علی ایسا راوی نہیں کہ صرف اس کی وجہ سے
روایت کو موضوع قرار دیا جائے۔ جیسا کہ آپ نے غدار شیطان کا ارتکاب
کیا ہے۔ اور راقم اطراف کی جرح نور الصباح ص ۳۹ میں صرف ازرق بن علی پر
نہی۔ بلکہ اس کے ساتھ دو خلیاں اور بھی نکلی ہوئی موجود ہیں۔ اور ان سب
خرابیوں کے علاوہ بڑی خرابی یہ ہے۔ کہ معوذتہ میں کے قرآن میں سے نہ ہونے کی
روایت اجماع صحابہؓ کے خلاف ہے۔ اس لئے مردود ہے۔ بعض اوقات
ثقہ راویوں کی روایت بھی موضوع ہو سکتی ہے۔ جب کہ اصول شرع سے
مکڑائے۔ جیسا کہ آپ نے اس کی تفصیل حاشیہ شفاء الصدور طبع اول ص ۵۵ میں
کر دی ہے۔ لیکن الانبیاء اچیانہ فی قبورہم یصلون کی حدیث اصول شرع سے
نہیں ٹکراتی۔ اجماع امت اس کی تائید کرتا ہے۔ اور صحیح مسلم و سنن نسائی و
مسند احمد کی صحیح حدیث میں ہے۔ کہ معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ریت کے سُرُخ چلنے کے ساتھ قبر میں
کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا۔ تو یہ حدیث بھی تائید کرتی ہے۔ فلہذا ازرق
بن علی پر جو تفرک الزام تھا۔ وہ ختم ہو گیا۔ فلہذا اس روایت کے سولہ آنے
نیج ہونے کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہ الگ بات ہے کہ مجتہد

اپنی مستی کی بنا پر نہ سمجھ سکیں۔ ع۔ لذتِ درد کو جھلا بے درد کیا جانے۔



حضرت الشیخ محدث اعظم محمد سرفراز خان صاحب سندھ کے متعلق

نیلوی صاحب کی ہزرہ سرائی آ۔ سُرخی ہے "صفدری جہا" (ندائے حق جزء اول ص ۱۲) م۔ سُرخی ہے "صاحبِ تبکیں کی جمالت (ندائے حق جزء ثانی ص ۱) م۔ سُرخی ہے "نفاذِ خیانت" (ندائے حق جزء اول ص ۱۳) م۔ (ندائے حق جزء اول ص ۱۵) میں ہے "ہاں اگر کوئی پرویزی ذہن کا نہ مانے تو ہم اس کو منوالے کے مکلف نہیں" ۵۔ مثل مشہور ہے "کدروغ گورا حافظ نہ باشد" اور صرف مشہور ہی نہیں بلکہ بالکل سچ ہے (ندائے حق جزء ثانی ص ۱۶) راقم الحروف بھی نیلوی صاحب کو بعض مقامات پر اسی مثل مشہور سے یاد کرے گا تاکہ پتہ چلے کہ کیا جاسکے۔ ۶۔ مسلوب العقل (ندائے حق جزء ثانی ص ۱۶) م۔ مولانا معتزل کے ساتھ مل گئے (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۷) م۔ مولانا معتزل میں (ندائے حق جزء ثانی ص ۱۶) م۔ ۷۔ مسلوب العقل (ندائے حق جلد ثانی ص ۲۵) م۔ کتاب خوانی تو ہے مگر کتاب دانی نہیں (ندائے حق جلد ثانی ص ۳) م۔ مولانا کا رافضی ہونا اور اہل اعتزال کا ذہن (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۷) م۔ ۸۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہونے (ندائے حق جلد ثانی ص ۲۴) م۔ راقم الحروف بھی بعض مقامات میں حضرت نیلوی کے حق میں نیلوی صاحب کے ان پسند کردہ الفاظ کو ذکر کرے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) م۔ ۹۔ جیسے اس عرصے

پہلے آپ سراط سوکی پر تھے پھر مہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے (ندائے
 حق جز ثانی ص ۱۶۶-۱۶۷) ۱۴۔ صاحب تسکین بھی اب بریلویہ کے نقش قدم
 پر چلنے لگے ہیں۔ (ندائے حق جز ثانی ص ۲۶۵) ۱۵۔ مولانا بریلویہ کے پلیٹ فارم
 پر (ندائے حق جز اول ص ۵۸) ۱۶۔ مولانا بریلویہ کی شاہراہ پر (ندائے
 حق جز ثانی ص ۲۲۵) ۱۷۔ مولانا کاسفید جھوٹ (ندائے حق جلد ثانی ص ۲۲۶)
 نیلوی صاحب نے امد بھی بہت سخی زبان درازیاں کیں جن کا ذکر یہاں نہیں ہو سکا۔

باب الحمايات

بریلویہ کی حمایت کرنیوالا کو

حمایت نمبر ۱ اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔
 چنانچہ ماہنامہ تصدیق القرآن میں ہے۔ مولانا مودودی سید
 حکیم بن شاہ۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی۔ مولانا شیخ الہند دیوبندی، مولانا
 احمد رضا خاں بریلوی کے ترجموں کو اعلیٰ مقام حاصل ہے (ماہنامہ تعلیم القرآن
 راولپنڈی بابت ماہ جون ۱۹۷۳ء ص ۲۳) زیر پرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں
 صاحب، مدیر سید احمد حسین سبھا و سناری فاضل دیوبند و مکتبہ۔
 قارئین کرام: آپ اندازہ کریں کہ ایسے غلط ترجمہ کو جو دراصل تحریف معنی
 قرآن مجید کے ہے، اعلیٰ مقام دینا۔ خالص صاحب بریلوی کے عقائد کی تصدیق کرنا
 نہیں تو اور کیا ہے۔

نہ تم صدے میں تھے نہ ہم فرادیوں کرتے نہ کہتے راز سر بستہ زیلوں نہ سوائیاں تہیں
 قارئین کرام! ان صاحب بریلوی کے ترجمہ کے اغلاط و غیبااتوں پر اگر آپ مطلع
 ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے شیخ استاذ محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب
 صفہ دامت برکاتہم کی تعریف لطیف۔ تنقید متینہ۔ اور تمام البرہان اور مرقم
 الحروف کی تعریف، حالات و کمالات اعلیٰ حضرت بریلوی حوالہ کا ضرور مطالعہ
 کریں۔ بہت فائدہ دے گا۔

حمایت نمبر ۲ چنانچہ تصدیق القرآن میں ہے۔ الجواب۔ ۲۵۷ واللہ الموفق

سے ہی ۱۹۰۵ء اور ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۹ء میں تیس دفعہ مسیح ہوا۔ مسیح کی جس اس کا بھی ایڈیشن ۱۹۰۹ء میں نکلا ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے اپنا انگریزی ترجمہ مسیح کرایا۔ سرزا اہلماضیٰ کا ترجمہ ۱۹۱۱ء والا ۱۹۱۲ء سے مسیح ۱۹۱۳ء کے نکلا اور مستقبل ہوا یہی تک کہ اس کی تحریف شدہ مقبلاً و گرو نے بھی کی۔ سرزا صیت دہری ایڈیٹر (گزننگزٹ) کا ترجمہ مسیح وحشی اور تکسیر کے ۱۹۱۵ء میں پبلش انگریزی میں شائع ہوا۔ فلام سرور کا ترجمہ مسیح سرور سے ۱۹۳۰ء میں نکلا ۱۹۳۵ء میں مقام سرور مسیح علی (صادق پرنسپل اسلامیاہ کالج لاہور) نے قرآن کریم کا غیر ترجمہ جس میں اہل مسیحیت و مسیحیت جس میں تاریخ اور جزا نیا فی مرقوم ہوا پہنچا جس پر بنا کو پیش کی گئی تھی لاہور سے شائع کرایا

فارسی: فارسی میں قرآن مجید کے پیشا ترجمہ موجود ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر۔ ان میں سے نیا سیک پہلا ترجمہ حضرت شیخ مسعودی کا ہے اور ہندوستان میں فارسی کا پہلا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لافنیہ الرحمن کے نام سے ہے۔

انگریزی: اردو زبان میں یہ شاہ قرآن مجید کے ترجمے ہر چکے ہیں جن میں سے اولیٰ شاہ محمد بن غلام محمد دہلوی ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو حاصل ہے۔ باقی ترجمہ میں سے مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، مولانا ڈی نند پور دہلوی، مولانا انور کلام آزاد دہلوی، مولانا شریف علی نقوی، مولانا ابوالخیر عثمانی، مولانا سرسید، مولانا فتح محمد بن احمد علی، مولانا سرور دہلوی، سید عظیم الدین، مولانا محمد امجد علیہ بادی، مولانا علی انور محمد بن احمد علیہ بادی، مولانا احمد علی دہلوی کے ترجموں کو اہل تمام حاصل ہے۔

رومن انگریزی: ڈاکٹر عامر محمد نے سب سے پہلے اردو میں ترجمہ کیا جسے کہیں کہیں چھپس الا ۱۹۲۱ء نے شائع کیا۔

ہنگائی: شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے ترجمے سے سب سے پہلا ہنگائی ترجمہ ۱۹۳۳ء میں ہوا۔ ابھی محمد بن غلام محمد ۱۹۰۵ء میں ایک اور ہنگائی ترجمہ کیا۔ اس سے پہلے دو ترجمے یعنی ہنگائی مسلمانوں کی مجلس نے ۱۹۰۵ء میں نکلتے تھے اور رفیع الدین کا نکال ترجمہ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا۔ علاوہ ان کے نو لکھنؤ کا ترجمہ جو پہلی بار ۱۹۰۵ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا قابل ذکر ہے۔

جپانی: اس زبان میں سکاموٹو کے ترجمے کا نام قلم ہے۔

چینی: ۱۹۰۵ء میں ایک ترجمہ ہوئی جو دھواں جو نے چھپوایا اور سرزا ترجمہ چاک کی کا ۱۹۰۱ء میں نکلتا تھا۔ سب سے پہلا ۱۹۰۵ء میں ایک اور ترجمہ ہوا جس میں چنگ نے شائع کروایا جو تھا ترجمہ ۱۹۰۵ء میں آئی چنگ نے چھپوایا۔

باطوری: اس زبان میں قرآن مجید کے صرف ایک ترجمے کا ذکر ملتا ہے۔

پشتو: اس زبان میں غالباً پہلا ترجمہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

پنجابی: اس زبان کا پہلا ترجمہ ۱۹۰۵ء میں مولانا بارک اللہ نے شائع کیا۔ لاہور میں مسیح ہوا۔ دوسرا ترجمہ نیرنگی میں لکھنؤ میں سر اور سیرا ترجمہ۔ بات اور مطبوعہ لاہور۔

۱۰۰۰ سے زیادہ ترجموں کے سب سے زیادہ نو زبانوں۔

لصواب ۱۔ لڑکی اگر شرکیہ عقائد رکھتی ہو اور دعویٰ اسلام کا کرتی ہو تو اس کو نکاح کر لینا درست ہے۔ جیسے کہ یہ مشرک کا نکاح درست ہے الخ
تعلیم القرآن ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء ص ۳۲ عبد الرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی (زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب۔ مدیر سید احمد حسین سجادی بخاری۔

قارئین کرام! مشرک عورت کے متعلق قرآن مجید کی اس آیت وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّىٰ تُؤْمِنُ بِمَا دُیِّنَ کی تشریح و ترجمہ حضرت شیخ الہند کے ترجمہ و تفسیری حاشیہ میں دیکھ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سند واضح ہو جائے گا۔

حمایت نمبر ۳ | مشرک کا ذبیحہ حلال اور اس کی شادی وغنی میں شریک ہونا جائز ہے۔ تعلیم القرآن میں ہے سوال ۳۲
۳۔ جو شخص انبیاء اولیاء کو عالم الغیب، حاضر و ناظر سمجھتا ہے اور مدد مانگتا ہے تو ایسے لوگوں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہو گوشت کھانا جائز ہے یا نہ اور ایسے لوگوں کی غم شادی میں شرکت کرنا کیسا ہے۔ تعلیم القرآن ماہ جون ۱۹۶۵ء ص ۳۲

الجواب (۳) | ایسے لوگ بحکم ال کتاب ہیں۔ اگر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔ اور ذبح واسطے تقرب غیر اللہ کے نہ ہو۔ تو ذبیحہ ان کا کھانا منع نہیں ہے احتساب کرے تو احتیاط ہے۔ (الی) اور دیگر معاملات بھی اسی پر قیاس کریں
تعلیم القرآن ماہ جون ۱۹۶۵ء ص ۳۵ زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب۔ مدیر سید احمد حسین سجادی بخاری۔

حمایت نمبر ۴ | انگوٹھے چومنا۔ اگر اس کو بطور رقیہ و عمل کوئی کمرے تو عین جائز ہے اور شاید ابتداء اس کی اسی طرح سے ہوئی ہو
ہذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (عبد الرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی جون ۱۹۶۹ء ص ۳۸ نگران شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مدیر سجاد بخاری

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم - ۱۲ ربیع الاول کو ہوا۔ تقسیم القرآن ستمبر ۱۹۵۸ء ص ۵ - نیز حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ہوئی ہے حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ص ۲۶۰ میں بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں الم

(مدیر سجاد بخاری تقسیم القرآن بابت ماہ مارچ ۱۹۶۰ء ص ۴)

”قومی جھنڈے اور ترانے کیلئے تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے“ (سوال ۷) کیا قومی جھنڈے اور قومی ترانے کیلئے تعظیماً

کھڑا ہونا شرعاً جائز ہے کیا یہ قرآن و سنت سے ثابت ہے یا یہ عمل شرک اور گناہ ہے (تعلیم القرآن اکتوبر ۱۹۶۶ء ص ۳)

قومی جھنڈے کے آگے تعظیماً کھڑا ہونا کتاب و سنت

الجواب (۶) سے ثابت نہیں ہے اور شرک بھی نہیں ہے۔ البتہ یہ ہے کہ اگر یہ رسم کفار کا شعار ہو اور ان کی خصوصیت ہو۔ تو اہل اسلام کو اس کا اختیار کرنا مناسب نہ تھا۔ اور اب جبکہ اختیار کر لی گئی اور مسلمانوں کی حکومتوں میں بھی اس کا رواج ہو گیا۔ تو مشترک عمل ہو گیا۔ زیادہ کشمکش پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قومی امور میں سے ہے۔ خالص دینی بات نہیں۔ اور ایسی باتوں میں زیادہ تعمق مناسب نہیں ہوتا (عبدالرشید مفتی دارالعلوم تقسیم القرآن) تبسیر القرآن اکتوبر ۱۹۶۶ء ص ۳ مدیر سجاد بخاری

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اگر بطور درود شریف پڑھے اور عقیدہ درست رکھے تو جائز ہے لیکن

اگر حاضر و ناظر کے عقیدے سے پڑھے تو جائز نہیں الم (سجاد عطاء اللہ عنہ) تبسیر القرآن ستمبر ۱۹۶۶ء ص ۲

خود :۔ یہ مسئلہ تو درست ہے۔ مگر بعض غالی قسم کے ممانی ہمارے کا یہ علماء دیوبند کی اس قسم کی جہالتوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ حوالہ اس لئے لکھا گیا

تاکہ ان کا منہ بند ہو جائے (ایں گناہیست کہ در شہر شامی نہ کنند)

حمایت نمبر ۱ تفسیر حواہی القرآن ص ۱۱۹ میں تحت آیت ذَکَاؤُا مِنْ تَبَنٰی یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلٰی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے لکھا ہوا موجود ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۷ تفسیر میں است باں قصہ کہ یہودی خیمہ را غطفان جنگ میں کردند و نہر بیت سے یافتند آخر د عاء کردند بحق محمد بنی امی کہ خمر و ج اور آخر الزماں موجود است ما الرصة دہ بعد از ان فتح یافتند ۱۲۔

ترجمہ : اس آیت میں اشارہ ہے اس قصہ کی طرف کہ خیمہ کے یہودی غطفان قبیلہ سے جو کہ کافر تھا۔ جنگ کرتے تھے اور شکست کھا جاتے تھے۔ بالآخر ان یہودیوں نے ان الفاظ سے وعدہ کی اسے اللہ تعالیٰ یہیں بحق محمد بنی امی کے جن کا آخر زمانہ میں آنے کا وعدہ ہے مدد کر بعد اس دُعائے فتح مند ہوتے تھے۔

قارئین کرام ! تفسیر حواہی القرآن تمام جمعیت اشاعتہ التوحید والسنۃ کی مسلم تفسیر ہے جس کی تفریط کرنے والوں میں مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری و مولانا قاضی شمس الدین گوجرانوالہ بھی شامل ہیں اور یہ حوالہ فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کیا گیا ہے اور یہی تفسیر حضرت شاہ ولی اللہ نے الفتح الجنبیہ میں بھی بیان فرمائی ہے (کانت یہود خیمہ تعالیٰ غطفان فتحہا فحازت بهذا الدعاء اللهم انا نسا لک بحق محمد بنی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی آخر الزمان لانصرتنا علیہم ہنر موا غطفان) (تکملۃ الفوز الکبیر المسماۃ بفتح الخیر من سورۃ البقرۃ) لیکن افسوس اور تعجب کے ساتھ اقول کہ صرف یہ عرض کر تلہے کہ جب یہ تفسیر ہمارے شیخ استاد کرم محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرخس از خال صاحب صفحہ ذکر کرتے ہیں۔ تو ان کو بریلویہ کا مؤید کہا جاتا ہے چنانچہ بریلوی صاحب لکھتے ہیں۔ بعض تفسیر کی زلت اور صاحب نیکی جس بعض کی تفسیر کو اپنی تائید میں پیش فرما رہے ہیں۔ اسی بعض کی تفسیر پر بریلویہ بھی بکے ماناں ہیں۔ چنانچہ نعیم مراد آبادی نے تقویۃ الایمان کے رد میں جو کتاب شام

اطیب البیان بتدرید تقویت الایمان کہتی ہے۔ اس کے ص ۷۸ میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وکانوا من قبل لیستحقون علی الذین کفروا (پارہ ۱) یعنی حضورؐ کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضورؐ کے نام پر ہر ایک کے وسیلے سے کافروں پر فتنہ و لعنت طلب کرتے تھے۔ اور حضورؐ کے نام کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں کامیاب فرماتا تھا۔ اب ناظرین بتائیں کہ صاحب تبیین انعم الدین ایک ہی شاہراہ پر گامزن ہیں یا نہ (ندائے حق جُزء ثانی ص ۳۶۶) طبع اولیٰ محترم نیلوی صاحب سے عرض ہے کہ تفسیر جواہر القرآن میں یہی تفسیر منقول ہونے کی وجہ سے تمام اشاعت التوحید و التمسک والے اور نسیم الدین ایک ہی شاہراہ پر گامزن ہیں یا نہ۔ بینوا توجہوا !

اس مسئلہ کی وضاحت انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر کر دی جائے گی

بلغتہ الحیران ص ۲۴۵ میں ہے۔ ”نواب یحییٰ خاں گفتہ کہ
حمایت نمبر ۹ ”شیخ سنت مدد سے قاضی شوکان مدد سے“ بمعنی و
 باشد چنانچہ در ہندی گویند (شالامد ہو کہ پیر جیلانی) الم

نیلوی صاحب سے گزارش ہے کہ ایسا کلمہ اگر دعاء کی نیت سے کہہ دیا جائے تو جائز ہے یا شرک ہے۔ اگر شرک نہیں ہے۔ تو نیلوی صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کے دروازہ کے اوپر لکھ دیں۔ ”شالامد ہو کہ پیر جیلانی در زکرم از کم اپنی تعریف ندائے حق میں کہیں کسی مقام پر رکھ دیں۔ ندائے حق وہ کتاب ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ اور آپ پر بہتان بھی لکھائے گئے ہیں (جیسا کہ باحوالہ بحث ہوگا) (انشاء اللہ تعالیٰ) ملا دیوبند کے عقیدہ سے نفرت دلائی گئی ہے اور بریلویوں کو خوش کیا گیا ہے جیسا کہ عنقریب اس کا ذکر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

نیلوی صاحب کے ایک محبوب صادق کا فرمان ملاحظہ ہو
حمایت نمبر ۱۰ دہکتے ہیں۔ محقق العصر جناب اعلیٰ حضرت احمد رضا علی

صاحب بریل کا فتویٰ ! کیا انگریزی ادویات کا استعمال کرنا جائز ہے ؟

الجواب :- انگریزی دوائی استعمال کرنا حرام ہے۔ (ملفوظات)

بتائے مفتی پرہیزگار صوفیاء کدھر گئے۔ اعلیٰ حضرت کتنے فتویٰ پر فتویٰ دیتے تھے (مدائے حق دوسری قسط ص ۱۸) المصنف حضرت محمد زبیر

کان اللہ لا خطیب مسجد قبا را ولینڈی)

الجواب - مولانا محمد امیر صاحب بندیا لوی کا ترمیمت یافتہ حضرت محمد زبیر صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی کے پر چڑھ کر گھوم رہا ہے اور ناپا رہا ہے اور اس کو محقق العصر اور احتیاط و تقویٰ پر فتویٰ دینے والا بنا رہا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اس جاہل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا فتویٰ مطلق انگریزی دواؤں کے بارے میں نہیں بلکہ رقیق دواؤں کے بارے میں ہے۔ اور حضرت رشید احمد گنگوہی نے اس کی وضاحت اچھی طرح کر دی ہے تذکرۃ الرشید ص ۱۸ ج ۱)

نیلوی صاحب نے مدائے حق طبع اول شائع کی تو اس کے جواب

تعارف

میں ایک رسالہ بزم قاسمی سرگودھا کی طرف سے شائع کیا گیا جس کا نام ادا حق ہے۔ اس رسالہ کے جواب میں مولانا محمد امیر بندیا لوی کے شاگرد حضرت محمد زبیر نے رسالہ مدائے حق دو قسطوں میں شائع کیا جس میں حضرت نیلوی و حضرت احمد سعید گکڑاٹھ و حضرت محمد امیر بندیا لوی اور میر طریقت عنایت اللہ شاہ بخاری کی خوب تعریف کی اور مدائے حق کو لا جواب مدلل سچی کتب کہا ہے۔ نیز مصنف موصوف لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ حیات النبی و عدم سماع کا مسئلہ بنیاد ہی ہے بعض جاہل علماء اس کو فروغی کہتے ہیں حالانکہ اصل شرک کی بنیاد (حیات - موت ہے) سماع - عدم سماع ہے (مدائے حق قسط اول ص ۱۵) نیز لکھتے ہیں۔ مسئلہ عدم سماع مسئلہ وفات النبی بنیادی مسائل ہیں۔ ان کو فروغی کہنے والا جاہل، مجذوب و منفر ہے۔ مدائے حق دوسری

موالمتعان

لنظروا على الدين كله ولو كره المشركون ٥
(الفاتحہ آیت نمبر ۱)
ترجمہ: اس دین کو اللہ بفرمائے گا چاہے مشرک، کھوپنڈی دے

صداء حق

دوسری قسط

المصنف

حضرت محمد حسین کان اللہ لہ

شعبہ نشر و اشاعت

جمعیت تحفظ توحید و سنت پاکستان

سمرات پوسٹ بکس نمبر ۳۱۹ راولپنڈی

۲۔ حضرت امام جعفر صادق کا فتوے :- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے
 کیا گیا کہ دے دو جبہ شرک کا کیا ہے : فرمایا : دین ہی ایسی بات اپنی طرف سے
 پیدا کرے اور یہ لوگوں سے دوستی دشمنی کرے۔ (تفسیر مفہول دہلوی صفحہ ۱۰۸)

دیوبندی حضرات کہاں جاؤ گے ؟

بتائیے امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔
 صاحب الموقن صاحب فتویٰ لکھائیے۔
 جناب مفتی کفایت اللہ صاحب پر کیا فتویٰ لکھاؤ گے۔
 ۳۔ مسدّد مدام صاحب کو فرومی کہنے والے مشائخ کس کشی میں بند کئے

محقق العصر جناب اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلی

کا فتویٰ

یہ ذاکثری ادویات کا استعمال کرنا جائز ہے۔

الجواب

انگریزی دوائی استعمال کرنا حرام ہے۔ (ملفوظات)
 بتائیے مفتی پرہیزگار صوفیاء کدھر گئے۔
 اعلیٰ حضرت کتنے تقویٰ پر فتویٰ دیئے تھے۔

نوٹ :

ہم لوگ فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر یہ پمفلٹ لکھ رہے ہیں جس کی
 ذات قرآن و سنت کے مطابق کوئی ہم ضرور منظر عام پر لائیں گے ؟
 وما علینا الا البلاغ

قسط ۱۸) قدیم کلام! آپ اندازہ کریں کہ جمیعۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے اس تعلیم یافتہ خطیب کا فتویٰ کسی کس پر لاگو ہوگا۔ (آ) تفسیر حواہی القرآن جلد دوم ص ۹ میں ہے۔ تحقیق مسئلہ سماع موتی، سماع موتی کا مسئلہ زبان صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں نہیں۔ جن کی نفی و اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے۔ بلکہ یہ ایک علمی تحقیقی بحث ہے۔ جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنتی نش ہے۔ امنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں کہ علماء کلام کی یہ رائے رکھیں کہ مڑے سنتے ہیں۔ جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں۔ جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں۔ ان کا استدلال غلو پر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے۔ جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

مولانا ضیاء الحق صاحب سرگودھوی بہت خوش ہوں گے۔ کہ ان کے والد قسم کے شاگرد نے جمیعۃ اشاعت التوحید والسنۃ والوں کو جاہل اور مجذوب مفسر کھڑا ہے۔ (ماشاء اللہ لائق شاگرد ایسے ہی ہوتے ہیں)

حضرت محمد بن صاحب نے نداء حق کو سچی کتاب کہا ہے۔ اور لا جواب دہ کتاب کہا ہے۔ راقم الحروف ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ نداء حق کی مندرجہ ذیل باتیں سچی ہیں یا جھوٹی!

۱۔ امام شافعیؒ یہاں بھی اس عام کتاب اللہ کو خبر واحد کے ذریعے مخصوص فرما رہے ہیں۔ اسی لئے وہ قریب سے اہل قبیلہ کے سننے کے قائل ہیں اور یہی مسئلہ ان کے شاگرد امام احمد بن محمد بن حنبلؒ کا ہے۔ جب عام اموات کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہوا۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں بطریق اولیٰ یہی عقیدہ ہوگا۔

(ندائے حق جلد ثانی ص ۲۶)

۲۔ یہی وجہ ہے کہ ابن تیمیہؒ - ابن قیمؒ - ابن عبد البرؒ ہوں یا ابن حجرؒ سیوطیؒ نوویؒ عیاضؒ ہوں یا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ - لاعلی قاری وغیرہ سب سماع عند قبر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس لئے قائل ہیں کہ وہ مطلقاً ساقی موتی مانتے ہیں (ندائے حق جز ثنائی از جلد اول ص ۸۵)

۳۔ آیت اَمْوَآتُ غَيْرُ اٰخِيَاہِ کے متعلق نیلوی صاحب نقل کرتے ہیں کہ بتوں کے بارے میں ہے۔ چنانچہ نقل کرتے ہیں کہ قال تعالیٰ فی الامنام اَمْوَآتُ غَيْرُ اٰخِيَاہِ وَغَايَشْعُرُونَ الْآيَةِ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۲) ندائے حق جلد اول ص ۲۲۳ و ۲۱۲ و ندائے حق جز ثنائی از جلد اول ص ۱۵۔

تاریخ کلام! بہت سی ہیں جن کا ذکر اپنے مقام پر آ رہا ہے۔ اور صاحب نداء حق کی سچائی بھی اچھی طرح سے ظاہر ہو جائے گی۔ حضرت محمدؐ نے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کی تعریف کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ان کا مشن ایک ہے کہ علماء دیوبند کو بدنام کرو اور ان کی تکفیر کرو اور محمدؐ کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت کتنے تقویٰ پر فتویٰ دیتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خان صاحب بریلوی نے جو علماء دیوبند کی تکفیر کی ہے وہ بالکل درست ہے۔ تو پھر خان صاحب بریلوی اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے مشن میں کیا فرق رہا۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

حالانکہ انگریزی دواؤں کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے کوئی نیا مسئلہ نہیں بتایا اور نہ یہ کوئی نیا فتنہ ہے۔ بلکہ ہمارے اکابر علماء دیوبند ہمیشہ سے فرماتے رہتے ہیں۔ اور جن دواؤں میں شراب ملی ہوئی ہو وہ حرام ہیں

حاجت نمبر ۱ | نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ پھر اب یہ سمجھیں کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ آیا۔ اسی متعارف معنی کی رو سے موت نبی کے قائل ہیں۔ یا موت کے کوئی اور معنی لے رہے ہیں۔ اس معنی کو لے کر موت کا انکار نہیں ہو سکتا۔ تو خاتم النبیین کی بھی قاجانی تفسیر اختیار کر کے ختم نبوت کا

نکار نہیں ہو سکتا۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ (نداء حق طبع اللہ ص ۷۷) نیز نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ اور حضرت شیخ ایشخ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے جو سامع کا قول فرمایا ہے۔ تو وہ اس لئے کہ وہ طبعی موت (مفارقہ روح من البدن) کے قائل ہی نہیں وہ موت کے معنی سترۃ الحیاة کرتے ہیں یعنی حیاتِ ذمیویہ بدستور قائم ہے۔ حیاتِ نبوی دائمی ہے۔ کیونکہ ارواحِ انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا۔ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی روح ان کے جسدِ اطہر سے نکالی نہیں جاتی۔ بلکہ جسدِ اطہر کے اندر ہی اندر سمٹ جاتی ہے بظاہر میں محسوس نہیں ہوتی۔ مگر وہ بدستور زندہ ہیں۔ ممکن نہیں ہے کہ ان کی حیات زائل ہو جائے (گویا آپ ص ۱۱ لا یموت ہیں) (ندائے حق جز ثانی از جلد اول ص ۷۷) قارئین کرام! نیلوی صاحب نے حضرت نانوتویؒ کو مرزا قادیانی (علیہ اللعنة) کی طرح قرار دیا ہے۔ یعنی جس طرح مرزا قادیانی ختم ہونے کے حوالہ دینے کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ اسی طرح حضرت نانوتویؒ بھی موت کے متوہم معنی کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں (معاذ اللہ) قضیہ شخصیت اور اس کا نتیجہ یوں نیک حضرت نانوتویؒ موت کے متواتر معنی کے منکر ہیں۔ (یہ صغریٰ ہے) اور موت کے متواتر معنی کا منکر کافر ہے (یہ کبریٰ ہے) لہذا حضرت نانوتویؒ کا فہم (یہ تبجیح) معاذ اللہ) حالانکہ موت کے کئی معنی ہیں۔ عدمِ محض کو بھی قرآن مجید نے موت کہا ہے۔ پسند کو حدیث میں موت کہا گیا ہے۔ اور حضرت نانوتویؒ انبیاء علیہم السلام کے لئے روح کا اخراج تمام جسد سے مان کر دل میں سمٹ جانے کا قول کرتے ہیں اور یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت بتاتے ہیں۔ اس لئے حضرت نانوتویؒ کو موت کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ نیلوی صاحب کو موت کا منکر کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ ندائے حق جز اول ص ۱۹ میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے۔ انبیاء اللہ تعالیٰ لایموتون وکن یتخلون من دار الی دار یعنی خدا تعالیٰ کے نبی نہیں مرتے۔ بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل

کر دیئے جاتے ہیں۔ لہذا نیلوی صاحب اپنی نقل کردہ تحسیر کے مطابق ٹول
 کا فریوں سے قارئین کرام! جس طرح خانصاحب بریلوی کا مشن ہے علماء
 دیوبند کو بدنام کرنا اور ان کی تکفیر کرنا وہی مشن جمعیتہ اشاعت التوحید والسنۃ کا
 ہے۔ لیکن اس کے باوجود اصلی دیوبندی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں جس
 طرح بریلوی اصلی اہلسنت والجماعت بننے کے دعوے دار ہیں۔ تَبَاهُتٌ قُلُوبُهُمْ
 بریلویوں کی بات مان کر اب اشاعت التوحید والسنۃ
حمایت نمبر ۱۲ اَمِنْ صُلٰی عَلٰی عِنْدَ قَبْرِی سَمْعَتُہُ الْخ کو موضوع (من گھڑت)
 کہہ رہے ہیں۔ جبکہ پہلے خود اس حدیث کو بریلویوں کے مقابلہ میں پیش کیا کرتے
 تھے۔ چنانچہ تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۶۶ء ص ۲۱ تا ص ۲۳ میں ہے (۲) مَنْ
 صُلٰی عَلٰی عِنْدَ قَبْرِی سَمْعَتُہُ وَمَنْ صُلٰی مَنْ لَبِیْدَ اَعْلَمْتَنَ وَاللَّهِ الْمَقْبُیْہُ عَلَامَہُ لَا غَیْرَہُ
 حنفی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ (ترجمہ) یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا
 ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دود سے پڑھتا ہے اس کی اطلاع مجھ
 کو دی جاتی ہے یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر غیب
 کی باتوں کا علم ہوتا تو فرشتوں کو پہنچانے کی کیا حاجت تھی۔ دود نزدیک سب
 کا درود و سلام یکساں سنتے آہ! مگر ان شیخ القرآن مولانا غلام عثمان، مدیر
 سید ابوالحسن سجاد بن ساری۔

قارئین کرام! اس حدیث مبارک سے دو عقیدہ کفر کی نفی ہوتی ہے
 آ - علم غیب ۲ - حاضر و ناظر۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا علم غیب کسی کو
 نہیں ہے اور حاضر و ناظر بھی خدا تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں ہے۔ چونکہ یہ حدیث
 مبدک بریلویوں کے عقیدہ کے سخت خلاف ہے۔ بریلوی حضرات اس کو موضوع
 (من گھڑت) ثابت کر لے کے لئے ایٹری چھٹی کا زور لگاتے ہیں چنانچہ بریلوی
 حضرات کے غزالی و دوا احمد سعید کاظمی نے اپنے رسالہ حیات النبی ص ۱۰ تا
 ص ۱۱ میں اس حدیث پر خوب جبرج نقل کی ہے۔ دیکھئے مقالات کاظمی حصہ دوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقام الکاظمی

حصہ دوم

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مکتبہ شرکت حنفیہ گنج بخش لاہور

حدیث محمد بن مروان السدی نیما اری ذنیہ نظر درمالعیات الانبیاء سبقتی ملکہ
 دیکھئے امام سبقتی اس حدیث کے
حدیث حضرت ابوہریرہؓ پر امام سبقتی کی جرح راوی ابو عبد الرحمن کی تشریح کرتے
 ہوئے بتایا کہ میرے نزدیک ابو عبد الرحمن ہی محمد بن مروان سدی ہے۔ اور اس میں نظر ہے
 ذنیہ نظر الفاظ جرح میں سے ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال جلد اول ص ۷ (طبع مصر)
حدیث ابوہریرہؓ پر شارح حیات الانبیاء کی جرح اس حدیث کے تحت محمد بن
 انجلی، ابوسنوی شارح حیات
 الانبیاء فرماتے ہیں۔

حدیث ابی ہریرۃ ہذا انبہ السیوطی فی الخصائص الکبریٰ الی
 الاصباح فی الترفیب والترغیب ونسبہ فی الجامع العقیقۃ الی السبقتی
 و محمد بن مروان السدی العقیقۃ ضعیف متہم بالکذب وقد ذکر فی لفظ
 الذہبی ہذا الحدیث فی میزان الاعتدال فی ترجمۃ السدی المذکور
 (حیات الانبیاء سبقتی مع شرح ص ۷۷)

ترجمہ :- ابوہریرہؓ کی حدیث کو سیوطی نے خصائص کبریٰ اصباحی کی طرف منسوب کیا ہے کہ
 انہوں نے اپنی کتاب "الترفیب والترغیب" جناس کی روایت کی ہے اور جامع صغیر میں
 سبقتی کی طرف منسوب کیا ہے اور ابو عبد الرحمن محمد بن مروان السدی العقیقۃ ضعیف
 ہے۔ متہم بالکذب ہے اور حافظ ذہبی نے اس حدیث ابوہریرہؓ کو میزان اعتدال میں اسی
 سدی مذکور کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ تھانوی صاحب کے دعوے کی سب سے بڑی دلیل حدیث
 ابوہریرہؓ تھی جس کی سند کا یہ حال ہے کہ اس نے راوی ابو عبد الرحمن محمد بن مروان السدی
 العقیقۃ پر خود امام سبقتی نے ذنیہ نظر کہہ کر جرح کی پھر ان کے رسالہ حیات الانبیاء کے شارح
 نے اسے ضعیف اور متہم بالکذب کہا اور امام ذہبی کے حوالہ سے یہ بتایا کہ انہوں نے میزان
 ۱۱ امدال میں اسی کے تذکرہ میں تھانوی صاحب کی پیش کردہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

حدیث ابوہریرہؓ پر امام ذہبی کی جرح | اب میرزا لا اقبال اصل کتاب کو ملاحظہ فرمائے
امام ذہبی فرماتے ہیں۔

محمد بن مروان (أسدی الکوفی و هو أسدی العقیق عن هشام بن عروة و
الاعمش ترکہ و اتهم بعضہم بالکذب و هو صاحب الکلی قال البخاری
سکتراہ و عن علی الخطائین لا یتنب حدیثہ البتہ و قال ابن معین یس
بقصۃ و قال حامد ادیکۃ و قد اهرم فترکۃ الامام عمرو الخنفی حدیثنا محمد بن
مروان عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ مرفوعاً عن صلی علیٰ مند قبوی
سقطہ و عن صلی علیٰ نابی البلقۃ " انتہی (میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۷۴)

ترجمہ: محمد بن مروان اسدی کو کافی ہے۔ اور وہ اسدی صغیر ہے وہ ہشام بن عروہ اور عیسیٰ سے روایت
کتاب ہے۔ بخاری نے اسے ترک کر دیا ہے اور بعض نے اسے مستہم بالکذب کہا اور وہ صاحب کلی
ہے بخاری نے کہا۔ سکتراہ اور وہ مولائے خطائین ہے اس کی حدیث یقیناً نہیں کسی جاتی اور
ابن معین نے کہا کہ وہ فقہ نہیں ہے۔ امام احمد نے کہا میں نے اسے پایا وہ بوڑھا ہو گیا تھا۔ میں نے
اسے ترک کر دیا علامہ ابن عمر و الخنفی نے کہا ہم سے محمد بن مروان نے حدیث بیان کی۔ اس پیش
سے روایت کی اعمش نے ابو صالح سے ابو صالح نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جس نے میری قبر
کے پاس آگ لگ کر پروردگار پر پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے بھیرود دوسرے مرد پر پڑھا وہ مجھے
پہنچا دیتا ہے " انتہی (میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۷۴)

میزان الاعتدال سے علامہ ذہبی کا جو بیان ہم نے نقل کیا اس سے یہ شبہ بھی دور ہو گیا۔ کہ
امام ذہبی نے فیما اثنی فرمایا ہے جو ترمذ کا منظر ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اگر فی الواقع یہ محل ترمذ ہوتا
تو امام ذہبی اس کو ظاہر فرماتے۔ لیکن انہوں نے اس کے ترجمہ میں جینما اسمی روایت کو نقل کر کے
اس شبہ کی جڑ کاٹ دی اور حقیقت حال کو بے نقاب کر دیا۔ ہمارے ناظرین نے تھانوی جیسا کہ
بھی دیکھی اب ان کی پیش کردہ روایت پر ہماری جرح بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ہماری پیش کردہ حدیث کی سند میں کسی راوی کو تھانوی جیسا مستہم بالکذب ثابت نہیں کر سکے
مگر ان کی پیش کردہ حدیث کی سند میں محمد بن مروان کو ہم نے مستہم بالکذب ثابت کر دیا۔ اگرچہ جرح۔

اب یہ ٹیوٹی اشاعت التوحید والسنة والوں نے سنبھال لی ہے (بہت خوب) گویا کہ مشن ایک ہے۔ (لاحمل ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند
حمایت نمبر ۱۳ | فرماتے ہیں۔ برزخ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات

کا مسئلہ مشہور و معروف اور یہودی علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حدیثیہ اہل سنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی پاک قبروں میں حیات جسمانی کیساتھ زندہ ہیں۔ اور ان کے اجسام کے ساتھ ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے۔ جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عباد میں مشغول ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبورِ خدا کے پر حاضر ہونے والوں کا صلواتِ سلام بھی سنتے ہیں وغیرہ! علماء دیوبند نے یہ عقیدہ کتاب و سنت سے وراثتہً پایا ہے۔ اور اس بارے میں ان کے سوچنے کا

طرز بھی متواتر ہی رہا ہے۔ حتیٰ کہ جب بریلوی حلقوں سے ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ برزخ میں حیات انبیاء کے منکر ہیں۔ اور اس افتراء سے علماء حرین شریفین

کو ان کی طرف سے بظن بنا کر اور دھوکہ دے کر ان کے خلاف فتویٰ بھی حاصل کر لیا گیا۔ لیکن جب علماء حرین شریفین پر اس دھوکہ دہی کی حقیقت کھل۔ اور انہوں نے اس قسم کے تمام مسائل کے بارے میں از خود ایک مفصل استفتاء مرتب کر کے علماء دیوبند سے جواب مانگا جس میں حیات انبیاء کا سوال بھی شامل تھا۔ تو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مفصل جوابی

فتویٰ بنام المہند علی المہند مرتب فرمایا کہ علماء حرین کے پاس ارسال فرمایا جس میں مسئلہ حیات النبی و حیات انبیاء کرام کے بارے میں علماء دیوبند کا نقطہ نظر غیر مشتبہ اور واضح الفاظ میں تحریر فرمایا جس کا حاصل یہ تھا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور برزخ میں

یہ ان کی یہ حیات حیات دیوی ہے۔ نیز اسی ذیل میں اس نقطہ نظر کو مزید واضح اور مضبوط کر کے لئے انہوں نے بائی وائر العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے رسالہ آب حیات کا حوالہ بھی دیا۔ جو اسی موضوع پر ایک مستقل اور پُر از حقائق و معارف کتاب ہے جس کا مقصد اس مسئلہ کی ایک مستحکم تائید کے علاوہ یہ بھی تھا کہ علماء دیوبند کا یہ عقیدہ (حیات انبیاء) انہیں ان کے مسلاف سے بطور توارث کے طلبہ کوئی انفرادی رائے یا وقتی جنگا می فتویٰ نہیں ہے۔ الخ ما بنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۲۲ اگست ۱۹۷۷ء زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب۔ حیدر سجاد سہاری

قارئین کرام! موجودہ اشاعت التوحید والسنۃ کے افراد المہند علی المہند سے اعتبار خدائے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں تاکہ خاں صاحب بریلوی نے جو علماء دیوبند پر لازم لگایا تھا۔ وہ اس میں سچا ثابت ہو جائے اور علماء دیوبند جو ملے اور قبیلہ بز ہو جائیں (معاد اللہ) جیتے اشاعت التوحید والسنۃ خاں صاحب بریلوی کی بھر جرتائید کر رہے ہیں۔ گویا ایک مشن ہے (نعوذ باللہ من مشورۃ نفسا وشیات لعنان المہند علی المہند جس جو عقیدہ حیات البنی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کیا ہے یہ قرآن کے خلاف

المہند کے بارے سوال

قرآن کو کسی علماء دیوبند نے نہیں سمجھا اور ہمیں قرآن کی نیاڑ

الجواب

سمجھ ہے! ارگئے دانا جہاں سے بے شعورے گئے
موجھے محسن گئے جھگل وھورے گئے
جو سوال آپ نے اٹھایا ہے یہ سوال تو مزار اُمیوں کا ہے وہ کہتے

الجواب

ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور پھر قرآن مجید کی چند آیات بھی تلاوت کرتے ہیں ع۔ یا عیسیٰ اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ ذَرٰ اَنْفَکَ اِنِّیْ بِکَ (۲) وَمَا مَعْمَدُ الْاَدْسُوْنَ کَذَّ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ (۳) ذَلَمَّا کُوْنَتْہِی (پٹ) ان آیات سے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزم خوش

وفات ثابت کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن کے خلاف ہے۔ مسلمان جواب میں کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو مسلمانوں نے نہیں سمجھا۔ اور مرزا شوخ نے سمجھا ہے۔ تمہاری یہ سمجھ غلط مگر ایسی ہے۔ پھر مرزا ان سے پوچھا جاتا ہے کہ جو مطلب قرآن مجید سے تم نے سمجھا ہے۔ کیا مفسرینِ حق بھی صراحتہ تمہاری تائید کرتے ہیں۔ تو مرزا فی صراحتہ ایسا کوئی حوالہ نہیں پیش کر سکتے اور یہی حالت منکرینِ حیاتِ البقی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔ جب وہ قرآن مجید پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ تو ان سے پوچھا جاتا ہے کہ ایک مفسر اہل سنت نے صراحتہ یہ لکھا ہے کہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ اور عند القبور صلوة و سلام نہیں سنتے۔ تو ان الفاظ سے صراحتہ یہ عقیدہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے

نہ خیر اٹھے کا تلوار ان سے یہ بازو میرے آناٹے ہو گئیں

مرزا قادیانی کا پہلا عقیدہ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا تھا (ازالۃ الایام لطیفہ) وغیرہ) جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام بزرگوں کا بھی پہلا عقیدہ حیاتِ جسمانی فی البرزخ اور سماعِ صلوة و سلام عند قبور الانبیاء علیہم السلام کا تھا تو اس وقت بھی قرآن مجید کے موافق تھا۔ پھر جب دونوں نے اپنا عقیدہ بدل دیا۔ یعنی مرزا قادیانی حیاتِ مسیح کا منکر ہو گیا اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے بعض بزرگ حیاتِ جسمانی اور سماعِ صلوة و سلام عند قبور الانبیاء علیہم السلام کے منکر ہو گئے تو پھر بھی قرآن ان کے زعم میں ان کی موافقت کرتا ہے ان کا ہذا

بدیٰ

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں کس درجہ ہونے فقہانِ حرم بے توفیق المہند کے بارے میں المہند علی المہند میں نبی کریم اور دیگر انبیاء علیہم السلام سوال ۱۲ کی حیاتِ ذبیحہ کتنی ہوتی ہے۔ مگر اردو ترجمہ میں دنیا کی کسی کے الفاظ پر دونوں میں تعارض ہے۔ نیز ذبیحہ کی حیات وہ ہوتی ہے

قارئین کرام۔ حیاتِ دنیوی کے الفاظ جو ہمارے اکابر کی تحریروں میں آئے ہیں۔ اس سے مراد حیاتِ با اعتبارِ ابدانِ دنیا کے ہے۔ یعنی دنیا والے جسم میں حیات ہے۔ صرف روحانی نہیں۔ بلکہ روح مع الجسد ہے۔ لہذا یہ حیاتِ دنیوی بھی ہے اس اعتبار سے اور برزخی بھی ہے۔ کیونکہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے۔ لہذا بعض لوگوں کا علامہ دیوبند پر بہتان لگانا کہ وہ موت کے قائل ہی نہیں "سخت غلطی ہے اور خدا کا کوئی خوف ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے (آمین) چونکہ بعض بے دین فرقہ میت کے لئے قبر میں جہتِ جسدِ عنصری کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ہمارے اکابر نے ان کے مد مقابل حیاتِ دنیویہ کے استعمال کئے ہیں جس طرح خارجیوں نے حضرت علیؑ کے متعلق سو دالہ وجہ کے الفاظ استعمال کئے تھے تو ان کے مد مقابل علامہ اہلسنت والجماعت نے حضرت علیؑ کے متعلق کرم اللہ وجہہ کے لفظ استعمال کئے ہیں۔

نیوی صاحب نے مددِ حق میں بعض ان بے دینی فرقوں کی نشان دہی کی ہے جو قبر میں میت کے لئے حیات تسلیم نہیں کرتے (کما سیاقی) تعلیم القرآن بابت ماہ فروری ۱۹۶۷ء میں ہے۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب سہارنہ نے مولانا محمد علی صاحب کی طرف کچھ بھیجا کہ سلف تو سارے کے سارے جہادِ برزخی کے قائل تھے۔ بعد میں علامہ کے دو مسلک ہو گئے۔ اکثر تو حیاتِ برزخی ہی کے قائل رہے اور بعض حیاتِ دنیوی کے قائل ہو گئے۔ مگر ہم دونوں کو اہل سنت ہی سمجھتے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب نے تحریروں میں لکھا کہ دیوبندی مسلک کے تمام علماء کرام حیاتِ دنیوی ہی کے قائل ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب موصوف نے کچھ کر بھیجا کہ مذہبِ گاہِ دیوبند میں سے کئی حضرات حیاتِ برزخی کے قائل ہیں۔ چنانچہ یہی چیز موضوعِ مناظرہ قرار پائی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم بزرگانِ دیوبند ہی کی عبارتوں سے ثابت کریں گے۔ کہ ان میں سے کئی حضرات حیاتِ برزخی کے قائل تھے الخ (نوٹ) جب مسئلہ حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپس

میں اختلاف واقع ہوا تھا۔ تو اس کی نوعیت یہ تھی۔ کہ مولانا خیر محمد صاحب اور مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ یہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ دلا مسک اختیار کیا جانے۔ کہ انبیاء علیہم السلامؑ کے روح کا اخراج موت کے وقت نہیں ہوتا۔ دلا میں روح سمٹ کر آجاتا ہے۔ اور یہ حضرات اس کو حیاتِ دنیاوی کیساتھ تعبیر کرتے تھے۔ دوسری طرف حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحبؒ دگر افراز جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے یہ کہتے تھے کہ بوقتِ موت اخراجِ روح عن الجسد العنصری ہوتا ہے۔ لیکن پھر اس کا تعلق جسدِ عنصری سے قائم کیا جاتا ہے اور حیاتِ جسمانی ہے اور مدد و سلام بھی اپنی قبول کے قریب سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ اور یہ حیاتِ برزخی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شامیؒ کی تحریر پر مذکورہ بالا میں یہ الفاظ واقع ہوئے ہیں۔ کہ ہم بندگانِ دیوبند ہی کی جہاد تو لے کر ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ان میں کئی حضرات حیاتِ برزخی کے فائل تھے شاہ صاحب کی اس جہاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہ صاحب اس وقت دیوبند تھے۔ اس لئے وہ بندگانِ دیوبند ہی کی جہاد میں پیش کرتے تھے۔ اور موضوع منظر کا دار و مدار علماء دیوبند ہی کی جہاد میں تھیں۔ مگر آج عقیدہ بدل چکا ہے۔ اس لئے وہ اپنی تقریر میں علی الاعلان فرمادیتے ہیں۔ کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں۔ ہم تو حنفی ہیں۔ لیکن شاہ صاحب کی حالت یہ ہے کہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب کے جنازہ کے موقع پر اعلان فرمایا کہ میں سنت کے مطابق نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھ کر ساتھ نماز جنازہ میں پڑھی۔ معلوم ہوا۔ شاہ صاحب کے نزدیک حنفی یہ حتیٰ ہیں۔ کیونکہ بقول شاہ صاحب کے سورۃ فاتحہ پڑھ کر ساتھ نماز جنازہ میں پڑھی جائے۔ تو وہ جنازہ سنت کے مطابق ہوتا ہے۔

انا لله وانا اليه راجعون ۵

بابُ الکذبات

(یعنی نیلوی صاحب کے جھوٹ)

جھوٹ نمبر ۱۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۸ بحوالہ آئم (مسند احمد) و در (ابوداؤد) و در (ابن ماجہ) و در (نسائی) و جب (ابن جان فی صحیح) و در (متدرک حاکم) روایت کیا ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان اہلہم حرموا علی الاراض ان تاكل اجساد الانبیاء ونداء حق جزء ثانی از جلد اول ص ۲۰۲

قارئین کرام! نیلوی صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ کہ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کتابوں میں مروی ہے۔ ان کتابوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث ہرگز مروی نہیں ہے۔ اور نہ منتخب کنز العمال والے نے یہ کہا ہے۔ کہ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ بلکہ اس نے اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد یوں لکھا ہے (تم دن و شب کہتے) عن اوس بن اوس۔ دیکھئے منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ص ۳۸ ج ۳ کسی نے ایسے موقع پر بالکل سچ کہا ہے کہ دروغ گویا حافظ نباشد

جھوٹ نمبر ۲۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں، عہد نبوی میں ایک کم سن بچہ ایک قوم کی امامت کیا کرتا تھا۔ (الی ان قال) اور اس بچہ کا سجدہ میں جلتے ہوئے ننگ کھل جاتا تھا۔ اس لئے پٹے پرانے کرتے میں جتنی ساریں الہ نداء حق جزء ثانی از جلد اول ص ۲۱۱) نیلوی صاحب نے پٹے پرانے کرتے کا جو ذکر کیا ہے بالکل جھوٹ ہے اور حدیث پاک کی کتابوں سے ناواقفیت کی بنا پر ایسا کہا ہے۔ ورنہ حدیث پاک کی کتابوں میں بروء (چادر) کا لفظ ہے دیکھئے مجمع بخاری ص ۲۱۶ ج ۲ سنن ابوداؤد ص ۹

ج ۱ د م ۹۳۱ (باب من احق بالامامۃ) وسنن دارقطنی ص ۴۲ ج ۲۔ کسی نے
کیا ہی خوب کہا ہے کہ (جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے)

”نیلوی صاحب لکھتے ہیں“ سید انور شاہ صاحب نے عرف
جھوٹ نمبر ۳ | شذی ۳۴۲ میں کہا ہے کہ امام اعظم مرنے کے بعد تلقین

کے قائل نہیں (نداء حق جلد ثانی ص ۲۲۲) نیلوی صاحب نے بالکل یہ جھوٹ بولا ہے
حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب نے عرف شذی ۳۴۲ میں ایسا برگزہ نہیں کہا۔ بلکہ
شاہ صاحب کی عبارت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تلقین بعد دفن کے کر لی چاہیے چنانچہ فرما
ہیں۔ وفاقین آخر لہ الدفن ذکر صاحب الدفن الخار بکلامہ وقال صاحب الدرر لا یومر بہ
وہیسی عنہ ولہ حدیث الخرج الطبرانی فی معجمہ وابن قیم فی کتاب الروع (عن ابی امامۃ
بہ فی) مکن سندہ ضعیف وکنذایعلی للعل (عرف شذی ص ۳۴۲) باب ما جاء فی
تحقین المریض عند الموت والدعا لہ

ترجمہ در مختار ولے نے کہا ہے کہ دوسری تلقین دفن کے بعد ہے ان چند کلمات کے
ساتھ تلقین کرنے کا نہ تو حکم کیا جائے اور نہ تلقین سے روکا جائے۔

ادراس کے لئے ایک حدیث بھی ہے۔ جس کو امام طبرانی نے اپنے معجم میں اور ابن
قیم نے کتاب الترویج میں حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند تو
ضعیف ہے مگر عمل کے قابل ہے۔ قارئین کرام! یہ ہے نیلوی صاحب کی صداقت و یا
.نت (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) ع۔ تمہیں کہو یہ ماجرا کیا ہے۔

”نیلوی صاحب لکھتے ہیں (سوال) طحاوی حنفی نے بھی
جھوٹ نمبر ۴ | ابن قیم کی بات کی طحاوی نے مرقا الفلاح کے حاشیہ میں

در امام سیوطی نے شرح الصدور میں لکھا ہے۔ الاحادیث والآثار تدل علی ان
التراتیجی جاء علم بہ المنزور وسمع کلامہ۔ یعنی احادیث نبویہ اور آثار صحابہ اس بات
پر دلالت کرتے ہیں کہ میت کی زیارت کرنے والا جب زیارت کرنے آتا ہے۔ تو مزبور
میں کو پہچان جاتا ہے۔ ادراس کی بات بھی مستحب ہے الجواب۔ جواب یہ روایت

٦٠
بسميت بطنين الخ وسمى الحديثان مجازي في أن يكون غير مكتوب الوصية عنده في يوم الجمعة - وكل من خبر
بالأوصية مكتوبة الخ أو ما قبله فصفاة لم يزل يلى هذا معنى الكلام أن المراد ما يكون الوصية عنده ولا
مدار على اثنين ومن الركنين فرق ظاهر والمخاضين هما كلام في شرح الجاهل للطبيب شارح السكوة كلام
آخر لطيف ما قلنا كما نطمان -

باب ما جاء في الوصية بالهذنت وانوبم انفقوا على عدم جواز الوصية از يد من ثلث المال قوله
سدين الكمل الخ أي صدين إلى خاص والزيادة مختلفة في بعضها من مرض كنه في بعضها من مرض في
حده الويداع قوله انما قصه الخ في محر احتمالا ان ما ان يقال انه يقول كنه اعدا يقول النبي صلى الله
عليه وسلم ناقدا واما ان يقال ان الوصية بكل المال فبأن النبي صلى الله عليه وسلم عنده أفدت نفسه
شيئا فشيئا باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت والد عاقله الشفيع تنحب لم تحضر يقر
عنده ولا يورثه قال السكوت يحتمل ان يحكي كلام خلاف الشرع فقال نفعها من استعظم وعظم كنهه كنه
حالة السكوت لا يليل بها بل يحكي عليه الكفر وتلقين آخر بعد الدين ذكر صاحب الدر المختار كلامه وقال

المدعي في يومه ولا شيء عنه ولا حديث آخر هذا الطريق في صحيحه في كتاب الميراث لكن من حيث صيغته ولكنه
يصح للعمل قوله منما كما ذكره انفقوا على ان يتراد من الموت المحقق فلا يكون حديثه باب ما جاء في تلقين
بعد الدين باب في المتدين عند الموت انقرو في اللغة عن المار والمراد الشدة بالسكوت والمأ
بها مصاب بالشدية عند الموت قال العلماء ان الشدة عند الموت ليس علامة سوء حاله الميت
لا تخفيف علامته صلاحه حاله بل يمكن الشدة للصلح لرفعة درجاته ويمكن السهولة لغيره ليجزى غيره
في الدنيا طائفة له حظ في الآخرة -

باب حديث ابن شد الخ قوله المؤمن يوت بعرق الخ في شرح حديث الباب قال قيل
ان عرق الخجين حسا عند الموت من علامات الخيرة قيل ليس الورق حسا بل المراد انه يكون في الشدة قبل النزاع
وتكون الشدة كفاة للسميات وان قيل ان هذا يخالف ما في السكوة يدل على خروج بعض المؤمن بال
فقال معلما ما يكون بالشرح الثاني ان المؤمن تحمل الغزاة قبل النزاع ما حاله النزاع فيخرج روحه سهلا
ما طلع لا يخرج روحه بالبال الشدية على في مذكرة عبد المطلب بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كان يقول
ان نظام لا يله من ان يعصاب وكان الغرض يساغنون الى الشام وكان الله فاعلم فقالوا سمعنا انيات
بلا شدة قال عبد المطلب نعم ان ورا هذا العالم عالم يكون فيما تنقام البشر ان فان نظام لا يله من
جرا لمر قول ليطر قال قول عبد المطلب لئن في زمان نعمة يقول من يك ما من السكوة وقيل في شرح

معدودی حاشیہ مراقی الفلاح میں تو موجود نہیں ہے الخ (نداء حق جلد ثانی ص ۲۶۶)
 جو کہ صاحب نے یہ بالکل جھوٹ بولا ہے۔ کہ یہ روایت (عبارت) طحاوی حاشیہ
 فی الفلاح میں موجود نہیں ہے۔ قارئین کرام! یہی عبارت طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح
 ص ۲۳ میں (باب زیارة القبر) کے ابتدائے میں موجود ہے۔ (دروغ گوراء حافض نباشد)

نیلوی صاحب کہتے ہیں "صحیح بخاری کتاب المغازی باب
جھوٹ نمبر ۵ فضل من شہد بدر" ص ۵۶ ۲۵۔ میں ہے حدیث عثمان بن

عبدة الخ (نداء حق جلد ثانی ص ۱۵۶) نیلوی صاحب نے یہ بالکل جھوٹ بولا ہے
 بخاری شریف کتاب المغازی باب فضل من شہد بدر میں یہ حدیث ہرگز مذکور نہیں ہوئی بلکہ
 اس روایت کے بعد باب فضل من شہد بدر شروع ہوتا ہے (مکرر دروغ گوراء حافض نباشد)

نیلوی صاحب نے حدیث من صلی علی عذقہ قبری سمعہ کا ایک
جھوٹ نمبر ۶ نقشہ تیار کیا ہے۔ ابوالشیخ کی سند میں ان کے استاد

عبد الرحمن بن احمد الاعرج کے ہاں میں نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ مجهول العدلۃ قال البیهقی
 نے نے حق جز ثانی از جلد اول ص ۵۸ نیلوی صاحب نے جو یہ نقل کیا ہے کہ امام بیہقی
 سے عبد الرحمن بن احمد الاعرج کو مجهول العدلۃ کہہ ہے۔ یہ نیلوی کا خالص جھوٹ ہے
 کہ وہ ایک مزاحیہ حوالہ موجود ہو تو نیلوی صاحب پیش کریں۔ مگر وہ ہرگز پیش نہیں کر سکتے
 جھوٹ کہنے سے جن کو عاجز ہیں ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

نیلوی صاحب کہتے ہیں ابوالشیخ کے شاگرد بیہقی بخاری
جھوٹ نمبر ۷ حدیث کو معلول کہتے ہیں۔ ذکر کیوں جانتے ہو خود ابوالشیخ کا

نام علامہ بیہقی (نداء حق جز ثانی از جلد اول ص ۵۸) قارئین کرام! امام بیہقی ابوالشیخ
 کے شاگرد نہیں ہیں۔ یہ نیلوی صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ کہ بیہقی ابوالشیخ کا شاگرد
 ہے کیونکہ ابوالشیخ کی وفات ۳۶۸ھ میں ہوئی ہے (تذکرۃ الحفاظ مجملہ ص ۶۲)
 و بیہقی کی ولادت ۳۸۸ھ میں ہوئی ہے (تذکرۃ الحفاظ ص ۵۸) ۴۷۰ واکمال تصاب
 مشکوٰۃ (یعنی امام بیہقی)۔ ابوالشیخ کی وفات کے تقریباً پندرہ سال بعد پیدا ہوئے ہیں

لیکن نیلوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ متقی ابو الیاسؒ کے شاگرد ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)
 مع علم دین مفقود ہے کہ ہے مراط مستقیم خضر راہ نشاہ ہے نہر غول بیاباں ان دلول

نیلوی صاحب امام ترمذیؒ پر نقد و جرح کرتے ہوئے کہتے ہیں
بھوٹ نمبر ۱۸ ابو الیقاحؒ بھول ہے۔ اس کی حدیث کو ۲۱ سطریں حسن

میں مکتبہ یاد ندائے حق طبع اول ص ۲۰۰ دندائے حق جز ثانی از جدول ص ۳۱۵

الجواب۔ نیلوی صاحب۔ ابو الیقاح متوفی ۲۵۰ھ بھول نہیں۔ بلکہ اعلیٰ درجہ
 کا ثقہ راوی ہے بلکہ صحاح ستہ کا مرکزی راوی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

ع یزید بن حمید الضعی بضم البعثة وفتح الموحدة ابو الیقاح بشتاۃ تم تحانیہ
 ثقیدة وآخرة معلنة بمری مشہور بکینۃ ثقیدة ثبت من الخامة مات سنة

ثمان وعشرین (تقریب التہذیب ص ۳۸۱)

اسی طرح مبارکپوریؒ غیر مقلد نے تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی ص ۱۲۱ جلد ۲ میں
 لکھا ہے۔ نحو امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ حدیث عمران حدیث حسن صحیح و ابو الیقاح

اسم یزید بن حمید (ترمذی باب ما جاء فی کراهیة خاتم الذهب ص ۱۲۰ ج ۱)

یتر فرماتے ہیں۔ حد ثناہا و ثنا و کعب عن شعبۃ ابی الیقاح الضعی قال سمعت انس

بن مالک (الی ان قال) حدیث انس حدیث حسن صحیح ترمذی باب ما جاء

فی الفضلۃ علی البسط ص ۱۰۰ ج ۱ مع عرف شدی اور ص ۱۰۱ میں فرماتے ہیں۔ واسم ابی الیقاح

یزید بن حمید۔ یتر فرماتے ہیں حد ثناہا و ثنا و کعب عن شعبۃ عن ابی الیقاح عن

انس نحوه هذا حدیث حسن صحیح و ابو الیقاح اسمہ یزید بن حمید الضعی ترمذی

باب ما جاء فی المزاج ص ۱۰۱ مع عرف شدی بخاری شریف ص ۱۰۱ میں ہے عن ابی الیقاح

عن انس الامام مسلم فرماتے ہیں و ابو الیقاح اسمہ یزید بن حمید (صحیح مسلم ص ۱۰۱)

قائد بن کرام! یہ ہے نیلوی صاحب کا علمی مقام جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بے چارے نے

حدیث کی کتابوں کو بغور دیکھا ہی نہیں۔ چہ جائیکہ پڑھایا ہو۔

۲۔ ہم شیخ کی سنتے تھے مہذبہ زکریا جاکر کے جو دیو کھا تو علمائے کرام میں
 نیلوی صاحب رازان کے متعلق کہتے ہیں: "تقریب میں لکھا ہے"

جھوٹ نمبر ۹ لیکن الحدیث (حدیث میں نرم ہے) و فی شیعۃ (نہاد حق طبع اول
 صفحہ ۲۰) و جزئیاتی از جلد اول صفحہ ۱۰۰) نیز نیلوی صاحب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد نواز
 صاحب مفسر طاعت برکاتہم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: "پھر اتنی بڑی کتاب
 تہذیب التہذیب جو بارہ جلدوں میں ہے اس کا مطالعہ کر لیا۔ مگر مختصر سی کتاب تقریب
 نہ دیکھ سکے۔ یہاں تکھی مگر مخالفت پاکر بند کر کے رکھ دی کیونکہ اس میں لکھا تھا: زنادالی لیکن
 حدیث فیہ شیعۃ زنادا حق طبع اول صفحہ ۲۰۔"

الجواب: نیلوی صاحب! جھوٹ نہ بولا کرو۔ تقریب التہذیب صفحہ ۱۰۰ میں رازان
 جو عمر اکندہ کا ترجمہ موجود ہے۔ مگر یقیناً الحدیث کے الفاظ ان کے ترجمہ میں ہرگز موجود
 نہیں ہیں۔ ۳۔ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔

نیلوی صاحب کو دوسروں پر کیڑا چھلانے کا بہت شوق ہے
 ۴۔ کرنے کی زمین ستاروں پر تبصرہ ہونے لگا خزان کا بہار و پربصرہ

نیلوی صاحب کہتے ہیں: قال شعبۃ سألک سلمۃ بن
جھوٹ نمبر ۱۰ کھیل منہ فقال ابو البختری اعجب الی (میزان الاعتدال

صفحہ ۱۰) اب ابو البختری کو لگتا تھا۔ اس کا حال بھی سن لیجئے۔ ابو البختری (دو جلد بن
 ۱۔ جب بن کثیر بن عبد اللہ بن زعمہ بن الاسود) کان جواداً املاً ما مکنت
 شمر فی الحدیث قال یحیی بن معین کان یکذب عدو لہ وقال عثمان بن ابی
 شیبہ: کان یبعث یوم القیامۃ دجالاً.... وقال احمد کان یضع الحدیث

سواء یمانسوی وقال البخاری سکتوا عنہ (میزان الاعتدال صفحہ ۲) جب ابو البختری
 ۲۔ حال ہے تو رازان تو اس سے بھی برا ہوا۔ جب ابو البختری واضح الحدیث اللہ
 ۳۔ دشمن تو رازان کے متعلق سلم بن کھیل کیا کہیں گے۔ جو کہتے ہیں۔ ابو البختری بن نسبت
 ۴۔ ذہن کے مجھے اچھا لگتا ہے (نداء حق طبع اول صفحہ ۲۰) و جزئیاتی از جلد اول صفحہ ۱۰

مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتی کا تبصرہ | مولانا عنایت اللہ شاہ

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کے خلاف تبصرہ کرتے ہوئے اس تحریر پر گرفت کی ہے۔ کہ اس نے ابوالفتحی سے مراد وہب بن وہب لیا ہے۔ شاہ صاحب کا تبصرہ ادخال البانی کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اگلے صفحات میں اس کا عکس ملاحظہ کریں۔ شاہ صاحب کا تبصرہ پڑھ کر اقم الخروف کو نہایت حیرت ہوئی۔ کیلوی صاحب یہ بات مذاحق جلع اول و طبع ثانی میں بار بار لکھ رہے ہیں۔ مگر شاہ صاحب اس پر گرفت نہیں کرتے بد کیلوی صاحب کے بارے میں شاہ صاحب کہتے ہیں

”جامد المصنف بفضل اللہ وببرحمته فی مسئلة عدم السماع بالدلائل من الكتاب والسنة الصحيحة واقوال الاثقة المجتہد بالتحقیق والا نصاب (ترجمہ۔ مصنف کیلوی عدم سماع کے مسلیں لائل کتاب و سنت و اقوال ائمہ مجتہدین کے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے عدل و انصاف و تحقیق کے ساتھ لایا ہے) دیکھئے تقریظ شفاء الصدور طبع اول۔“ نیز کہتے ہیں ”و لہذا المصنف اعلام المحدث اکبر و اللہ

الافتقار الشیخ الشاہ محمد حسین الخ (شفاء الصدور طبع دوم ۲۲) نیز کہتے ہیں۔ مصنف علامہ نے تحقیق مسائل میں دیانت و امانت کا دامن نہیں چھوڑا (رد منکرات ص ۶)

چونکہ کیلوی کا صاحب شاہ صاحب کی موافقت کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے سب جرم معاف ہیں (من ترا حاجی گوئم تو مرا حاجی گو) لیکن ڈاکٹر عثمانی نے شاہ صاحب کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ اس لئے وہ شاہ صاحب کے نزدیک بڑا جرم شمار ہونے لگا۔ حالانکہ اس نے بعد کے ایڈیشنوں میں اس کو کاٹ دیا ہے۔

۷۔ کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر سہرہ و دون کا یہ مزاج ہے آ کی خبر سہرہ

اخلاص الیٰ بنیٰ

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کے بارے میں
 حضرت مولانا رحیمیت اللہ شاہ نجفی
 کا انٹرویو

ترتیب : ابنِ ابراہیم

۲۔ ابو ہریرہؓ و زبیر بن حبیب القاضی و کتاب المتوفی ۲۰۰ ہجری اندر جرح و تعدیل نے اس کے بارے میں لکھا ہے۔ عَدُوَ اللّٰهِ یُکَذِّبُ۔ اللہ کا دشمن سے نبوت ہو سکتا ہے۔

۳۔ ابو ہریرہؓ شیخ کتاب الجہول۔ م کے بارے میں کوئی صراحت نہیں مگر کسی کس دور میں ہوا اور کون ہے۔

[illegible]

سے ذوق اس روایت کا ردی ہے۔ اِنْ وَلَّيْتُمْ فَلْيَكْفُوكُمْ سَيَا حِينَ فِي الْاَرْضِ يَلْعَنُوْنِي
 مِنْ اَمْرِ السَّلَامِ اَوْ كَمَا قَالَ۔ بے شک اللہ کے حکم سے فرشتے زمین پر چھتے پھرتے ہی اور
 میرے امتی کا سام لہر لہر پہنچا رہے ہیں۔ — ڈاکٹر صاحب نے اسے رد کرنے کے لیے یہ الفاظ نقل کیے ہیں
 عَنْ مَنْ صَلَّى عِنْدَ شَجَرَةٍ سَيَحْتَضِئُ جَمِيعُ قَبْرِكَ زَكِيكَ دُرُودُ پڑھتا ہے اس سے خود مستجاب
 ہے۔ یہ پنج سہول میں تھمیں مران مٹی صغیرہ ایک سندس ام المہتری و سب بن و سب لافانی راوی ہے،

شاہ صاحب نے فرمایا :
یہ ذکر مثنوی صاحب کی تحقیق کی صرف ایک مثال ہے جس کی بنا پر وہ اندرون
اور بزرگان اہلسنت کو مشرک اور بدعتیہ کہہ رہے ہیں۔ اب حرام خود فیصد فراموش
کہ ایسے 'محقق' بے نظیر کی تحقیق انہیں کس منزل پر لا کر آ کرے گی۔

حضرت نصیب سمانے زور دیتے ہوئے فرمایا :

"مَن تَقَالِ ان مَحْقِقِیْنِ مَہْشِیْنِ اور ائمہ پر لاکھوں نسبتیں برساے جنہوں نے ہندی د
نسم بھی منع، مکتب (بعد کتاب اللہ) میں بھی پوری تحقیق و تفتیش کے بعد نہ بے ضعیف شیعہ
اور معتزلہ روایت کی نشاندہی کر دی ہے۔"

شاہ جی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :

"کیا ذکر صاحب قرآن حکیم کا محال نہیں کرتے؟ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ
ہے : **وَإِنْ مِنْهُمْ عَصِيْرَةٌ یَقُولُوْنَ أَلَمْ یَسْمَعُوا بِأَلْکَلِیْبِ لِبَحْسَنُوْہِ مِنْ اَلْکَلِیْبِ وَ
هُوَ مِنْ اَلْحِکْمِیِّ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عَصِیْرِ اللّٰہِ وَ مَا هُوَ مِنْ عَصِیْرِ اللّٰہِ وَ یَقُوْلُوْنَ
عَلٰی اللّٰہِ النّٰکِیْبَ وَ هُوَ یَعْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران ۷۷)**

ترجمہ : اور ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو اپنی زبانوں کو اللہ کی کتاب میں نوریتے
ہیں تا کہ تم ان کی بات کو اللہ کی کتاب سے سمجھو حالانکہ وہ اللہ کی کتاب سے نہیں ہوتا اور وہ
کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور وہ جانتے
ہو جاتے اللہ کے متعلق غیور ہوتے ہیں۔

(بقیہ ۷۲ صفحہ نمبر ۲) ان پانچ سندوں میں سے ایک سند میں محمد بن مروان صدی صفری کے
بروصافہ بن الامش کا جہان نام آیا ہے محمد بن نے لکھا ہے : **هَذَا غُلَطٌ قَاتِلٌ** (یہ غلط معلوم ہے)
اصل میں محمد بن مروان صدی صفری سے جو کتاب ہے۔

شاہ صاحب گجراتی نے جو ڈاکٹر مسعود الدین
شاہ صاحب کے کلام پر نقد و حرج | عثمانی پر گرفت کی ہے۔ راقم اطراف نے

جب اس کو پڑھا۔ تو بے ساختہ زبان پر پشعرا آیا۔
 شیخ کی سنتے تھے مریدوں کی بزرگی جا کر کئے ہوئے دیکھا تو علامہ سوا میچ

شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ ابوالختری سعید بن فیروز المتوفی ۲۱۰ھ (ادخال
 باغین مش ۲۵)۔ حالانکہ سعید بن فیروز المتوفی ۲۳۰ھ ہے دیکھئے تقریب التہذیب
 مش ۱، نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں ”واضح رہے کہ کلام ذہبی نے میزان الاعتدال میں
 تین آدمیوں کا ذکر کیا ہے جو ابوالختری کے نام سے مشہور ہوئے (ادخال الباغین) حالانکہ
 درست بات یوں تھی کہ، جو ابوالختری کی کنیت مشہور ہوئے۔ کیونکہ نام اور کنیت میں
 نسبت ہے جس کو اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں ان ذوالان، امیر المومنین
 نہ لحدیث امام شعبہ، سلم بن کیس، اور ابوالختری سعید بن فیروز ایک نام نہ نہیں ہوئے
 سلم بن کیس نے جو فرمایا کہ زاذان سے ابوالختری بہتر ہے۔ اس سے ان کی مراد
 سعید بن فیروز ہے جو اس وقت موجود تھے۔ (ادخال الباغین) سلم بن کیس نے
 حوام شعبہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ زاذان سے ابوالختری بہتر ہے تو اس وقت
 نہ تو زاذان موجود تھے۔ نہ ہی ابوالختری سعید بن فیروز موجود تھے۔ شاہ صاحب نے چارو
 ہر سادہ الرجال کی تاریخ سے کیا خبر وہ پیارہ توصیف واعظ ہے۔ ”سُنیئے سعید بن
 فیروز کی وفات ۳۰۰ھ میں ہوئی (کما مر) زاذان کی وفات ۳۰۰ھ میں ہوئی
 خرب مش ۱۰) جبکہ امام شعبہ کی ولادت ۳۰۰ھ میں ہوئی (مقدمہ تحفۃ الاحوذی
 ۲۰۰) جب امام شعبہ، سلم بن کیس المتوفی ۲۱۰ھ سے سوال کر رہے تھے۔ تو
 نہ وقت سعید بن فیروز موجود نہ تھے۔ شاہ صاحب گجراتی کی تحقیق پر قہر بان جائے
 جیسے محقق بے نظیر دنیا میں ناپید ہیں۔ ط۔ یہ بلند مقام جس کو ملن حاصل کیا
 نہ سائنس نے اپنی علمی حالت کو محسوس کرتے ہوئے اور میٹھ و عشرت کا خیال کرتے ہوئے
 سنی کتاب لکھنے کی جرات نہیں کی۔ چنانچہ ادخال الباغین ص ۱۱ میں ہے۔ شاہ جی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان جنت میں اطاقی ہو جاتی
رتبی ہے جنت کے درجوں کے ساتھ ملکتی پھرتی ہے یہاں تک کہ جس
دن اللہ تعالیٰ بٹھ لیا جائیگا اس دن اس کے پیچھے جبریل کی طرف
لوٹائیں گے۔ یہ حدیث امام احمد نے امام مالک سے بواسطہ شافعی اور نسائی
اور اس کے علاوہ دوسرے محدثین بھی اس حدیث کو اپنی تصنیفات میں
ذکر کیا ہے۔

اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ کعب اور
ایک سوال اور اس کا جواب ہذیل وغیرہ تو تابعی ہیں الخ۔ انداز حق جز اول

از جلد اول ص ۹۸) تارخین کرام: اندازہ کریں کہ یہ چارے نیلوی
صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ کعب بن مالک صحابی ہیں یا تابعی (لاحول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔ کعب بن مالک صحابی ہیں۔ اور ان میں صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی تو قبول
کی گئی تھی قرآن پاک میں بھی ان کا ذکر ہے و علی الشاۃ الذین خلقوا الآیۃ
۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں: یہ تین شخص کعب بن مالک
ہلال بن امیہ اور مرثدہ بن الزبیع ہیں جو باوجود مومن مخلص ہونے کے محض کفر آسانی
اور سہل انکاری کی بنا پر بدول ہند شرعی کے جو کہ کی شرکت سے محروم ہے الخ
تفسیر عثمانی ص ۲۶۱) امام احمد فرماتے ہیں۔ ان کعب بن مالک الانصاری دھول
الشاۃ اللہ بن تدب علیہم کان یحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما
نسمة المؤمن لما شوالہ (مسند احمد ۲/۲۵۵) مگر نیلوی صاحب اتنے مشہور صحابی
کو تابعی مان کر اس کی مرادایت کو جہت قرار دینے چاہے ہیں۔

سہ عید اپنا داعظ کلوایا عبث دل جلی کو تو نے گرایا عبث

نیلوی صاحب لکھتے ہیں بحث ۱۰ حدیث کے رواۃ پر بحث
جھوٹ نمبر ۱۳ پھر اس کی سند پر غور کرتے ہیں۔ تو اس کے رواۃ میں کلام ہے
چنانچہ سند احمدی اس کی سند اس طرح ہے أخبرنا ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن

میں یا ہونے والا کٹر صاحب کی طرف سے بھی کئی بار یہ پیغام ملا کہ اگر اشتہار کو میری تحریروں سے اختلاف ہے۔ تو ملاقات کرنے کے بجائے کتاب کی شکل میں میرا عقربہ کا جواب پیش کریں! سین ایل بات یہ ہے کہ تحریروں کی کشمکش شیطان کی آفت کی طرح طول پکڑتی جاتی ہے۔ بحثوں کا ایسا طویل سلسلہ چھڑ جاتا ہے۔ کہ ختم ہونے میں نہیں آتا الخ۔
حدیث ابن عباسؓ مرفوعاً۔ ما من رجل یعمد بفساد الخیر المومن الخ

جھوٹ نمبر ۱۱

کے جواب میں نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ابن ربیع نے اس کو منکر کہا ہے اور یہی قول صحیح ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حمید بن زیاد مولیٰ بنی ہاشم ہے جو مسلم و داؤد و سائی و تردی کا راوی ہے۔ خلاصۃ التہذیب میں شیخ خزرجی نے اسے ضعیف کہا۔ دماحق جلد ثانی ص ۲۵۵ و مبطلہ ص ۲۵۶ اور شفاء الصدور طبع اول ص ۱۷۷ کے حاشیہ میں ہے۔ اذہر حمید بن زیاد مولیٰ بنی ہاشم رضی عنہ مسلم بن الحجاج و ابو داؤد و النسائی و الترمذی و متفقہ الخ خزرجی فی خلاصۃ التہذیب ۱۲۔ نیز دیکھئے شفاء الصدور طبع دوم عربی ص ۱۲۷ و ۱۲۸ قارئین کرام! حقیقت یہ ہے کہ یہ راوی حمید بن زیاد اس حدیث کی سند میں بزرگ نبیس ہے۔ یہ نیلوی صاحب کی محبوطہ الخو اسی کا نتیجہ ہے۔ خود نیلوی صاحب نے اس حدیث کی سند۔ دماحق جلد ثانی ص ۲۵۵ تا ص ۲۵۷ میں ذکر کی ہے۔ مگر حمید بن زیاد کا نام موجود نہیں ہے (دروغ گورا حاقظ نہ باشد)

۷۔ ان کو سعی بے کار مزہ آیا کامیابی انہیں مگر نہ ہوئی
نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں
جھوٹ نمبر ۱۲

کان یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
انما نسمة المؤمن طائر یلقی فی شجر الجنة حتی یرجعہ
اللہ الی جسدہ یلوہ یمیشہ ہذا حدیث صحیح اخرجہ اللہ
احد فی مستدرک عن الشافعی عن مالک والنسائی وغیرہ!
(الحادی للفتاویٰ ص ۳۶۱ ج ۱)

عبد الجبار سکری حدثنا ابو عبد الرحمن المقرئ حدثنا حيوة بن شريح
عن ابی صخر عن یزید بن عبد اللہ بن قیسط عن ابی ہریرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من احد یسلم علی الاذی قال
الی روحی حتی یرد علیہ السلام (ندائے حق جز ثانی از جلد اول ص ۱۳)

قارئین کرام۔ مسند احمد ص ۵۲۷ میں سند کا خط کشیدہ حصہ بالکل نہیں ہے۔
نیلوی صاحب غرط الحوائی ہیں۔ ان کو پوچھ ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

نامع ناداں نے طلب میرا سمجھا نہیں کیا سمجھتا عالم دل میں تو وہ تھا نہیں

حدیث اِنَّ اللہَ حَرَّ مَدَّ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاکُلَ اَجَادُ الْاَنْبیاءِ
جھوٹ نمبر ۱۱ کے متعلق نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اس طرح مسند احمد جلد ۳ ص ۹

و ۱۰۳ میں بھی ہے (ندائے حق جز ثانی از جلد اول ص ۱۳)

قارئین کرام؛ نیلوی صاحب نے خاص جھوٹ کہا ہے۔ مسند احمد کے مذکورہ

صفحات میں یہ حدیث نہیں ہے (درورغ گورا حافظہ نباشد) ۷
ٹھوکر میں مت کھائیے چلے سنبلوں کو دیکھ کر چال سب پتے میں لیکن بندہ پرورد دیکھ

نیلوی صاحب۔ حدیث مَا اَنْتُمْ بِاَسْمِعَ لِمَا اَقُولُ مِنْہُمْ
جھوٹ نمبر ۱۵ کی توجیہ قتادہؒ سے نقل کرتے ہوئے آگے کہتے ہیں۔ اسی طرح

مسلم ص ۲۸۷ و مسند احمد ص ۱۰۱ میں ہے (ندائے حق جز ثانی ص ۲۸)
قارئین کرام؛ قتادہؒ کی مذکورہ توجیہ جز نیلوی نے نقل فرمائی ہے۔ نہ تو صحیح مسلم

میں ہے اور نہ مسند احمد ص ۱۰۱ میں ہے (درورغ گورا حافظہ نباشد) ۷

پوچھو اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی
نیلوی صاحب نے ندائے حق جز ثانی از جلد اول ص ۵۸ میں نقشہ

جھوٹ نمبر ۱۶ کرام عقیل کے واسطے سے جو روایت آئی ہے اس کو یوں بیان کیا

ہے العقیلی۔ شیخ العقیلی احمد بن ابراہیم بن طمان۔ العلاء بن عمرو العقیلی الخ

قارئین کرام؛ امام عقیلؒ نے اس روایت کی سند میں احمد بن ابراہیم بن طمان کا ذکر

ہم نہیں کیا مگر نیلوی صاحب اس کا اضافہ کر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بے چارہ
سویڈن تھا ہے۔ عقلی کی سنگی بیان کیوں ہے دامن حدیث ہم ماہر تھا کہ اسماعیل
بن نعیم الخلال البغدادی حدثنا العلاء بن عمر والی الضفہ الکبیر للعقلی ۱۳۱
جوش جنوں سے کچھ نظر آتا ہیں اسد صحراہاری آنکھ میں ایک مٹت خاک ہے
نیلوی صاحب فرماتے ہیں مستدرک حاکم کی روایت سے
جھوٹ نمبر ۱ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات نقل کرنا کہ!
كنت ادخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم

انا واضع (ندا حق جلد ثانی ص ۱۷)

قائیں کلام۔ ہمارے استاذ مکرم، محدث اعظم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع خاں
صاحب صفہ دامت برکاتہم نے یہ روایت نہ تو مستدرک حاکم سے نقل کی ہے اور نہ یہ حدیث
مستدرک حاکم میں ہے۔ استاذ مکرم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (رواد
حمد فی مسندہ ج ۲ ص ۲۲۲ و مشکوٰۃ ص ۱۵۱) وقال البیہقی ۵۱۷ و احمد و جالہ رجال الصبح
جمع الزوائد ص ۲۱) سماع الموقی ص ۳) مگر نیلوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات مستدرک حاکم
میں ہے (دو گواہ حافظہ نباشد) نیلوی صاحب کی بات پر ایک شعورٹ ہوتا ہے
سے پیچوش گفت سدی در زرا دی کسی مانند طفلان خاک بازی

نیلوی صاحب! مذکورہ بالا روایت کے بارے میں فرماتے ہیں۔
جھوٹ نمبر ۱۸ جب ہی تو ہم پہلے سے کہہ رہے ہیں کہ رافضی نے یہ روایت
محض اس لئے وضع کی ہے تاکہ سنیوں کو ہم طعن و سبکس (ندا حق جلد ثانی ص ۱۷)
قائیں کلام! نیلوی صاحب نے خالص جھوٹ بولا ہے۔ یہ روایت کسی رافضی کی وضع کو
نہیں ہے۔ بلکہ اہلسنت والجماعہ کے امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو مسند احمد ص ۲۰۲ میں نقل
کیا ہے جس کے تمام راوی ثقہ اور سنی ہیں۔ مگر نیلوی صاحب صحیح حدیث کا انکار کر رہے
ہیں۔ یولام احمد گورافضی بنا رہے ہیں (معاذ اللہ) س
چوں خدا خواہ کہ پردہ کس درو میلش اندر طغنه پا کال زند

جھوٹ نمبر ۱۹ نیلوی صاحب مذکورہ روایت کے بارے میں کہتے ہیں اور جو اس حدیث کی صحت پر زور دیتا ہے وہ سنی ناسیئہ ہے یا کم از کم

شیعوں کا دست راست اور معاون ضرور ہے (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۸)۔

قارئین کرام! نیلوی صاحب جوڑ جنوں میں کیا کہہ رہے ہیں۔ اس حدیث کی صحت پر امام اہلسنت امام احمد بن حنبلؒ نے اعتماد کیا ہے۔ اس لئے وہ اپنے مسند میں اس کو لائے ہیں خود نیلوی صاحب اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں کہ امام احمدؒ جس حدیث کو مسند احمد میں لائے وہ ان کے نزدیک صحیح ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا حق جز ثانی از جلد اول ص ۱۸ میں کہتے ہیں مزید برآں یہ بات ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے براہ راست استاذ ہیں ابو معاویہ باہود اس کے امام احمدؒ نے ابو معاویہ کی یہ روایت ذکر نہیں کی۔ اگر صحیح ہوتی۔ تو اس کی حدیث ذکر کرتے۔

جب خدا کے خوف سے آزاد ہو جاتی قوم آپ اپنے ہاتھ سے براد ہو جاتی ہے غم نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اور حقیقت دیکھو تو یہ روایت حاکم کی ہے۔ **جھوٹ نمبر ۲۰** اور اس کی روایت کو اس کے سوا کسی دوسرے محدث نے تصحیح

نہیں کی (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۸)۔

قارئین کرام! از تو یہ روایت حاکم کی ہے اور نہ حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ حاکم نے جب یہ روایت ذکر ہی نہیں کی تو تصحیح کیسے! مگر نیلوی صاحب ہیں کہ جھوٹ بول کر لذت محسوس کر رہے ہیں۔ درحقیقت یہ روایت مسند احمد ص ۲۰۲ کی ہے جس پر امام احمدؒ نے اعتماد کیا ہے اور محدث علامہ حشمتی فرماتے ہیں کہ اس کے سب راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں مگر حقہ نہیں نیلوی صاحب کو کی ہو گیا ہے۔

بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے اگر ناؤ لڑو لی تو ڈوبو گے سارے

نیلوی صاحب: امام حاکم پر جمع میزان الاعتدال سے نقل کرتے ہیں۔ **جھوٹ نمبر ۲۱** ہونے آگے کہتے ہیں۔ اور میزان چ ۲۲ میں ہے حاکم جہیت تھا اور اس روایت میں حضرت عائشہؓ کے بارے میں یہ عمل بیان کیا۔ اور ساتھ ہی بخاری و مسلم

کی شرط پر کہہ کر تصبیح بھی کر دی (الی ان قال) پس یہ روایت نہایت جھوٹی ہے اور کس رافضی کی بنائی ہوئی ہے۔ جو کہ درپردہ اہل سنت ام المؤمنین عاصمہ رضی اللہ عنہا کی توہین جاری کرنا چاہتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک (نداء حق جلد ثانی ص ۱۷۲) تاثرین کرام! اولاً یہ کہ نیلوی صاحب نے میزان الاعتدال سے حاکم ص ۸۱ رافضی جیبٹ ہونا تو نقل کیا ہے۔ مگر علامہ ذہبی نے جو اس قول کی تردید کی ہے۔ اس کو چھوڑ دیا میٹھا میٹھا چپ کڑا کڑا دھتور (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہ نیلوی صاحب کی خباثت عظیمہ ہے و ثانیاً اس حدیث کو نہ تو امام حاکم نے روایت کیا ہے اور نہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ یہ نیلوی صاحب مجنونا لہو اس کا جھوٹا محض ہے۔ و ثانیاً یہ حدیث نہ تو جھوٹی ہے اور نہ کسی رافضی کی گھڑی ہوئی ہے (دکھائے)

دل کو بھابھائے تو بھانڈوں کی خرافات بچا۔ دل کو نہ بھانڈے تو پیغمبر کا ارشاد بھی غلط
جھوٹ نمبر ۲۲ | **الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي بُيُوتِهِمْ يُقَلِّتُونَ** (حدیث) کے متعلق نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ابن حجر کے نزدیک یہ حدیث منکر ہے۔ ابن

حجر نے لسان المیزان ص ۱۵۴ میں فرمایا حجاج بن اسود عن ثابت البنانی عنہما: نداء حق جزد ثانی ارجاء اول ص ۳۲ و نداء حق طبع اول ص ۲۵۶

قائمین کرام۔ نیلوی صاحب نے جھوٹ بولا ہے اور مدخل و فریب سے کام لیا ہے۔ حافظ ابن حجر پر ہتھان لگایا ہے۔ حافظ ابن حجر نے مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت کو میزان الاعتدال سے نقل کر کے اس کی تردید کی ہے اور حدیث کی تعبیر کی دیکھئے نسکین الصدور طبع دوم ص ۲۱۳ و ص ۲۱۴ و ص ۲۱۸۔

میں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر گھلا

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ حالانکہ امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی **جھوٹ نمبر ۲۳** | یہ حدیث مجہمین (صحیح بخاری و مسلم) میں بھی ہے جو جامع اکتب بعد کتاب اللہ ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انٹنی بکری بھڑکے گا۔ عینس کے تھنوں میں کئی روز دودھ بند رکھا کرو۔ جو جوان کو خرید کر

لے۔ اس کے بعد خریدار کو بیچنے والے کے اس دھوکے کا علم ہوا۔ تو وہ دودھ دوہنے کے بعد دو ہاتھوں میں مختار ہے الخ (نداء حق جزء ثانی ۲۹۹)
 قارئین کرام! اندازہ کریں کہ نیلوی صاحب نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ہتھ دیا تو فرار باندھ دیا ہے۔ کہ کئی روز دودھ بند رکھا کرو (معاذ اللہ) یعنی دھوکہ دیا کرو۔ نیلوی صاحب کتنے! سے

دنیا میں ڈھیٹ اور بے حیا اور بھی ہیں مگر سب پر سبقت لے گئی یہی ملی آپ کی
 نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اور جو لوگ اس حدیث (من جھوٹ نمبر ۲۲) صلی علیٰ محمد و آلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں جس کا راوی ابو معاویہ ہے وہ صرف ابو یعلیٰ کا حوالہ دیتے ہیں۔ ابو یعلیٰ کے سوا کسی محدث کا نام نہیں لیتے (نداء حق جزء ثانی از جلد اول صفحہ)

قارئین کرام! یہ نیلوی صاحب کا خالص جھوٹ ہے کوئی محدث بھی اس حدیث کا حوالہ ابو یعلیٰ سے نہیں دیتا اور نہ ابو یعلیٰ میں یہ حدیث موجود ہے۔ (درود رخ گو ماحافظہ نباشد) سے

نجد و غلط، ملا غلط، انشاء غلط دیکھتے ہوتا ہے اب کیا کیا غلط
 "نیلوی صاحب کہتے ہیں" ابو مخنف لوط بن یحییٰ بن مخنف
 جھوٹ نمبر ۲۵ | بن سلیمان از دی مورخ بھی اسی دور کا ہے جس نے
 بڑی بڑی کتب ہیں اپنے نفس کی اشاعت میں لکھا ہیں جن میں سے اس کی یہ مشہور
 کتابیں ہیں کتاب الروہ، فتوح الشام، فتوح العراق، کتاب الجبل، کتاب الغنیم
 کتاب النہروان، کتاب الفارات، مقتل علی، مقتل عثمان، مقتل جسی۔ مختار
 بن عبید، کتاب السوری، وقعتہ الحشرہ وغیرہ! اس کا دادا مخنف حضرت علیؑ
 کے اصحاب میں سے تھالیخ (نداء حق جزء اول از جلد اول صفحہ ۳۲۳)

قارئین کرام! نیلوی صاحب بے چارہ مجبوظ الحواس ہے۔ اولاً تو نیلوی نے ابو مخنف لوط بن یحییٰ کا نسب نامہ صحیح بیان نہیں کیا۔ صحیح یوں ہے۔ ابو مخنف

لوہ بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سلیم الذی یروی الاخبار (تہذیب المہذب ص ۱۰ ج ۱)
یہ مشہور اخباری ہے و ثانیاً فتوح الشام عربی میں ہے یہ واقعہ کی تصنیف ہے اور
اس کا ترجمہ اردو ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور نے شائع کیا ہے۔ اور

مجنول نظر آتی ہے یہی نظر آیا ہے ان عقل کے اندھ کو ان نظر آ رہا ہے
نیلوی صاحب۔ امام ترمذی پر گرفت کرتے ہوئے مکتبہ میں
جھوٹ نمبر ۲۶ عتاب بن ابیہد سلمہ میں فوت ہوئے اور سعید
بن سیب سلمہ میں پیدا ہوئے۔ تو سعید کی روایت عتاب سے منقطع ہوگی۔ مگر
ام ترمذی نے حسن غریب کہا۔ ۱۴۱ دنداق بیع اول ص ۲ تا ۲۰۵ دنداق
جز ثانی از جلد اول ص ۳۵

تاریخ کرام: نیلوی صاحب نے یہاں بھی جھوٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ عتاب
بن ابیہد سلمہ میں ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ ہاں واقعہ کی کتاب کی ایک روایت
ہے کہ جس دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ اسی دن یہ صوابی
حضرت عتاب رضی اللہ عنہ ابیہد سلمہ میں فوت ہوئے تھے۔ لیکن امام طبرانی فرماتے ہیں۔
عتاب بن ابیہد سلمہ میں کم ذکر پر حامل تھا حضرت عمرؓ کی طرف سے
دغریب ص ۲۳ اور حضرت صدیق اکبرؓ سلمہ میں فوت ہوئے ہیں۔ ذکر سلمہ میں
سعید بن سیب من عتاب کی روایت کو صرف امام ترمذی حسن غریب نہیں فرماتے
بلکہ امام بخاری فرماتے ہیں۔ و حدیث سعید بن السیب من عتاب بن ابیہد سلمہ دنداق
باب ماجاء فی الخیر المصاب الزکوۃ ص ۵

تاریخ تبری نظر کا نبوع و ذکر ہر ایک زخمی کچھ ایک بندہ درگاہ نہیں ہے
نیلوی صاحب۔ سطح بن ابراہیم کے بارے میں فرماتے ہیں
جھوٹ نمبر ۲۷ سلمہ میں فوت ہوئے (دنداق جز ثانی از اول ص ۱)
تاریخ کرام: نیلوی صاحب نے یہ بھی جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ ابن حجر
فرماتے ہیں۔ مات سنۃ خمس و عشرين و قتل بعدھا تقرب ص ۱۱۱ کہ یہ

راوی ۱۲۵ یا اس کے بعد فوت ہوا ہے ۔

ان کنت تدراہی فتکلم مصیبتہ وان کنت لا تدراہی فالصیبتہ اعظم

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ۱۔ اوس بن اوس ۲۔ ابواللہ دراد
جھوٹ نمبر ۲۸ ۳۔ عائشہ صدیقہ ۴۔ جابر بن عبد اللہ ۵۔ ابو ہریرہ ۶۔ عبد اللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجداد
کو مٹی نہیں کھاتی (زندائے حق جزۃ ثانی از جلد اول ص ۲۸)

قارئین کرام ! نیلوی صاحب نے جو حضرت عائشہ صدیقہ کا نام اس سلسلہ میں ذکر
کیا ہے۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ حضرت عائشہ سے ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔ حضرت
حضرت جابرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی صراحتہ کوئی ایسی روایت
مروئی نہیں ہے جس میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہو ۔

مشکل بہت پڑے گی بلکہ چوٹ ہے آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ امام بیہقیؒ ایک مقام پر کہتے ہیں
جھوٹ نمبر ۲۹ فی هذا الاسناد قوم لم یولون ولم یکفنا اللہ تعالیٰ ان ناخذ

وینا عن لافسوف (کتاب المعرفة ص ۱۲) (زندائے حق ص ۲۳ ج ۲)

جواب۔ یہ بھی نیلوی صاحب کا جھوٹ محض ہے۔ امام بیہقیؒ نے کتاب المعرفة

ص ۱۲ میں یہ بات برگزہ نہیں کتنی۔ اگر نیلوی صاحب کے پاس کتاب المعرفة موجود ہے

تو اس منکر کوٹھوڑ کا پیڑا اٹھائے دیکھ دے کہ اس منکر کے ساتھ رسول کی

جلدے کی۔ نیز امام بیہقیؒ نے جس کتاب میں یہ بات کتنی ہے۔ اس میں وہ امام شافعیؒ سے

ناقل ہیں۔ یہ کلام امام بیہقیؒ کا اپنا نہیں ہے۔ واہ نیلوی صاحب واہ !

رہے نہ اہل بصیرت تو بے خرد چمکے خسرو غ نفس ہوا عقل کے دل لے لے

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ حافظ ابن اثیر نے الامارہ ج ۲ ص ۶۹ میں

جھوٹ نمبر ۳۰ (یہ بیان فرمایا ہے (زندائے حق جلد ثانی ص ۲۸)

جواب۔ اب تک تو ہم نے یہی سنا تھا کہ الامارہ حافظ ابن جریر کی تصنیف ہے

خدا معلوم: نیلوی صاحب نے الاسیہ کو ابن اثیرؒ کی طرف منسوب کیوں کر دیا ہے۔ شاید جوٹ بولنا ان کی قسمت میں درج ہو چکا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے بس میں نہیں ہے۔
 ۳۔ قسمت کیا سبک کو تمام ازل نے جو شخص کو جس چیز کے قابل نظر آیا
 نیلوی صاحب حضرت عبدالرحمنؓ بن ابی بکرؓ کے قول کا جوا
جھوٹ نمبر ۱۲ دیتے ہوئے لکھا ہے

قلنا لا یصح فان من الاحادیث الموضوعه باسناد واحد
 الشیخ المحووف یابن ابی الدنیا الموضوعات الکیهلا علی القاری
 شفا الصدور طبع اول مله و طبع ثانی عربی مله ۱۳۲۰ زوہم کہتے ہیں کہ صحیح
 نہیں ہے۔ اس لئے کہ ابن ابی الدنیا کی احادیث جو ایک سند سے مروی ہوتی ہیں
 من گھڑت ہیں۔

جواب: یہ ابن ابی الدنیا جس کو ابوالدنیا بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اور ہے جس کی
 متعلق لوگ گمان کرتے ہیں کہ اس نے حضرت علیؓ کا زمانہ پایا ہے۔ اور آپ کی سوا
 نہ کوئی پکڑی تو رکاب نے اس کو زخمی کر دیا۔ جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے ذکر فرمایا ہے
 علامہ ذہبیؒ میزان ص ۳ ج ۳ میں فرماتے ہیں۔ (۵۵۰) عثمان بن خطاب ابو عمرو البکری
 مغیری ابوالدنیا الاشجع و یقال ابن ابی الدنیا (پھر علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں) جس کا
 یہ ہے کہ یہ شخص اہل بغداد کے پاس آیا اور حیاہ کی کمی باعث شدہ تین سو سال کے بعد حضرت
 علیؓ سے روایت بیان کرنا شروع کر دیا۔ محققین کو اس نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ جس کی وجہ
 سے شرمندہ و سوا ہوا۔ اس راوی سے روایت کرنا بولا المقیہ (راوی) وغیرہ میں غلطی
 نہ دینی نے فرمایا۔ کہ علامہ حدیث اس کی بات کو ثابت نہیں ملتے۔ یہ ابوالدنیاؒ
 نہ فوت ہوا۔ المقیہ راوی نے کہا کہ میں نے اس سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں
 سنیہ کبیرؒ کی خلافت کے دور میں پیدا ہوا ہوں اور حضرت علیؓ کی مادہ فخر کی کتاب
 حنف عقیق میں پکڑی ہے اور لباقضہ بیان کیا کہ پورا قصہ لسان المیزان ص ۱۳۵ میں ہے
 علامہ ذہبیؒ میزان ص ۱۳۵ میں فرماتے ہیں۔

(۵۸۹۰) علی بن عثمان الاشجی ابو الدنیا قیل حطان قیل غیر ذالک کذاب
یا تو فی اکثری کہ یہ شخص بہت بڑا اچھا ہے۔ اس کا مزید ذکر کئی میں آئے گا۔ ناصر الدین
البانی غیر منقلد نے بھی اس ابو الدنیا کا ذکر سلسلہ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعة
ص ۱۵۱ میں کیا ہے۔ ^{نیز بھیجئے} الا اعلان بالتوسیع للسماوی ص ۱۵۹۔ لیکن نیلوی صاحب نے
کمال ہی کر دیا کہ ایک ثقہ اور صدوق محدث عالم کو ادا اس کذاب کو ایک ہی بنا دیا
حالانکہ جس روایت کا نیلوی صاحب جواب دے رہے ہیں۔ اس کی سند میں ابن ابی
الدنیا محدث اور ثقہ راوی ہیں جس کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا محدث
العالم الصدوق (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲) اس محدث نے کئی کتابیں حدیث و تاریخ میں تصنیف
فرمائی ہیں جن میں کتاب القبر و صحا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا سے جو حوالے اہل قیور کے
بارے میں نقل کئے جاتے ہیں۔ اس نے مراد یہی محدث ہوتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر
نے تفسیر ص ۳۸ تا ص ۳۹ میں اور ابن قیم نے زاد المعاد ص ۱۷۱ اور کتاب الروایۃ
میں اسی محدث کی روایتیں بیان فرمائی ہیں۔ علامہ ربیعہ ایک روایت بیان کرنے کے بعد
کہتے ہیں۔ قال العزلی ابن ابی الدنیا فی کتاب الجور و بسند حیدر الاحناف لاساق
المتقیین ص ۲۶ ج ۱۰ کہ اس روایت کو محدث ابن ابی الدنیا نے صحیح سند کے ساتھ نقل
کیا ہے۔ یہ محدث ابن ابی الدنیا، امام ابن ماجہ کا استاد بھی ہے دیکھئے (تہذیب
التہذیب ص ۱۱۹) (طیغہ) خود نیلوی صاحب نے اس محدث ابن ابی الدنیا کی روایتیں
ندائے حق جز اول ص ۵۵ و ص ۵۶ میں نقل فرمائی ہیں۔ اور ندائے حق جلد ثانی کے ص ۲۶۲
میں فرماتے ہیں ابن ابی الدنیا کی کتب کا شمار طبقہ راویوں میں ہے۔ بہر حال راقم الحروف
نے نیلوی صاحب کو وہاں تک پہنچا دیا ہے۔ جہاں یہ مصرعہ صادق آتا ہے۔

در دروغ گور تا سخا نہ باید رسانید

حدیث القبر و رضۃ من ریاض الجنۃ و محضرة من جہنم
بھوٹ نمبر ۱۲۲ | کانیلوی صاحب یہ جواب دیتے ہیں۔ وان کان ضعیفا
(لان حسین بن یحییٰ الجعفی الکوفی ذکرہ الطوسی من رجال الشیعة من الرواة من

جعفر الصادق کما فی لسان العیزان ص ۲۲ ج ۲) نیا حق ص ۱۸

جواب - اس حدیث کی سند میں حسین بن نجیح واقع ہی نہیں۔ یہ یلوی صاحب کا غلطوالموسیٰ ہے۔ ترمذی ص ۲۲ ج ۲ و مشکوٰۃ ص ۲ میں یہ حدیث موجود ہے۔ لیکن سند میں یہ راوی نہیں ہے۔ خود یلوی صاحب کی کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حسین بن نجیح اس حدیث کی سند میں نہیں ہے۔ دیکھئے ندائے حق ج ۱ ص ۲۱۱

حسین بن علی بن نجیح البغضی الکوفی کے بارے میں یلوی صاحب **جھوٹ نمبر ۲۳** لکھتے ہیں کہ یہ شیعہ ہے ندائے حق ج ۱ ص ۳۲۶ و ندائے حق جز اول ص ۲۸۸

جواب - یہ راوی شیعہ نہیں ہے۔ بلکہ شیعہ کا دشمن ہے دیکھئے میزان الاعتدال ص ۲۲ جز سہم بن ابی حفصہ۔ یہ راوی صحاح ستہ کا مرکزی راوی ہے یلوی صاحب لکھتے ہیں حسین بن علی جعفری اگرچہ حد ذاتہ ثقہ صالح صدوق اور صحاح ستہ کا راوی ہے (ندائے حق جز اول ص ۲) نیز یلوی صاحب نے ندائے حق جز ثانی ص ۲۸ تا ص ۲۹ میں بہت سے محدثین کرام سے اس راوی کی حدیث کے صحیح ہونے کے حوالے نقل کئے ہیں۔ اگر طوسی نے اس کو شیعہ راویوں میں شمار کر دیا ہے تو امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ راوی شیعہ ہے۔ کیونکہ شیعہ کتابوں میں تو حضرت جعفر صادق، حضرت محمد باقر، حضرت زین العابدین، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت علی کا ذکر بھی ہے۔ تو کیا یہ حضرات یلوی صاحب کے نزدیک شیعہ ہیں۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ سنن مہبھی میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر بن ابان البغضی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے اموں حسین جعفری نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ حضرت عثمان کا نام ذوالنورین کیوں رکھا گیا ہے۔ میں نے کہا نہیں تو حسین جعفری نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے کسی شخص نے بھی نبی (علیہ السلام) کی دو بیٹیوں کو اپنے نکاح میں جمع نہیں کیا!

سوائے حضرت عثمانؓ کے۔ اس لئے انہیں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ دیکھئے!
تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۲۹۔ نیلوی صاحب توبہ کر لو اٹے کام چھوڑ دو۔ انشاء اللہ
آخرت بخیر جائے گی۔ ورنہ تو پھر یاد رکھنا ۵

بنے کیونکر ہے سب کا رائل ہم اٹے بات الٹی یاد رکھا
عبداللہ بن مبارکؓ امام بخاریؒ کے استاذ ہیں (فتح الرحمن ص ۳۶)
جھوٹ نمبر ۳۴ درود منکرات ص ۲

جواب۔ حضرت ابن المبارکؒ ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ جبکہ امام بخاریؒ
تقریباً ۲۴۰ سال کے بعد ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ جبکہ نیلوی صاحب امام عبداللہ
بن المبارکؒ کو امام بخاریؒ کا استناد بنا رہے ہیں۔ نیلوی صاحب پر بہت افسوس
۵ اسپ تازی شدہ مجروح بنیر پالان طوق زیریں ہمہ در گردن غولے نیم
امام صاحبؒ کے شاگرد بشر مریؒ بنے کہا گنا حلال ہے
جھوٹ نمبر ۳۵ (فتح الرحمن ص ۳۶)

جواب۔ بشر مریؒ نے جو گدھا کے حلال ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نیلوی صاحب
نے حوالہ نہیں دیا۔ (۲) بشر مریؒ امام ابو حنیفہؒ کا شاگرد بھی نہیں ہے۔ بلکہ امام
ابو یوسفؒ کا شاگرد ہے (۲) نیز امام ابو یوسفؒ اس کو سزا دیتے تھے۔ اولاً امام احمد بن
حنبلؒ اس کو کافر قرار دیتے تھے۔ دیکھئے کتاب السنۃ بعد اللہ بن امام احمد بن حنبلؒ
نیلوی صاحب نے امام اعظمؒ کی توہین کرنے کے لئے بشر مریؒ کو ان کا شاگرد بنا دیا۔ یہ سن
پھر بھی دعویٰ خفی ہونے کا قائم ہے ۵

شیعہ نے بغل میں پنہاں کیا لب پہ دعویٰ ہے پارسیائی کا
سید بن مستب ۸۲ھ میں فوت ہوئے (ندائے حق
جھوٹ نمبر ۳۶ | جز ثانی ص ۱۲۲)

جواب۔ ۹۵ھ میں فوت ہوئے ہیں (ترمذی ابواب العلم ص ۹۶)
۵ جوابات کی خدا کی قسم لا جواب کی۔

ابن عباسؓ ۶۳ھ میں طائف میں فوت ہوئے (ندائے حق جزو ثانی ص ۱۴۲)

جواب - ۶۹ھ یا ۷۰ھ میں طائف میں فوت ہوئے۔ (تہذیب التہذیب ص ۲۵۸) نیلوی صاحب خود لکھتے ہیں۔

۵۔ قمع رونے سے چپ رہنا ہی اچھا ہے (ندائے حق جزو ثانی ص ۱۵۵)

حدیث اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّا جِنِّیْنَ لِیْ الْاَرْضِیْنَ لِقَوْلِیْ
جھوٹ نمبر ۳۸ [مِنْ اَمْتِی السَّلَامَ (ترجمہ) شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں

میں چلتے رہتے ہیں۔ میری امت کے جانب سے سلام جھٹک پہنچاتے ہیں۔ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ (من گھڑت حدیث ہے۔ (ندائے حق جزو ثانی ص ۱۸۳)

جواب - یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ امام احمدؒ نے مسند میں ۳۸۱ و ۳۸۲ میں

امام نسائیؒ نے سنن نسائی میں ۱۴۳ میں امام حاکمؒ مستدرک میں ۴۲۱ میں امام مسلمؒ

و علامہ ذہبیؒ دونوں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ،

مصنف میں ۵۱۴ (طبع دکن ہند)، امام عبد اللہ بن سنان دارمی ص ۲۲۵ ج ۷ میں علامہ بیہقیؒ

موارد النظم ص ۵۹۳ میں، صاحب مشکوٰۃ۔ مشکوٰۃ ص ۸۶ میں اس حدیث کو روایت

کرتے ہیں۔ نیلوی صاحب خود لکھتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے الرد علی الاخوانی

ص ۲۵۱ میں فرمایا۔ وہ احادیث صحیح ہیں جن میں مروی ہے کہ آپؐ پر صلوة و سلام

پہنچانے کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔ (ندائے حق جزو ثانی ص ۸۹) نیلوی صاحب اسی حدیث

کے بارے میں ناصر الدین البانیؒ غیر متقدم سے اس کا معنی ہونا نقل کرتے ہیں (ندائے حق

جزو ثانی ص ۵۹) علامہ ابن ہادیؒ فرماتے ہیں۔

من طرفی خلفتہ باسانید صحیحۃ لاریب فیہا (الصارم المنکی ص ۲۶۵ مطبوعہ لاہور)

یہ حدیث مختلف واسطوں سے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے جس کی

صحیح میں شک نہیں۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں۔ رواہ احمد و نسائی و دارمی

و ابونعیم و البیہقی و الخلیفی و ابن حبان و ابی کم فی صحیحہ و قال صحیح الاسناد۔

(القول البدیع ۱۵۳) علامہ سہروردی فرماتے ہیں۔ کہ سند صحیح ہے (وفاد الوفاء ص ۲۰۲) علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں۔ حدیث صحیح (السرائر المیر ص ۵۸ ج ۱) علامہ ہیشمیؒ فرماتے ہیں رواہ البرزورجہ الرجال الصحیح (لمع الزوائد ص ۲ ج ۹) علامہ ابن الیقیمؒ فرماتے ہیں و ہذا اسناد صحیح (جلاء الافہام ص ۲۲) نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔ اخرجہ النسائی وابن حبان والحاکم فی المستدرک وقال میحج واقسولا الذہبی وصحتمہ ابن حبان وقال الہیثمی رجالہ رجال الصحیح واخرجہ ایضاً احمد فی المسند (نزل الابراہ ص ۱۶۲)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کر لیا۔ کہ ان تمام حضرات کے ہاں یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر نیلوی صاحب اس کو من گھڑت لکھتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) یہی وجہ ہے کہ ہمارے استاذ محترم نے نیلوی صاحب کو تسکین الصدوق طبع دوم ص ۵۶ میں "مؤلف مذکور کا پرہیزی کا ذہن کے الفاظ سے تعبیر کیا تھا۔ (فقد اصاب فیما قال) ۷

آج اس بزم میں ہم آگ لگا کر اٹھے یاں تک روئے کہ ان کو بھی لگا کر اٹھے ہمارا ذہن بفضل اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعۃ کا ہی ذہن ہے اور والعیاذ باللہ پرہیزی ذہن نہیں۔ جیسے

جھوٹ نمبر ۳۹

آپ نے ناحق کا معنی مجھ کو دیا ہے۔ خدا کے دربار میں پیش ہونا ہے۔ آپ اس جرم کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم ولا تمسوا انفسکم ولا تباہوا باللقاب کی خلاف ورزی کی ہے۔ میرا کچھ نہیں بگڑتا۔ میں نے تو آپ کے الفاظ معاف ہوا کر دیئے (ندائے حق ص ۳۵۸)

جواب۔ نیلوی صاحب جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ۔ آپ نے یہ الفاظ معاف نہیں کئے۔ چنانچہ آپ پہلے لکھ آئے ہیں۔ ہاں اگر کوئی پرہیزی ذہن کا نہ مانے تو ہم اس کو منوانے کے مکلف نہیں (ندائے حق جزء اول ص ۱۵) ۷

جھوٹ کہنے سے جن کو عذر نہیں ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

جھوٹ نمبر ۳ نیلوی صاحب کہتے ہیں یعنی میں نے امام صاحب (احمد) سے
 زید اور ابن حوطہ کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں
 تو ان کے پاس بھی جانا نہیں چاہتا (مذائے حق جز ثانی ص ۱۲ تا ۱۳)

جواب - نیلوی صاحب: آپ قابلِ رحم ہیں۔ جناب کو ما اقریباً کا معنی بھی معلوم نہ ہو
 سکا۔ بہت افسوس ہے۔ امام احمد کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی۔ جب کہ زید بن عبد اللہ
 بن قیس کی وفات ۱۷۱ھ میں (تقریباً) اور ابن حوطہ کی وفات ۲۵۲ھ میں (تہذیب ص ۱۶۱)
 اب اگر آپ والا معنی ما اقریباً (میں تو ان کے پاس بھی جانا نہیں چاہتا) لیا جائے
 تو کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ ان دونوں حضرات کے زمانہ کو امام احمد نے نہیں پایا۔ اگر
 نیلوی صاحب آپ یہ تاویل کریں کہ پاس نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ ان حضرات سے رفاقت

نہیں لی تو یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ ما من احمد یسلم علی (الحدیث) مسند احمد ص ۵۳ میں زید
 بن عبد اللہ بن قیس کی سند سے مروی ہے۔ لہذا آپ اپنی حالت پر ماتم کریں۔ محترم نیلوی
 ما اقریباً معنی مجھ کا ہے۔ متکلم کا نہیں ہے (معنی یوں بیگا (کیا ہی وہ دونوں
 ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ دیکھئے ترمذی شریف ص ۲۲ باب ما ذکر فی الشرب)

مفسرین و تحفۃ الاحوذی ص ۱۲۲ سورۃ الطور و تحفۃ الاحوذی ص ۱۸۸ ترمذی
 ص ۲۲۴ العلل ص ۲۲۴ و تحفۃ الاحوذی ص ۲۹۹ و تہذیب التہذیب ص ۳۲۱ - نیلوی صاحب
 جو مفتاح آپ نے ما اقریباً کا کیا ہے۔ وہی معنی آپ کے لائق مگر دئے مینہ کیلئے
 مٹ میں کیلئے۔ ماشاء اللہ بہت خوب

قیامت خیز افسانہ ہے پروردگار میرا نہ کھلاؤ زباں میری ناٹھو اؤ ظلم میرا
 قارئین کرام! نیلوی صاحب نے جہاں جھوٹ حصہ دوم میں ملاحظہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ
 اب آخر میں ایک بہت بڑا جھوٹ پیش کیا جاتا ہے جو کہ جھوٹ کا مجموعہ ہے (مومن مجتہد
 نہیں ہو سکتا (حدیث شریف)

موجودہ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ

ایک زبردست جھوٹ

کے تمام افراد یہ جھوٹا دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے قلیب بدر (سماع موتی) والی روایت پیش کی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے قرآن مجید کی آیت نہ لا کر تسبیح الموتی پڑھ کر ابن عمر کی روایت کو رد کر دیا۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ کی بات کو سنا۔ لیکن خاموش رہے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی خاموش رہے۔ لہذا عدم سماع موتی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔ اور اس کو اجماع سکوتی کہا جاتا ہے۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ (۵) اور یہ جو کہا ما انتم باسمع منہم۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ واقعہ کسی وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ تو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رد کر دیا۔ اور فرمایا کہ یا تم نے سنا نہیں یا سمجھا نہیں جیسا تم کو بکاہ علی المیت کے مسئلہ میں غلطی لگی ہے۔ ایسی ہی آج بھی اس مسئلہ میں تمہیں غلطی لگی ہے۔ کیونکہ جب قرآن شریف میں آتا ہے مَا أَنتَ بِمُتَمَعٍ مِّنْ فِی الْقُبُورِ۔ تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن مجید کے خلاف کیسے فرما سکتے ہیں الخ (زندائے حق ص ۱۳۵)

تاریخ کرام: نیلوی صاحب نے اس عبارت میں کئی جھوٹ بولنے کا ارتکاب کیا ہے

جھوٹ نمبر ۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا براہ راست یہ حدیث سننا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا ذکر بخاری میں نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو خطاب کر کے جواب دینا

جھوٹ نمبر ۲ کہ تم کو غلطی لگی ہے۔ یہ بھی نہ تو بخاری میں ہے اور نہ حدیث کی

کسی دوسری کتاب میں ہے

سوال نیلوی صاحب نے یہ جھوٹ خود نہیں بولے۔ بلکہ علامہ شمس احمد عثمانی کی صحیح بخاری کی تقریر والی کاپی سے نقل کئے ہیں۔ جو مولانا عطاء محمد صاحب مدظلہ کی مدرسہ

تعلیم القرآن میانوالی کے پاس تھی۔

جواب۔ مولانا عطاء محمد صاحب علامہ عثمانی کے شاگرد نہیں ہیں بلکہ ایسی کاپی کا

کیا اعتبار ہے۔ جبکہ نیلوی صاحب کے ہاں مطبوعہ کتابوں میں بھی تعریف واقع ہو چکی ہے

اور باغی اس میں گھس کر اپنی کارروائی کر چکے ہیں۔ نیلوی صاحب بزرگوں کی طرف جھوٹی

باتوں کی نسبت کرتے بہتے ہیں۔ یہ ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ مثلاً حضرت مفتی محمد کفایت

اللہ صاحب کی طرف سے نیلوی صاحب ایک فتویٰ شائع کرتے رہتے ہیں کہ جس شخص کا یہ

عتقاد ہو کہ مردہ دفن کیا ہوا انہیں آنکھوں سے اور انہیں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہے

اس شخص کا یہ اعتقاد صحیح نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (محمد کفایت اللہ کا

اللہ نہ۔ یہ فتوے بھی بالکل جھوٹے ہیں۔ نیلوی صاحب نے خود بنا کر حضرت مفتی محمد کفایت اللہ

صاحب کے ذمہ لگا دیے۔ اس کی مکمل تردید تو بعد میں آ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ

مترجمہ چیزیں یہاں بھی ذہن نشین کریں۔ فتویٰ پوچھنے والا کون تھا۔ اس کا نام درج

نہیں ہے۔ کہ کون تھا۔ نکتہ تھا یا پتہ تھا

۲۔ کفایت المفتی حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے فتاویٰ کا

مجموعہ ہے۔ اس میں بھی یہ فتویٰ درج نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا غلام اللہ

خال صاحب کے متعلق نیلوی صاحب نے ایک عبارت منسوب کی ہے جو ان کی وفات

کے بعد میلان تحسیر میں لائی گئی ہے۔ چنانچہ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ آیت اُنْک

نسیح الموتی کی تشریح بطرز دیگر از شیخ القسطلان مولانا غلام اللہ خال رحمہ اللہ الرحمن

وجہ مشواہ الہمان (نماء حق جلد ثانی ص ۱۲۱) پھر نیلوی صاحب شیخ القرآن سے نقل

کرتے ہیں۔ پس حق یہی ہے۔ کہ سماع موتی بالکل نہیں اور کوئی حدیث صحیح یا آیت سماع

موتی پر دال نہیں ہے۔ بلکہ سماع موتی لوگوں کے مطلق منہ بڑا الی البشرک ہے۔ (نماء حق

جلد ثانی ص ۱۲۱) قارئین کرام! یہ شیخ القرآن کی عبارت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ تفسیر

جواہر القرآن جلد دوم ص ۲۹ کی تحقیق کے بالکل مخالف ہے۔ نیلوی صاحب کو تفسیر

جواہر القرآن کی اس تحقیق سے بہت پرانا دکھ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ باوجود ان قطعی

دلائل کے سہارے بعض معاصرین کا مطلقاً یہ کہہ دینا کہ اس مسئلہ میں مہدو صاحب نے غلط
چلا آ رہا ہے۔ تحقیق کے خلاف بھی ہے اور اجتہاد کا برکے خلاف بھی ہے اور مذاہنہ حال
کے نامناسب بھی ہے (نذر الخلیفہ، ص ۱۷۷) اس لئے نیلوی صاحب نے ایک
جھوٹی عبارت اپنی طرف سے بنا کر شیخ القرآن کے ذمہ لگا دی ہے۔ تاکہ شیخ
القرآن کے فسرزند حضرت مولانا قاضی احسان الحق بذللہ کو گمراہ کیا جاسکے۔ اور اس
جھوٹی عبارت کی مدد سے تفسیر حواہر القرآن کی عبارت و تحقیق کو تبدیل کیا جا
سکے۔ جیسا کہ سجاد بنفاری صاحب اس کے مریض ہیں۔ چنانچہ سجاد بنفاری صاحب
کہتے ہیں۔ ”ایک ضروری توجیہ“ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ مسئلہ سماع موقوف دور
مسما پڑے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ لیکن حقرا تم کو تفسیر حواہر القرآن (سورہ کرم)
اور ہجرات ابراہیم (ص ۶۷) میں خود ہی لکھنے کے باوجود ہمیشہ اس میں تامل رہا
رہا ہے۔ زمانہ صحابہ میں اس مسئلہ میں اختلاف رونما ہوا۔ اسی وقت ہی اس پر
دور صحابہ میں بھی اختلافی ہونے کا حکم لگایا گیا۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن نومبر ۱۹۸۱ء ص ۷)
ص ۱۷) پھر سجاد صاحب ص ۱۷ میں لکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قلیب بد رسول
حدیث کی توجیہ فرمائی۔ اور اس سے سماع موقوف ثابت کرنے کا راستہ بند کر دیا۔
اگر یہ مسئلہ اس دور میں اختلافی صورت اختیار کر چکا تھا۔ تو قائلین سماع نے حضرت
عائشہ کی توجیہ و تاویل کا کیوں جواب نہ دیا۔ بعد والوں نے تو اتنے ڈھیر سا جواب
سوچ لئے۔ مگر حضرات مسما پڑے کو اس کا کوئی جواب نہ سوچا۔ صیبرا کرام کا سکوت ہی
اس بات کا دلیل ہے کہ ان کے یہاں اس مسئلہ میں اختلاف موجود نہیں تھا۔ ہذا ما
عندی واللہ تعالیٰ اعلم و علیٰ آلہ و احکمہ اخصیٰ لودعی سجاد بنفاری ص ۱۸ ذی الحجہ
۱۴۱۸ھ قارئین کرام! مائی حضرات کی کتابوں کی صرف عبارتیں ہی نہیں بلکہ ان ہیچا
کے عقائد بھی بدلتے رہتے ہیں۔ جیسے کہ اس کا آگے بیان آ رہا ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) ۱۷
ابھی کہہ رہے تھے تو ابتدا ہے دیکھتے جاؤ ہمارے حال پر یاد رکھو احسان اور بھی ہوئے

نیلوی صاحب نقل کرتے ہیں۔ اور امام مسلم نے خطبہ میں مکتاہے کہ جن احادیث کو میں

نہیں لایا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے رواد پختہ نہیں تھے۔ (مذللے حتی جلد ثانی ص ۱۸۱)
 نیلوی صاحب نے بھی شیخ القرآن پر جھوٹ و بہتان باندھا ہے۔ یہ عبارت بھی شیخ القرآن کی
 نہیں ہو سکتی کیونکہ شیخ القرآن نہ تو مقدمہ مسلم سے ناواقف تھے اور نہ مجمع مسلم سے ناواقف
 وہ ایسی جھوٹی بات کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ محض نیلوی صاحب کی کاروائی ہے اور شیخ القرآن
 کی منسوب کردہ گئی ہے۔ مجمع مسلم ص ۱۸۱ میں ہے کہ امام مسلم کے شاگرد ابو بکر بن اخت ابی النضر
 نے امام مسلم سے پوچھا۔ فحدث ابی ہریرہ قال هو مبیع یعنی واذا قرأنا لفلان
 فقال هو مبیع فقال لہ لہ نضعہ ہا ہنا قال یس کل شیء عندی مبیع و فعتہ
 حاشا۔ نعم و ضعت ہا ہنا۔ ما اجمعوا علیہ

ترجمہ۔ پس حضرت ابو ہریرہ کی حدیث مجمع ہے جس میں آتا ہے کہ نبی امام قراءہ کرے تو تم
 خاموش ہو جاؤ۔ امام مسلم نے جواباً فرمایا۔ ہاں میرے نزدیک یہ حدیث مجمع ہے۔ شاگرد نے
 پھر عرض کی کہ آپ نے مجمع مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کو روایت کیوں نہ کیا۔ امام مسلم نے
 فرمایا کہ میرے نزدیک جو حدیثیں مجمع ہیں۔ وہ سب میں نے مجمع مسلم میں درج نہیں کیں۔ میں نے
 صرف وہ حدیثیں روایت کی ہیں جن کی مصحت پر محدثین کرام کا اجماع ہو چکا ہے۔

تائید کرام، امام مسلم کی اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ امام مسلم نے بہت سی
 صحیح حدیثیں مجمع مسلم میں ذکر نہیں فرمائیں۔

نیلوی صاحب کا شیخ الفہم آن کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا۔ کہ جن احادیث کو میں نہیں
 لایا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے رواد پختہ نہیں تھے۔ کتنا بڑا دہل اور فریب ہے۔ مقدمہ
 مسلم میں امام مسلم نے جو کچھ بیان فرمایا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کذاب و ضاع اور
 ضعیف مسلم کے راویوں کی روایتیں میں نے مجمع مسلم میں روایت نہیں کیں۔ اس عبارت اور نیلوی

صاحب کی منسوب کردہ عبارت میں زمین و آسمان کا فرق ہے

۵۔ یہیں تفاوت راہ است از کجائی کجائی بہر حال نیلوی صاحب جو

سازش و منصوبہ تیار کریں۔ اس کا ہمیں علم ہو جاتا ہے۔
 جہرہ رنگے کہ خواہی جا رہے پوش من انداز قدرت را شناسم
 قارئین کرام! اصل مسئلہ چل رہا تھا کہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سماع موتیؒ کا جواب حضرت عائشہؓ نے دیا تو ابن عمرؓ بھی خاموش رہے اور بانی صحابہ کرامؓ بھی خاموش رہے۔ یہ مانتی حضرت کا جھوٹا دعویٰ ہے۔ اب ان حضرات کو اس کی دلیل دینی پڑے گی۔
 کہ جمع صحابہ میں ابن عمرؓ کو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ تو سب صحابہ خاموش رہے۔ نیلوی صاحب نے یہ جھوٹا دعویٰ کئی مقامات پر کیا ہے۔ دیکھئے مذائے حق جلد ثانی ص ۱۶۲ و ص ۱۶۳ و ص ۱۸۶ و ص ۱۹۷ و ص ۲۲۲ و ص ۲۲۳ محمد نیلویؒ جتانے ایک عجیب بات لکھ دی ہے۔ جس سے اس دعویٰ کی ساری جھوٹی حمارت ہی گر جاتی ہے نہ رہے بانس نہ بنے بانسری! پینا پنہ نیلوی صاحب سمجھتے ہیں۔ نیلوی پوچھتا ہے کہ یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ اگر ام المؤمنینؓ کو حدیث کی نص نہیں پہنچی۔ تو آیات تسمانی کس غرض کے لئے پڑھ رہی ہیں۔ اور صحیح بخاری کی اس عبارت کے کیا معنی ہوں گے
 ذکر عند عائشہ ان ابن عمرؓ رفع الی البی علیہ وسلم ہم تو اس کے معنی یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آگے کسی نے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مفرد روایت بیان فرمائی ہے۔
 اب اس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت ام المؤمنینؓ کے پاس یہ حدیث کسی واسطہ سے ملی ہے اور واسطہ صحابیؓ نہ ہو گا یا تابعیؓ اگر صحابی تھا۔ تو اصحاب تہ کلم عدول کے قاعدہ کے مطابق ان کو صحیح سند کے ساتھ حدیث پہنچی ہے جن کی صحت میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر تابعی کے ذریعے پہنچی۔ تب بھی وثقہ اور معتد علیہ تھا جس پر اعتماد کر کے حضرت ابن عمرؓ جیسی ہستی کی طرف قول کی نسبت فرما رہے ہیں۔ دیکھو مسلم ص ۱۸۱ (۱۸۲)
 حق جلد ثانی ص ۱۸۱ و ص ۱۸۲ قارئین کرام! نیلوی صاحب کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ نہ تو صحابہ کرامؓ کا جمع دھم غفیر جمع تھا۔ اور نہ ابن عمرؓ موجود تھے۔ اور نہ حضرت عائشہؓ نے صحابہ کے جمع میں ابن عمرؓ کی تردید کی ہے مگر جمعیتہ اشاعتہ التوحید والسنۃ

کے حلقین خاندان مسند میں اور کلام اللہ (قرآن مجید) کے سامنے یہ جھوٹ بار بار دہراتے رہتے ہیں۔ کہ صحابہ کرامؓ کے جمع میں ابن عمرؓ کی حضرت عائشہؓ نے ترمذی کی تو اب عمرؓ سمیت سب صحابہؓ خاموش رہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) ان لوگوں کو نہ تو خوفِ خدا ہے نہ فکرِ آخرت ہے۔

انسانوں کو دیتے ہیں حقیقت کے مراتب اور جو بے حقیقت اُسے کہتے ہیں فساد پڑھتے ہوئے سورج کے سجاری ہیں یہ عالم باپ ان کا نانا ہے یہ میں ابن زمانہ سوال۔ نیلوسی صاحب نے ایک مقام پر ایسی عبارت کہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا جمع تھا۔ اور حضرت عائشہؓ نے ان کے سامنے ابن عمرؓ کی روایت سے روایت کی ترمذی کی ہے۔ چنانچہ نیلوسی صاحب کہتے ہیں۔ اب ہدایہ کی شروط اٹھا کر دیکھیں عنایہ و کفایہ۔ عنایہ شرح ہدایہ اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے لما بلغ هذا الله عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کذتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انک راسع الموتی و امانت مسیح من فی القبور یعنی جب ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کو بدرہ مردوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کلام ہونے کی حدیث پہنچی تو صاف فرمایا کہ وہ تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے اور آپ پر اتہام لگاتے ہو۔ الخ اِنْدَامَن جلد ثانی صفحہ ۱۵۹ وشفاء اللہ وریعہ اول صفحہ ۱۵۹)

جواب۔ نیلوسی صاحب نے یہ جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ روافض کو خوش کرنے کے لئے تاکہ روافض یہ کہہ سکیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ (معاذ اللہ) جھوٹے تھے بخود حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کو جھوٹا کہہ رہی ہے۔

نیلوسی صاحب نے جان بوجھ کر ایسی جھوٹی ومن گھڑت روایت نقل کر دی ہے کہ روافض کو صحابہ کرامؓ پر حملہ کرنے کی مزید جرأت پیدا ہو جائے۔ ورنہ نیلوسی صاحب خود دیکھتے ہیں۔ ذیل کی کتب میں احادیث موعودہ کی بھرمار ہے (الی ان تال) ۵۱-۵۲ احادیث صاحب نہایہ و سائر شراح ہدایہ (رق منشور صفحہ ۱) نیلوسی صاحب حرجی ہیں نئے کہتے جاؤ۔ ۵۔ بے حیا۔ بائش و ہرچہ خواہی کن۔ پھر کفایہ شرح

ہدایہ کے مصنف کے بارے کون ہے۔ اس میں اختلاف ہے (ندائے حق جلد ثانی ص ۴۸)
 کرغایہ شرح بدیر میں یہ روایت ہے۔ حالانکہ یہ جھوٹی ومن خط
 روایت عنایہ کے حاشیہ میں ہے۔ نہ کہ عنایہ میں دیکھئے حاشیہ عنایہ مع فتح القدیر

جلد ۲ - ۶

دیدہ سنی کے لئے دیدہ مجنوں ضرور میری آنکھوں سے کوئی دیکھئے ناشائرا
سوال۔ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ محرم مولانا صاحب نے سماع الموتی ص ۲۹۳
 میں لکھا ہے۔ وہ حضرات صحابہ کرام بدستور و مدثور کے ساتھ سماع موتی کی حدیث
 بیان کرتے رہے۔ کیا آپ اس کا تاریخی ثبوت دے سکتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ
 کو ابن عمرؓ کی حدیث کس سنہ میں پہنچی۔ جس کے بعد ابن عمرؓ نے بدستور قرآنی
 استدلال سن کر بھی حدیثیں بیان کرتے رہے (الئی ان قال) اس کے برعکس فتح
 الباری ص ۲۸ میں ہے اقوال..... ما قال ابن عمرؓ شیئاً قال الطیبی وغیرہ ظہرت
 لابن عمرؓ الحجة فسکت منذ عنایہ یعنی ام المؤمنینؓ کا قرآنی استدلال سن کر حضرت
 ابن عمرؓ نے جواب میں کچھ بات نہیں کہی۔ طیبی وغیرہ شراح حدیث نے فرمایا۔ کہ حضرت
 ابن عمرؓ کے سامنے قطعی دلیل ظاہر اور واضح ہو گئی تھی۔ اس لئے پچھلے دل سے تصدیق کر کے
 اور یقین کر کے خاموش ہو گئے۔ مگر میرے قلم نے اسے گپ سمجھ لکھا ہے۔ مخدوما
 اگر یہ گپ ہے تو یہ گپ سب سے پہلے حافظ ابن حجرؒ نے ماری ہے۔ والیاء باللہ۔
 (ندائے حق جلد ثانی ص ۴۸)

جواب۔ تارمین کرام! جب لاقم المسرف نے نیلوی صاحب کی یہ عبارت
 پڑھی۔ تو ششدر رہ گیا۔ فتح الباری جلد سوم کھولی۔ تو اس کے ص ۱۳ ط مصر البابی
 الجلی کے اندر اس عبارت کا بغور مطالعہ کیا۔ تو نیلوی صاحب کے متعدد جھوٹ اور
 دھوکہ بازیوں پر مطلع ہوا ملاحظہ کریں۔

لفظ اقول کے بجائے وہاں قولہ لکھا ہوا ہے

جھوٹ نمبر ۱

سب سے پہلے یہ گپ ابن حجر نے ماری ہے یہ بھی جھوٹ ہے بلکہ ابن حجر نے یہ حوالہ طبری کا دیا ہے جس کی وفات شہ میں ہوئی ہے۔

جھوٹ نمبر ۲

نیلوی صاحب نے اس کو سماع موتی کے جواب میں درج کر دیا ہے۔ یہ بھی خالص جھوٹ ہے کیونکہ یہ بحث بکا علی بیت کی وجہ سے جو غذاب ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں ہے۔ نہ سماع و عدم سماع کے بارے میں۔ یہ صحیح بخاری میں اصل حدیث موجود ہے ملاحظہ کریں۔

جھوٹ نمبر ۳

واقعہ حضرت عائشہؓ کی زندگی کے دور کا ہے۔ یہ بھی نیلوی صاحب نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ واقعہ عائشہؓ کی وفات کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مالط ابن حجرؒ کہتے ہیں: والقصہ کاقت بعد موت عائشہ لقولہ ینہما فجاما ابن عباس یقتودہ قائم (فتح الباری ص ۳۳۳) یہ قصہ حضرت ابن عمرؓ و ابن عباس کے درمیان مکالمہ کا، حضرت عائشہؓ کی وفات کے بعد کہے۔ کیونکہ اس روایت میں ہے کہ ابن عباس کو قائم کہنے کے راہ اتحاد کا فی سبب مسلم علیہ یؤخذ ابن عباس آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے،

جھوٹ نمبر ۴

کہ ابن حجر نے گپ ماری ہے۔ یہ بھی نیلوی صاحب کا جھوٹ ہے، ابن حجر نے طبری کا حوالہ نقل کر کے خاموش بھی نہیں ہوئے۔ بلکہ خوب تردید کی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

ان ابن عمر کان حدّث بہ موارا و سیاقی فی المحدث الذی بعدہ انہ حدّث بذالک ایضا لعمامات وافع بن عدیج (فتح الباری ص ۳۳۳) حضرت ابن عمرؓ اسی حدیث کو کمینت پر رونے کی وجہ سے میت کو غلبہ ہوتا ہے بار بیان کرتے رہے۔ اور غریب اس حدیث کا ذکر بعد والی حدیث میں بھی آتا ہے

کہ ابن عمرؓ نے یہ حدیث حضرت رافعؓ بن خدیج کی موت کے وقت بھی ذکر فرمائی تھی۔ تاثرین کرام! رافعؓ بن خدیج ۳۷ یا ۳۸ء میں فوت ہوئے ہیں (تقریب لابن حجر ۱۹۱) اور قریباً ابن عمرؓ کی وفات کا سن بھی یہی ہے۔ (تقریب منہ ۱۸۷) اور حضرت عائشہؓ ۶۸ء میں وفات پا چکی تھیں۔ تقریب منہ ۴۷۔ معلوم ہوا۔ ابن حجرؒ نے نہ تو سب سے پہلے گپ ماری ہے اور نہ بعد میں گپ ماری ہے۔ بلکہ اس گپ کی تردید فرمائی ہے۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ سیوی صاحب ابن حجرؒ کی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے ہم دُعا لکھتے رہے دو دُعا پڑھتے رہے ایک نقطہ نے ہمیں غم سے مجرم کر دیا!

جھوٹ نمبر ۶ پھر نیلوی صاحب نے جس روایت کو صحیح سمجھ کر اس سے استدلال کیا ہے اور اس سے راہنہائی حاصل کی ہے۔ اس کی سند میں

ابن جریرؒ ہے جس کے بارے میں نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۳۷ طبع مکتبہ میں تدنیہ و ج ۳ نحو امان تسعین املاً قنکاح المتعہ وکان یسری النخعة فی ذالذہ! یہ حضرت عورتوں سے متعلقہ کرنا جائز سمجھتے تھے اور بذات خود نوٹس عورتوں سے متعلقہ کہ چکے تھے۔ پس ایسے متغیر بار بار بولوں کی حدیث سے استدلال کیسے درست ہو سکتا ہے۔ عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگایا ہے (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۶۹)

تاثرین کرام! پس نیلوی صاحب کا اس روایت کو صحیح سمجھنا اور ہمارے سامنے جرحہ بنانا دھوکا اور خالص جھوٹ ہے۔ اگر ہماری طرف سے شواہد میں بھی ایسی ردائت پیش ہو جائے۔ تو نیلوی صاحب کا مزاج مجروح جاتا ہے اور عجیب قسم کا حاشیہ چڑھا دیتے ہیں۔

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری قسم کیشی کو اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں نیر ابن جریرؒ کی روایت ابن ابی ملیکہ سے ہے (دیکھئے سنجدی ص ۱۶۱) اور نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی ابن جریرؒ جو ابن ابی ملیکہ و عکرمہ سے روایت کرتا ہے۔ اس میں اپنے استاد کا نام نہیں لیتا لہذا اس کی روایت ابن ابی ملیکہ و عکرمہ سے منقطع ہوتی ہے صحیح نہیں ہوتی۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۳۷ میں ہے۔ قال عبدالمہ

بن احمد بن حنبل قال ابی بعض هذا الاحادیث التي كان یسرسلها ابن جریج احادیث موضوعة كان ابن جریج لا یأبالی من این یاخذها ۔

یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو حدیثیں ابن جریج لفظ عن سے روایت کرے ۔ وہ جعلی اور موضوع ہوتی ہیں ۔ اور ابن جریج لا ابالی شخص تھا

یہ تمیز نہ تھی کہ وہ کہاں سے حدیث لیتا ہے (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۶۹) نیز ابن جریج نے اس روایت میں اذکا لفظ داخل کر دیا ہے جو تشکیک کے لئے آتا ہے وافی لجالس بینہما او قال جلست الی احد ہما (بخاری ص ۱۸۱) ابن جریج

بہ ۔ هذا شك من ابن جریر (فتح الباری ص ۱۸۱) قارئین کرام! نیلوی صاحب کے کس کس جھوٹ پر ہم آپ کو مطلع کریں نیلوی صاحب کی کتابیں کذب بیانی دھوکے

بھری ہوئی ہیں ۔ میزان الاعتدال کے حوالہ سے نیلوی نے جو امام احمد بن حنبل سے بن جریج کے بارگاہیں جرح نقل کر کے ترجمہ کیا ہے ۔ اس ترجمہ میں بھی جھوٹ

ہوئی ہے ۔ عربی عبارت میں بعض هذا الاحادیث کا لفظ ہے ۔ ترجمہ میں جو حدیثیں ابن جریج بطور ضابطہ کے بیان کر دیا ہے

قارئین کرام! اب تک نیلوی صاحب کے بہت سے جھوٹ ذکر ہو چکے ہیں ۔ اور تہ یا جھوٹ ، قہر حق بر صاحب ندائے حق صفحہ دوم میں انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کر دیئے جائیں گے ۔ خدا جب عقل لیتا ہے عاقبت اہی جاتی ہے ۔

نیلوی صاحب نے جو بعض هذه الاحادیث کا ترجمہ کیا ، تفہیمہ کہ جو حدیثیں ابن جریج لفظ عن سے روایت کرے ۔ وہ جعلی

و موضوع ہوتی ہیں ۔ یہ نیلوی صاحب کی خالص کذب بیانی ہے ۔ حالانکہ بعض هذا و احادیث الخ سے امام احمد بن حنبل کی مراد یہ ہے کہ انھیں نہ محدثت عن غلام کے معنی میں جہاں جریج روایت کرے ۔ ان میں سے بعض حدیثیں موضوع (من گھڑت ہوئی

ہیں ۔ چنانچہ ناصر الدین ابانی غیر متعلقہ سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص ۱۹۱ میں میزان الاعتدال کے حوالہ سے یہی بات نقل کی ہے ۔

باب التحریفات

نیلوی صاحب کائناتی آیات میں ہر چیز کا
نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ میں بفضل تعالیٰ قرآن پاک کا حافظ ہوں زنداے
حق جسٹشانی از جلد اول ص ۲۴۰

قارئین کرام! کی خدمت میں جناب نیلوی حافظ صاحب کی تحریفات کی وہ فہرست
کہنی جاتی ہے۔ جو جناب حافظ صاحب نے قرآن مجید کی آیات کے سلسلہ میں کی ہیں
نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے وَالَّذِينَ
ثَنُّوا عُنُوزَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
(الآیت) ندائے حق جلد ثانی ص ۱۸۰) حالانکہ قرآن مجید پہ سورۃ النمل آیت ۲۵ دیکھے
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ دِل مَ وَغْنِ أَهْلِ مَعْنٍ
يَذْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ دُونِ اللَّهِ (ندائے حق پہ
قارئین کرام یاد رہے کہ ابتدا میں دیکھیں وہاں مَنْ دُونِ اللَّهِ ایک مرتبہ ہے تکرار
کے ساتھ نہیں ہے

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ارشاد رب تعالیٰ ہے أَفَدَّيْعُبُونَ
أَن لَّا تَنْفَعَهُمْ سِرُّهُمْ وَفُجُوهُهُمْ (الآیت) ندائے حق
ص ۲۸ ج ۲) قارئین کرام! پہ سورۃ الزخرف آیت ۲۱ ملاحظہ کرو دیکھیں۔ وہاں
أَنَّا لَا تَنْفَعُهُمْ سِرُّهُمْ ہے صرف اُن نہیں جیسا کہ حضرت حافظ صاحب نے تحریف
کرتے ہوئے آیت کو پیش کیا ہے۔

تحریف نمبر ۴ حافظ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ سورہ حیدر (پارہ ۷۷) کے شروع میں بطور دعویٰ دو لائل عقیدہ کے خدائے تعالیٰ کی مخصوص صفات

ہے مثلاً وَ سَبِّحْ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ندائے حق جز ثانی ص ۷) تائین کرام! نیلوی صاحب نے سَبِّح کے ساتھ واؤ کا اضافہ اپنی طرف سے قرآن مجید کی اس آیت میں کر دیا ہے۔ صحیح لوگ ہے (سَبِّحْ لِلّٰہِ)

تحریف نمبر ۵ حافظ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ایسے قرآن پاک سورہ ۱۱۱ صالح و شعیب علیہما السلام کے واقعہ میں ہے۔ کہ

ن دونوں پیغمبروں نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد قوم ہلاک شدہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا قَالَ یٰ قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رَسَالَۃً رَّبِّیْ وَ نَعَصْتُ لَکُمْ وَلَکِنْ لَا تَعْبُوْنَ عٰلٰہِیْنَ (ندائے حق صفحہ ۱۳۹)

تائین کرام! سورہ اعراف کھول کر دیکھیں وہاں العٰلٰہِیْنَ کی بجائے اِن عَصِیْنَ ہے نیز حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ کے یہ الفاظ ہیں۔ وَقَالَ یٰ قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رَسَالَۃً رَّبِّیْ وَ نَعَصْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اَسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ (سورہ اعراف پ ۱) تائین کرام! آپ اندازہ کریں کہ حضرت صالح علیہ السلام و حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ میں الفاظ کا کتنا اختلاف ہے مگر نیلوی صاحب ان کو متحد سمجھ کر قرآن مجید پر افراء کرتے ہیں۔

تحریف نمبر ۶ نیلوی صاحب کہتے ہیں اور وَلَا تَقْرَءُوا لَہِمْ یَقْنٰ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَآءًا (ندائے حق جزء اول ص ۳۶) حالانکہ قرآن مجید میں اس مقام پر اَمْوَآءٌ کے الفاظ ہیں۔ دیکھئے پ۔

تحریف نمبر ۷ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ آیت لَا تَسْکُوْا اِنَّہٗ وَاجِبٌ مِّنْہٗ (ندائے حق جز اول ص ۳۲، ص ۳۶، ص ۵۹) و عقائد

علمائے دیوبند (نور اللہ مراقد ص ۱) اور مسند جیات الانبیاء علیہم السلام، پاکستان پریس سرگودھا ص ۷۷) نیلوی صاحب نے ان چار مقامات میں قرآن مجید کی آیت غلط نقل کی ہے۔

اور اس میں تبحر لک کر دی ہے۔ صیح آیت یوں ہے وَلَا اَنْ تَنْكُحُوا اَزْوَاجَهُمْ
 بعد ۱۰ ابدًا۔ نیلو کی صاحب نے اُن کے لفظ کو قرآن مجید کی آیت سے کاٹ
 دیا ہے۔ نیلو کی صاحب نے جب قرآن مجید کو معاف نہیں کیا۔ تو دوسری کتابوں میں تخریفات
 خیانت سے کیسے باز آسکتے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں کس درجہ بڑے فقیہانِ حرمِ بے توفیق

باب الخیانات

حضرت نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ منصف اور عقل سلیم والے تو نہ خان کی مشہارت قبول کرتے ہیں۔ اور نہ خود غرض منی مطلبی آدمی کی (نڈائے حق ص ۲۶) نیز نیلوی صاحب کہتے ہیں حتیٰ کہ یہ سلسلہ عہد حاضر کے علماء میں دیکھا ہے۔ کہ دین حق میں تلاوت کرنے میں بڑے ماہر ہیں۔ (نڈائے حق جزء اول ص ۱۱) نیلوی صاحب گستاخی معاف ہیں تو اس کا مصداق جالب کی ذات نظر لیں

شیخ شریف بغل میں پنہاں ہے لب پہ دعوای ہے پارسائی کا
مولانا سجاد بخاری صاحب نے اقامۃ البرہان ص ۸۹ و ص ۲۱۳
خیانت نمبر ۱ میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کا فتویٰ نقل کیا ہے ”انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی ولی کی قبر پر سلام کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ شہتے ہیں درست نہیں۔ الخ۔ پھر سجاد بخاری صاحب نے اس فتویٰ کو ماہنامہ تبلیغ القرآن، اولین پری نوبر ۱۳۹۲ء میں اپنے مضمون ارشاد الاموالی مسلک الاکابر فی سماع المقابر میں درج کیا ہے ۲ و پھر کو مجلس شوزئی جمعیت اشاعت التوحید والائتہ کلی پاکستان کے فیصلہ کے مطابق اس مضمون کو ایک رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا۔ پھر رام نے ہوا جس کا نام عقائد علما دیوبند (نور اللہ مراد ص ۱) اور مسند سماع الموتی (تجوئیر ہوا۔ نیلوی صاحب نے اس مضمون کیساتھ اپنا مضمون (ابیان الاولیٰ فی رد سماع الموتی) ۳، ملحق کر کے گلستانِ پریس جناح، لاہور، سرگودھا سے شائع کیا۔ اس رسالہ کے منظر میں حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کا مذکورہ بالا فتویٰ موجود ہے۔ لیکن نیلوی صاحب نے اس رسالہ کو جب دوبارہ شائع کیا۔ تو حضرت مفتی صاحبؒ کے اس فتویٰ کو کاٹ کر اس کی جگہ تعظیم الاسلام کی ایک عبارت لکھ دی۔ حالانکہ مضمون سجاد بخاری صاحب کا تھا۔ ان کو حق تھا۔ تبدیلی کرنے کا اور جو یہ کہنے کا نیلوی صاحب کو کوئی

حق نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱ نیلوی صاحب نے اس خیانت کا ارتکاب کیوں کیا۔

الجواب - چونکہ حضرت مفتی صاحبؒ کی اس عبارت میں انبیاء علیہم السلامؑ کا استشہاد کیا گیا ہے (یعنی انبیاء علیہم السلامؑ کہتے ہیں) اور حضرت مفتی صاحبؒ نیلوی صاحب کے استاد ہیں۔ اور نیلوی صاحب ہمیشہ یہ جھوٹا دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو میرے استاد مفتی اعظم منہ کا ہے (دیکھئے ذیل کے حق جزء اول ص ۱۲۶ و جز ثانی ص ۱۲۶) اس لئے حضرت نیلوی صاحب نے اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کیلئے مجبوراً اس جرم و خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

سوال نمبر ۲ - ہو سکتا ہے دوبارہ جب رسالہ طبع ہوا تو کسی اور نے اس خیانت

کا ارتکاب کیا ہو۔ اور تشریحت و صورتہ انسان حضرت نیلوی کو اس کا علم ہی نہ ہو۔

الجواب - ہرگز نہیں خود حضرت نیلوی صاحب نے مذکورے حق ص ۶۸ تا ۷۸ میں سنبھلا صاحب بخاری کا یہ مضمون درج کیا اور ص ۶۹ اور ص ۷۱ میں سجاد بخاری کا ذکر موجود ہے لیکن نیلوی صاحب نے ص ۷۱ میں حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کے مسلک کے نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس خیانت کے مجرم حضرت نیلوی ہیں اور بس !

گرچہ میں سب سے آخر ہوا لاؤں وہ جو اگلوں سے ممکن تھا

سوال نمبر ۳ نیلوی صاحب نے جو تعظیم الاسلام کی عبارت نقل کی ہے تو اس کا کیا جواب ہے۔

الجواب - اس عبارت کا سماع عند القبور سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

کیونکہ اس عبارت میں یہ لکھا ہوا موجود ہے "یعنی خدا کی صفت سمع یا بصر میں کسی دوسرے کو شریک کرنا مثلاً یہ اعتقاد رکھنا کہ ظلال پیغمبر یا ولی ہمای تمام بانوں کو دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں۔ یا یہیں اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں۔ سب شرک ہے (تعظیم الاسلام ص ۱۲۶) "

قادرین کلام ! اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ نزدیک و دور سے برابر سُنا۔
 بندہ کی یہ صفت نہیں ہو سکتی۔ بندہ صرف نزدیک سے سُنتا ہے۔ دور سے
 نہیں سُن سکتا۔ کیونکہ بندہ عالم الغیب نہیں ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفت
 ہے۔ ہر جگہ سے دیکھنا چاہے قریب ہو یا بعید۔ بندہ کی یہ صفت نہیں ہو سکتی۔
 بندہ صرف قریب سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہے۔ نزدیک سے
 سُنا و نزدیک سے دیکھنا یہ شرک نہیں خود نیلوی صاحب کا بھی یہی اعتقاد
 ہے کہ بندے نزدیک سے دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو نیلوی صاحب
 مشرک اعظم شمار کئے جاتے۔ یا تو نیلوی صاحب بے چارہ کو اردو کے راسخ مسلم
 الاسلام کی اُردو عبارت ہی سمجھ نہیں آئی۔ اس لئے اپنی جہالت کی بناء پر اس بقدر
 کو پیش کیلئے۔ یا دجل و فریب سے حق میں ملامت کرنے کا ارتکاب کیا جو شخص
 اُردو عبارت (جو اپنے مطلب میں واضح ہے) سے دھوکہ دینے کی جرأت کرتا ہے۔
 وہ قرآن مجید و حدیث شریف و دیگر عربی عبارات کے مطابق بیان کرنے میں کس قدر
 دیانت و امانت کا مظاہر کر سکتا ہے۔ عہد چر دلاور است دُر دے ککف چراغ
 دارد ! حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ جو کفایت
 سوال نمبر ۱۹۱ | المفتی ص ۱۹۱ ج ۱ باب العقائد میں موجود ہے۔ جس میں حضرت
 حضرت نبی اکرم صلی علیہ وسلم کے سماع عند القبر و حیات فی القبر کا ذکر کیا گیا ہے
 نیلوی صاحب اس کا کیا جواب دیں گے

الجواب | اگر نیلوی صاحب کے اندر ذرہ بھر دیانت و امانت ہوتی۔ تو وہ
 اپنے جھوٹ سے رجوع کر لیتے۔ اور صاف اعلان کر دیتے (أَلْتَنُ حَصَصْتُ لِمَنْ
 اب حن ظاہر ہو گیا ہے حق کا بول بالا جھوٹ کا منہ کالا میں نے اپنے استاذ مفتی اعظم ہند
 پر بہتان باندھا تھا اور جھوٹ بولا تھا۔ میرا عقیدہ وہ نہیں جو میرے استاذ مفتی
 اعظم کہتے ہیں۔ اب میں جھوٹ بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اور وہی عقیدہ اختیار کرتا ہوں
 جو میرے استاذ مفتی اعظم کا کفایت المفتی ص ۱۹۱ میں درج ہے۔ مگر نیلوی صاحب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَهُ فَسَوْءَ الْحَقِ



عقائد علمائے دیوبند

نور اللہ مرقدہ

اور

مسئلہ عام موتی



محمد انور الدین صاحب
کراچی

أُولَئِكَ أَصْلَافٌ فَجَسَدْنِي بِشَيْبَتِهِمْ
إِذَا جَمَعْتَنَّا يَا عَسِيدُ الْجَبَابِغِ



جمعیت اشاعت التوحید و السنّت پاکستان

۱۰۲۵ پریم جیجہ دکنیہ مرقدہ

۵۔ حافظ احمدؒ حضرت محمد انور شاہ کشمیریؒ کا مسلک

آپ فرماتے ہیں کہ ضابطہ قوی ہے کہ کفر سے نہیں سنتے اور وہ مواقع اس ضابطہ عدم مباح سے مستثنیٰ ہیں جن میں شمس سے مردوں کا شناہ ثابت ہے۔

۱۔ اِنَّ الشَّاهِدَةَ اَحْكَمُ عَدَمِ الْبَيِّنَاتِ لَكِنَّ الْمُسْتَفْتِيَّاتِ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ
(فتاویٰ اللہ شہ ۳ ص ۲ ج ۲ ص ۱۰۹)

ترجمہ: جبکہ ضابطہ قوی ہے کہ کفر سے نہیں سنتے۔ لیکن مستفتیات اس باب میں بہت ہیں۔

۶۔ فقہی الامت مولانا مفتی کفایت اللہؒ کا مسلک

صنف مفتی صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی آدمی کا قبر پر سلام کرنا اور یہ کہنا کہ وہ سنتے ہیں درست نہیں

الہیہ علیہم السلام کا مسلمان نہ ہے۔ (محمد کفایت اللہؒ کان اللہ لاہ دہلی)

صنف مفتی صاحب کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا یہ فتویٰ احقر کے پاس موجود ہے۔

صنف مفتی صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

۲۔ حنفیہ تو عقین کے قائل نہیں کہ جو ان کے نزدیک سابع موتی ثابت نہیں۔ جو لوگ سابع کے قائل

ہیں ان کے نزدیک عقین مفید ہے۔ اور اگر کوئی کہے تو اسے روکنا بھی نہیں چاہئے۔ معتزلہ کے نزدیک

چونکہ مردوں کا زندہ ہونا بھی صحیح نہیں ہے اس لئے وہ بھی عقین کے قائل نہیں۔ حنفیہ وجود عدم سابع اموات

کے قائل ہونے کے عقین کے خاتمہ کے قائل ہیں۔ خواہ مردہ مٹنے یا نہ مٹنے یعنی اسے ذکر کا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہؒ کان اللہ لاہ دہلی کفایت اللہ ج ۲ ص ۱۰۹

مدرسہ امینیہ۔ دہلی کے نائب مفتی مولانا صیب الرحمن ص ۱۰۹ ایک سوال کے جواب میں عقین مینت

بہر حق کو اہل سنت کے نزدیک مشروع بلکہ مستحب لکھا تھا۔ یہ فقہی کفایت مفتی جلد ۱ ص ۱۰۹ پر

موجود ہے۔ خانقاہ امدادیہ خاندان بیون کے مفتی مولانا عبد الکبیر صاحب گنہگونی نے مفتی کفایت اللہؒ کی خدمت میں

۱۰۴
مردود شدہ

۵۔ حافظ احمدؒ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا مسلک

آپ فرماتے ہیں کہ ضابطہ قوی ہے کہ کُترے نہیں سنتے اور وہ مواقع اس ضابطہ عام سے مستثنیٰ ہیں جن میں مخصوص سے مردود کا سننا ثابت ہے۔

۱۔ اِنَّ الضَّالَّةَ اِنَّهَا هُوَ عَذْرُ الْبِطَالِ لَكِنَّ الْمُسْتَفْتِيَّاتِ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ

(فتاویٰ اللہ رشید، ص ۲۷۲ ج ۲ ص ۲۸۹)

ترجمہ: جبکہ ضابطہ قوی ہے کہ کُترے نہیں سنتے لیکن مستفتیات اس باب میں بہت ہیں۔

۶۔ فقیہ الامت مولانا مفتی کفایت اللہؒ کا مسلک

۱۔ ذکر کیا اس میں دلیل ہے: یعنی خدا تعالیٰ کی صفت صبح یا نہر میں کسی مرد سے کہ شوک یا کنٹا یا پتھر کرنا کو فلاں پتھر یا دل ہمارا تمام باتوں کو دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں۔ یا ہمیں اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں۔ سب ٹھیک ہے۔ (تعلیم الاسلام ۳۶ ص ۳۱)

حضرت مفتی صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

۲۔ حنفیہ قوتیں کے قائل نہیں کہ کوئی ان کے نزدیک صاحب موقی ثابت نہیں۔ جو لوگ صاحب کے قائل ہیں ان کے نزدیک یقین منہ ہے۔ اور اگر کوئی کہے تو اسے روکن بھی نہیں چاہئے۔ معتزلہ کے نزدیک چونکہ مردود کا نہ ہونا ہی صحیح نہیں ہے اس لئے وہ بھی حنفیہ کے قائل نہیں۔ حنفیہ باوجود عدم صاحب موات کے قائل ہونے کے یقین کے فائدے کے قائل ہیں۔ خواہ مردود نے یا نہ نے یعنی اسے ذکر کا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کا انشاء لا کفایۃ الخ ج ۲ ص ۶۷

مدرسہ امینیہ، دہلی کے کتاب مفتی مولانا صاحب المرسلین صاحب نے ایک سوال کے جواب میں یقین منیت یہ لفظ کو اہل سنت کے نزدیک مردود بلکہ مستحب کہا تھا۔ یہ قطعی کفایت لہذا جلد ہمارے صفحہ ۶۷ پر موجود ہے۔ خانقاہ امدادیہ خاندان بیہمن کے مفتی مولانا عبدالحکیم صاحب گھنٹوٹی نے مفتی کفایت اللہ کی خدمت میں

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَعْلِيقُ الْقُرْآنِ



جلد : ۱۹

عدد : ۱۱

محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطبوعہ نومبر ۱۹۸۱ء

- تلیحات : مدیر نیا براہمد بنجادی ②
- تفسیر : شیخ القرآن ربیعہ بنجادی ③
- ارشاد الاصلحہ : مدیر ابراہیم بنجادی ④
- تعارف کتب : مدیر نیا براہمد بنجادی ⑤

مدیریت خط و کتابت :

نیا براہمد بنجادی ————— محلہ سراج گنج حافظ آباد (دگر بازار)

رسالہ ۱۵۰ روپے — — — — — فی شمارہ ۵۰ روپے

مکمل کراڑا پیش کرنے سے فراز ظاہر ہیں اور پندرہویں سے چھپا کر دفتر ماہنامہ تفسیر القرآن اور پندرہویں سے نکلا

قریب برو (مفتی امیران ص ۲۵۷)

نصری بگڑ فرماتے ہیں،

۲۔ فالقول الثابت ان اجزاء البدن من الميت لا صاع لها ولا شعور

ولا فخر ولا سرور فی السجود (تجوید ص ۲۱۰)

(ترجمہ) پتہ بات یہ ہے کہ اجزاء میت کے جڑا رہیں سننے کی صلاحیت نہیں اللہ بزرگ
میں ان کو شعور اور فخر اور سرور حاصل ہے۔

۵۔ حافظ الحدیث حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری کا
ملک:

آپ فرماتے ہیں کہ ضابطہ قرینی ہے کہ فرمے نہیں گئے اور وہ مواقع اسی ضابطہ عدم صاع
کے مستثنیٰ ہیں جن میں نفوس سے نکلنے کا سنا ثابت ہے

۱۔ ان الضابطۃ اما موعود صاع لکن المستثنیات فی هذا

(باب کثیرہ) فتح الملہم شریعہ ص ۲۷۹
دوسرے ایک ضابطہ قرینی ہے کہ فرمے نہیں گئے بلکہ اسی باب میں مستثنیات

ہست ہیں۔

۶۔ فقیہ الامت مولانا مفتی کفایت اللہ کا مسلک:

حضرت مفتی صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں،

۱۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی آدمی کی قبر پر سلام کرنا اللہ پر ہونا کہ وہ سنتے ہیں،

درست نہیں۔

(محمد کفایت اللہ کان افلا، دہلی)

حضرت مفتی صاحب کے اپنے اقدسے لکھا ہوا یہ فتویٰ احقر کے پاس موجود ہے حضرت
مفتی صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔
 قُلْ أَحْيَاؤُ زَكِّرُونَ لَا تُفْضَلُونَ
 جعجع العلمی القلوب انکون
 فلا تفرحوا بآفتابا المرجال

المستی بہ

مسالك العلماء

حياة الأبيّة

مُصَنَّفًا وَمُؤَلَّفًا

حضرت محقق العلماء علامہ شمس الدین حسام الدین خلیلہ العالی

نَاشِر

قاری بشیر احمد و مولوی عبدالحجید کوثر

(ملنے کا پتہ)

مکتبہ ربانی نئی آبادی شاہد کرا
 متعلّق بین ماہ
 (قیمت ۳ روپے) لاہور

سے ٹھیل میری نفل حاجت پڑی کہ تو کیا مانو ہے یا نہیں قبر پر جا کر ایسے دعا کر سکتے ہیں
 اور امام فرض نماز کے بعد دعا پکار کر کہیں یا آجستہ پکار کر دعا کرنی چاہتے ہیں۔ یہ نہیں غایت
 اور دعا صرف وغیرہ میں جو کلمہ ہے مومن جس کی نفل ٹھیک ہے یا نہیں۔ جیسا کہ میں وغیرہ
 کیسی ہے کس طرح تقسیم کرنی چاہئے کئی خاص دن مقرر ہے یا نہیں۔ دعا کے لئے کئی کلمہ تو
 نہیں اس کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے لوگوں نے اپنی دلت سے بنالی ہے یا کئی ثبوت اور کون
 اس کے مستحق ہیں قبروں پر چلا جانا اور دعا پڑھنا وغیرہ دعا اور اس کا کلمہ کیا ہے قبروں پر
 بکریا کئی اور چیزیں کون کیا ہے قبروں پر کلمہ کون کیا ہے دعائیں کے لئے ختم پڑھ کر مرگ کو بچانے
 یا ہر روز دعائیں کون کیا ہے مہربانی کر کے قبر پر کرو تا کہ ایمان نہ ہو جو باوجود
 اس کے جواب میں حضرت دعا تو پڑھ لیتے ہیں۔

الجواب

انبیاء علیہم السلام دعا کرتے ہیں کہ ان کو ایک ہفتی نصی حاصل ہوتی ہے ان کی قبر منظر
 کے قریب کھڑے ہو کر ان کو سلام عرض کرنا جائز ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا اللہ کسی دلی کی
 قبر پر سلام کرنا اللہ یہ سمجھنا کہ وہ سنتے ہیں درست نہیں کسی قبر پر بیت کو اس میں سے کلمہ
 کہ یہ ضرورت ہے یا نہیں ان سے حاجتیں طلب کرنا شرک ہے۔ یہ سمجھنا کہ ایسے دنیا کے
 انسان ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ خدا تعالیٰ پر ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ خدا تعالیٰ سے
 محو ہوں ہر بندے کی حاجت سنتا اور دیکھتا ہے اور حاجت رد دلی کرتا ہے قبر پر۔ جا کر
 اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور یہ سمجھنا کہ اللہ اس بزرگ کے نفل سے مراد کلام اللہ ہے
 کہ وہ اس سے دعا کرے۔

امام فرض کے بعد دعا آجستہ مانگے یا زور سے سہاں ہے بہتر ہے کہ آجستہ دعا
 مانگے کہ یہ بھی کرنا بدعت ہے۔ قبروں پر چراغ جلانا اور چراغ چھوٹا نا ماننا اور بدعت
 ہے۔ ان قبرستان میں لوگ آتے جاتے ہیں تو ان کے لئے راستہ میں چراغ جلانا حرام

ہے۔ قبول کو مجید مکرنا حرام ہے۔ مرد مل کو ثواب بخشے کے لئے جہرات کا دل مخصوص نہیں ہے جس دن پہلے جہنم ہے۔ محمد کا ایسا مکان اللہ دہی۔



یہ فتویٰ پوری جہاد مجید صاحب مل کو خیر و دکان کے پاس کو دہے اندھم نے ہی اس سے نقل کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم کا دوسرا فتویٰ۔

راست فقا

کیا لڑتے ہیں ملہ کر اس باہ میں کہ خط لکھتا ہے نہ حضرت سے ملہ ملہ دہی و ملہ لکھی قبیلہ بنو عدیہ ذہبی اس خط غیری کے ساتھ زندہ ہی کیا ہے۔

الجواب

حضرت کی ایک قسم کی حیات برزخی حاصل ہے جس کی کیفیت خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن حیات دنیوی کہنا صفات اہل سنت و الجماعت ہے۔ اس فتویٰ کی نقل میں مولوی محمد امیر صاحب ہند یلوی سے کچھ ہے اصل میں اس فتویٰ میں اصل مان سے دریافت کر لیا جاوے۔

دوسرا طبقہ

اس طبقے میں ہم صرف المہند کا ذکر کرتے ہیں جس کا بہت کچھ چچا جہاد سے معاصر رہے کہ رکھا۔ ہے اور چونکہ ہم نے اپنی اس کتاب میں اودار اور طبقات جہاد تقدم دسترخوانی علماء اکرم کے میں بنائے بلکہ جہاد ان کے سندیات نظریات انسان کے مسئلہ حیات الانبیاء کے قومیات کے بنائے ہا، اور پہلے طبقے میں ہم نے جن الابر کی حیات ملٹی کی ہیں ان میں حیات کے ساتھ ذہیر

سے حق قبول کرنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔ ۷

نبرہ اول و معمول میں اگر ایک ہکا و فاکرتے قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے
نوٹ: مولانا سید ابوالخیر صاحب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ ادھر اور
 نقل کیا ہے اس فتوے میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: "قبر پر جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا
 کرنا اور یہ کہنا کہ یا اللہ اس بزرگ کے طیف سے میرا فلاں کام پورا کر دے یہ مباح ہے
 : دیکھئے مسالک العلماء (طبع اول ص ۱۲) اس لئے راقم الحروف: ماہنامہ تعلیم القرآن
 نومبر ۱۹۸۱ء و راقم حقاہ عماد دیوبند (نور اللہ مراد رحمہ) اور سماع موتی طبع اول اور طبع دوم
 محرف شدہ اور مسالک العلماء کے صفحات کا عکس) قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر
 کی ادنیٰ کوشش کر رہا ہے ۸

امید یک قارئین کرام ان صفحات کے ملاحظہ کرنے سے نیلوی صاحب کی دیانت
 اور امانت سے بخوبی واقف ہو جائیں گے۔ اور اس جھوٹے فتوے کی حقیقت بھی اپنے آپ
 سے بوجھ جائے گی۔ جو نیلوی صاحب نے اپنے استاد محترم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت
 اللہ صاحب کے متعلق غسوب کر رکھا ہے۔ کہ "اس شخص کا یہ اعتقاد ذکر مومن و غیر
 کی ہوا انہیں آنکھوں اور اہمیں کانوں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہے" صحیح نہیں
 اس نے پیچھے نماز نہیں پڑھتی "محمد کفایت اللہ کان اللہ" اس جھوٹے فتوے کی
 مفصل تردید اپنے مقام میں ملاحظہ کریں ۷

۱ میں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں یہ دھوکہ بازی کر رکھا
 نیلوی صاحب ندائے حق ص ۲ میں عنوان قائم کرتے
خیانت نمبر ۲ امیر امام الاولیاء حمید الدین ناگدئی دپھر نیلوی صاحب غائب
 پکار وغیرہ کے بارے میں حوالہ نقل کرتے ہیں جس کا سماع عند القبر سے کوئی تعلق
 نہیں اور عبارت میں حاضرہ کا لفظ نفا۔ نیلوی صاحب نے خیانت کرتے ہوئے
 اس کو کاٹ دیا ہے جو اھر التوحید ص ۲ میں اصل عبارت موجود ہے (ان
 ۱۰ دا حرمہ حاضرہ) (اور عبارت کا ترجمہ یوں ہے) اور ان مشرکین میں سے

کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو انبیاء اور اولیاء کو حاجات و مشکلات میں اس اعتقاد سے پکڑے ہیں کہ ان کی روحیں حاضر میں پکار رہی ہیں۔ اور ان کو حاجات کا علم ہے اور بہترین شریک اور مرتبہ جہالت ہے (جو اسر التوحید ص ۲۷)۔ اس لئے راقم الحروف جو اسر التوحید کے فائیل اور اس صفحہ کا عکس آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ نیلوی صاحب کیسی کسی خیانتیں کرتے ہیں۔

شیخ کی صلوات پر ہرگز تو انکا ادا نہ ہو سکتا۔ خانہ قصاب میں بھی روز و شب تکیہ ہے نیلوی صاحب کہتے ہیں (۲) قول ابن زناغوی وابن جریر و طائفة خیانت نمبر ۱ | سوال۔ مرن بدن سے ہوتا ہے۔ بلا اعادہ روح (شرح الصدائے حق ج ۱ ص ۱۶)۔

”تأمین کلام: نیلوی صاحب نے اس عبارت سے نقل کرنے میں کئی خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے (۱) مثلاً ابن زناغوی بدعتی اور معتزل ہے (لسان المیزان ص ۲۴ ج ۳) نیلوی صاحب نے اس بات کو چھپا کر خیانت کا ارتکاب کیا ہے (۲) اصل عبارت یوں تھی: ”قول طائفة منهم ابن الزناغوی و حکم عن ابن جریر“ ابن زناغوی اس گروہ سے ہے اور ابن جریر سے حکایت کیا گیا ہے۔ ”حکم“ جہول کا صنف ہے جو ضعف و تخریص پر دلالت کرتا ہے مگر نیلوی صاحب نے ابن جریر کا مذہب بنا دیا ہے۔ (۳) پھر عبارت کے آخر میں تھا ”و هو غلط“ یہ مذہب غلط ہے۔ نیلوی صاحب نے اس کو بھی مفہم کر لیا۔ اور طو کا رنگ نہ لیا (۴) اصل حوالہ دیکھنے کے لئے تسکین الصدور طبع دوم ص ۱۷۱ تا ص ۱۷۲ ملاحظہ کریں (۵) لہذا غرض میں یہاں سینکڑوں ذہن بھی پھریں اگر فرمایا میں رہتا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر ”نیلوی صاحب حق جہول و ثانی ص ۱۷۱ میں امام بخاریؒ کے قول: ”و یقال“

خیانت نمبر ۲ | جر جہول کے صنف سے ہے کہ ترجمہ نیلوی صاحب نے کہتے ہیں۔ کہ وہ یہ ہے۔ حالانکہ کہتے ہیں۔ ترجمہ یقولون کا ہے۔ جو مضارع معلوم مع مذکر کا صنف ہے۔ چونکہ جہول کا صنف ضعف و تخریص پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ خود نیلوی صاحب نے اس کا اقرار کیا ہے (نیلوی صاحب ج ۱ ص ۱۶) و جہولاً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(قرآن حکیم)

جواہر التوحید

افادات

شیخ القرآن حضرت مولانا علامہ اللہ خاں علیہ السلام

ترتیب تالیف

سید ابوالاحمد سجاد بخاری

کتابخانہ رشیدیہ مبارکیٹ ۰ راولپنڈی
پاکستان

۳۰۔ امام محمد بن شہاب بزازی 'علامہ ابن نجیم' علامہ عبدالرحمن آفندی اور مولانا عبدالحی کسوفی رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔

من قال انت ارواح
المشايع حاضرة تعلم
يكفر (نادی بزانیہ ص ۱۳۲) ابو الراق
ج ۵ ص ۱۳۲ مجمع الانہر ج ۲ ص ۶۹
مجموع نادى ج ۲ ص ۵

۳۱۔ حضرت مولانا قاضی حمید الدین ناگوری اساذ خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی فرماتے ہیں۔

ومنهم الذين يدعون
الانبياء والاولياء عند
المحاشي والمصائب
باعتقاد ان ارواحهم
حاضرة تسمع النداء
وتعلم المحاشي وذلك
شرك قبيح وجعل صريح
(تفہیم المسائل - بحوالہ ترویج)
۳۲۔ طاحین شہاز فرماتے ہیں۔

واذ كلمات كفر استندا
كردن اموات فابان را بگمان
آنكه حاضرند - مثل يارسول الله
اور فوت شدہ بزرگوں کو یہ سمجھ
کر پکارنا کہ وہ حاضر ہیں اور
پکارنا کہ وہ ہیں (مثلاً دیوں کہنا)

اس لئے نیلوی صاحب نے خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے اس کو صحیح مذکر معلوم کے
میغز کے ساتھ بدل دیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ۷

خامہ انگشت بدندان آگے کیا کھینچے ناطقہ سر برگ بیان ہے اسے کیا کہیے
نیلوی صاحب حضرت استاذ مکرم شیخ الحدیث صاحب
خیانت نمبر ۵ دامت برکاتہم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں آپ تو دیوبند

کے مدعی ہیں۔ بریلویر کے پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے ہمارا استدلال ہی بیان کیا جب
دنیا میں سیمع لیبیدی ثابت نہیں۔ تو حیات برزخی میں کیونکر سوسکتا ہے (مکتوبات
طینہ مندے حق طبع اول ص ۹۲ و ص ۹۳۔ نیلوی صاحب نے اس حوالہ کو دوبارہ ندائے
حق جسزہ ثانی از جلد اول ص ۲۵ میں بڑی مدوشد کے ساتھ لکھا ہے۔

قارئین کرام! نیلوی صاحب نے بہت بڑی خیانت کا ارتکاب کیا ہے یہ عبادت
حضرت شاہ صاحب گولڑوی کی نہیں ہے۔ بلکہ یہ سائل کا سوال ہے۔ اتنی بڑی
خیانت تو شاید شیطان بھی نہ کرے ۷

شیخ و شیطان خصلت میں یکتہ گرچہ شیطان شیخ سے کچھ نیک ہیں!
نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ علماء علم عقائد کا موقف بظاہر
خیانت نمبر ۶ قارئین نے شرح فقہ اکبر ص ۱۵۹ میں کہا ان المیت لا یسمع

بنفسہ۔ مردہ اپنے آپ کچھ نہیں سنتا (ندائے حق ص ۲ ج ۲ و شفاء الصدہ
طبع اول ص ۶۵)

قارئین کرام! نیلوی صاحب کا حضرت ملا علی قاری کو مسکنین سماع موتی
میں شامکنا اور اس عبادت سے دھوکہ دینا نہایت بددیانتی و خیانت ہے۔ کیونکہ ملا علی
قاری سماع موتی کے قائل ہیں۔ اور خود نیلوی صاحب نے بھی کئی مقامات پر اس کا اقرار
کیا ہے۔ اس کی تفصیل باب التعارضات میں مذکور ہے۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۵۹ کی اصل عبارت
یوں تھی۔ والموصل للثواب الی المیت هو اللہ سبحانہ لان المیت لا یسمع
بنفسہ! میت کی طرف ثواب پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ میت بالذات

د خود بخود نہیں سُنتا۔ اصل جبلت میں سے کچھ کاٹ کر خیانت کر کے نیلوی حُسن نے دھوکا قریب سے کام لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔ آمین

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ (صاحب تسکین کے پیرو مشد
خیانت نمبر ۷ | حضرت مولانا حسین علیؒ فرماتے ہیں) حاصل یہ ہے کہ جسم
 تو بالکل زندہ نہیں ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے۔ کہ آیا رُوح مع النفس ہے
 یا محض رُوح۔ رُوح آگ کی مثل ہے اور نفس کی مثل..... اور حق بات یہی ہے
 (بلغۃ الجوان ۱۵) (ندائے حق طبع اول ۲۲)

نیلوی صاحب نے یہاں ایک بہت بڑی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ حضرت
 مولانا حسین علیؒ صاحب کی پہلی عبارت جو نیلوی صاحب کے عقیدہ کے خلاف تھی۔ اس
 کو نقل ہی نہیں کی۔ چنانچہ اصل عبارت یوں تھی۔ تو اسی میں نزاع ہے۔ آیا حیوۃ فقط
 رُوح کے واسطے ہے یا رُوح مع الجسد۔ پہلے معنی کی تائید میں ہے (قول رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم) ارجاع الشہداء فی حواصل طیر خضر اور لفظ بیز قون کا دوسرے معنی
 کو تائید دیتا ہے الخ ! یہ ساری عبارت نیلوی صاحب نے خیانت کرتے ہوئے چھوڑ
 دی ہے۔ کیونکہ اس میں مراعات ہے کہ قرآن پاک کا لفظ یُسُوْزِقُوْنَ حیات رُوح مع الجسد
 پر دلالت کرتا ہے۔ چونکہ نیلوی صاحب حضرت عائشہؓ کے واقعہ سماع موتی میں کہتے
 ہیں کہ آیت کو اپنی حاکم پر قرار دیکھا اور حدیث میں تاویل کی جلئے۔ (دیکھئے ندائے حق
 ۱۵ ج ۲) اور یہاں نیلوی صاحب قسداً چھوڑ کر تاویل کر کے حدیث پر عمل کرتے
 ہیں۔ اس لئے نیلوی صاحب نے اس عبارت کو نقل نہیں فرمایا۔

چہ دلا و راست دُزد سے کہ بکف چسراغ دارد

نیلوی صاحب محدث محمد بن جریر طبری کے متعلق لکھتے
خیانت نمبر ۸ | میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ کان سُنیّا من الثّمۃ
 الاسلام..... فیہ تشیع و موالاتہ لالتضر (میزان الاعتدال ۲۵ ج ۳)
 ندائے حق طبع اول ۲۱۔

قارئین کرام! خط کشیدہ الفاظ کا سیما من ائمتہ الاسلامیہ میزان الاعتدال
 میں بالکل نہیں ہیں۔ نیلوی صاحب زبردست خائن ہیں جس طرح الفاظ کو عبارتوں میں لٹکا
 دیتے ہیں۔ اسی طرح عبارتوں میں بڑھا دینا الفاظ کا اکن کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے یا
 نیلوی صاحب کو یہ اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ کھینے کے وقت مجھے پوش نہیں ہوتا۔۔۔۔۔
 یک رہا ہوں جنوں میں کیا کچھ خدا کرے کہ کچھ نہ سمجھے کوئی
 قارئین کرام! نیلوی صاحب کی خیانتیں اور بھی ہیں۔ مگر اسی پر اکتفا کرتا ہوں!۔۔۔
 طالب دنیا کو اکبر کس طرح سمجھوں میں خضر خود جو گم ہے فکر میں دُہ را بنہا کیونکر بولا

باب المفوت

نیلوی صاحب کی یادگوئیاں

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ مرزا یوں کا ہے | نیلوی صاحب لکھتے ہیں حیات النبی کے بارے میں مرزا یوں کا عقیدہ !

ایک مرزائی نے اپنی تصنیف "احمد صادق" ص ۹۹ میں مرزا قادیانی کا حکم نقل کیا ہے جس میں سے ایک یہ مصرعہ بھی ہے (ط کا ملا حق اندوز زید زریں) یعنی جتنی کا مل ہستیاں ہیں اولیاء، صلحاء، شہداء، صدیقین، اور انبیاء یہ سب کے سب زمین کے نیچے (قبر) مدفون ہیں؛ زندہ جاوید رہتی ہیں۔ (ہدائے حق جزء اول ص ۴۲) نیلوی صاحب اس عبارت سے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ رکھنے والے مرزا یوں کے ہم نوا ہیں (لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

حالانکہ مرزا قادیانی کا عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں صراحتاً ازالۃ الالہام تحقیق کلاں ص ۱۱۱ میں موجود ہے (اور یہ خیال کہ انبیاء زندہ ہو کر قبر میں رہتے ہیں صحیح نہیں ہے ہاں قبر سے ایک قسم کا ان کا تعلق باقی رہتا ہے اور اسی وجہ سے وہ کشف طہ پر اپنی اپنی قبروں میں نظر آتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ وہ قبروں میں بوسے ہیں بلکہ وہ ملائک کی طرح آسمانوں میں جو بہشت کی زمین ہے اپنے اپنے مرتبہ کے موافق مقام رکھتے ہیں۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نیلوی صاحب کا عقیدہ مرزا قادیانی سے بعض شقوں میں موافقت رکھتا ہے۔

۱۔ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔

۲۔ اس زمین عرفی میں زندہ نہیں۔ بہشت کی زمین میں زندہ ہیں۔

۳۔ جس طرح مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہو کر اپنے

جسدِ عفری سے آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح نیلوی صاحب کا عقیدہ بھی نیلوی صاحب کی اپنی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ ص ۱۹ میں فرمایا ہے۔ کل موضع قبر مقبرہ فہو قبرہ۔ یعنی ہر ایسی جگہ میں میت قرار پکڑتا ہے (علین یا سین) وہی اس کی قبر ہے (القول المرعی فی القبر الشرعی ص ۲) نیلوی صاحب کہتے (البتہ روح نکل جائے تب اسے آدمی یا انسان نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ میت ہے فلاں بندے کی نعش (لاش) ہے (ندائے حق جلد اول ص ۲۵) نیلوی صاحب نے ملا علی قاریؒ کے حوالہ میں ابن القوسین (علین یا سین) کا اضافہ کر کے اپنا پورٹیدہ عقیدہ ظاہر کر دیا ہے کہ میت کا جسدِ عفری علین یا سین میں جاتا، اور اس قبرِ عفری میں نہیں ہوتا اور یہی کچھ مرزا قادیانی نے کہا ہے۔ معلوم ہوا دونوں کا پروگرام ایک ہے۔ یہ بزرگ کا حال ملتا آپ پر اس وقت مشکوک ہوا جب آپ جے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہی کچھ باغیاں میں برق و شر سے ملے پھر ادو گونی حضرت نانوتویؒ کے بارے میں نیلوی صاحب کہتے ہیں (پھر اب یہ سمجھائیں کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ آیا اسی متعارف معنی کی رُو سے موت نبی کے قائل ہیں یا موت کے کوئی اُمدنی لے رہے ہیں۔ اس معنی کو لے کر موت کا انکار نہیں ہو سکتا تو خاتم النبیین کی بھی قادیانی تفسیر اختیار کر کے ختمِ نبوت کا انکار نہیں ہو سکتا العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ (ندائے حق طبع اول ص ۶۲)

پر متفق ہیں کہ حضرت نبی مسلم بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ سب انبیاء پر یہ
گھڑی آکر رہی (ندائے حق طبع اول صفحہ ۲۵)

قارئین کرام! نیلوی صاحب کی ان عبارتوں سے واضح ہو کہ حضرت نانوتویؒ موت
کے منکر میں یہ نفع قطعی کا انکار ہے جو کفر ہے۔ جس طرح ختم نبوت کا انکار نفع قطعی کا
انکار ہے جو کفر ہے جس طرح ختم نبوت کے معنی میں قادیانی تفسیر قبول نہیں اور کفر ہے
نہیں سچا سکتی۔ اسی طرح موت کے معنی میں نانوتویؒ تفسیر بھی قبول نہیں اور کفر
نہیں سچا سکتی۔ تعجب اور حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ اداھر نیلوی صاحب۔ حضرت نانوتویؒ
کو موت کا منکر قرار دیتے ہیں۔ جو نفع قطعی کا انکار ہے۔ پھر حضرت نانوتویؒ کو حضرت
محمدؐ الاسلام حضرت محمد قاسم نانوتویؒ کے القاب سے بھی یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ نیلوی
صاحب کہتے ہیں حضرت قاسم العلوم والخیرات کا فرمان واجب الادعان۔ حضرت
شیخ مشائخ مشائخ محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ دندائے حق جسند ثانی ص ۱۱۱ ج ۱
محقق اعظم حضرت شیخ شیخ شیخ مولانا محمد قاسم مدظلہ نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ
واسعہ وافرہ کا ملتہ صالفتہ بانی دارالعلوم دیوبند (ندائے حق جزء اول صفحہ ۲۵)
پھر نیلوی صاحب حضرت نانوتویؒ کا مسک بیان کرتے ہیں مگر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
بدستور زندہ ہیں۔ ممکن نہیں (حوالہ ہے) کہ ان کی حیات زائل ہو جائے (گویا آپ جی
لاموت ہیں) (ندائے حق جسند ثانی ص ۱۱۱) نیلوی صاحب کبھی حضرت نانوتویؒ پر فتویٰ
لگا دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حجتہ الاسلام حضرت نانوتویؒ بھی کہتے جاتے ہیں معلوم
ہوا نیلوی صاحب لوگوں کے خوف سے دوزخی چال چھتے ہیں۔ وزیر قمران حمید پر ان
کا ایمان نہیں ہے

خدا سے ڈرو اور مکر و فریب سے کلم نہ لو یا اسلام پہ چلنا یکویا اسلام کا نام نہ لو

نبی کی موت اور کفر کی موتیں کوئی فرق نہیں (معاذ اللہ) دور
انفہوت

میں فرق کرنا اعلان قرآنی کے خلاف ہے چنانچہ ارشاد ہوا انک منیت وانہم میتون

اے نبی تجھے مرنا ہے تو انہی بھی مرنا ہے۔ یعنی نفس موت میں سب شریک ہیں (ماہنامہ تعلیم القرآن دسمبر ۱۹۵۹ء ص ۵)

تائین کلام! جمیعت اشاعت التوحید والسنۃ کے مقام و خیالات کو اچھے طرح سمجھیں کہ یہ حضرات شان نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کس نظریہ کے حامل ہیں۔ حالانکہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کافروں کی موت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نسلوی صاحب نقل کرتے ہیں۔ (اور ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے۔ انبیاء اللہ لا یعوتون وکن ینفخون من دار الی دار۔ یعنی خدا تعالیٰ کے بجا نہیں مرنے بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل دیتے جلتے ہیں) (بدائے حق جلد اول ص ۲۱۹)

موت کے کئی معانی ہیں۔ عدم محض جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے، **حوالہ نمبر ۲** **كَيْفَ يُنْفَخُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ أَمَرَ أَوْ رُبَّ سَوَۃٍ اٰتٰهُ** اس طرح کہہ کر تھے ہر اللہ تعالیٰ سے ماہر اندک تم مرنے تھے۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب فاضل ہیں اسے اللہ صاحب ہم کو تو نے دودنہ فوت کیا ہے ایک تو عدم جیسا کہ کفر میں ہوتا ناخانیہ سے معلوم ہوتا ہے (بلغۃ الخیران ص ۱۹۳) نیند کو بھی موت کہا گیا ہے چنانچہ سہل سے بیدار ہو کر اٹھنے کی دعا میں آتا ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اٰخِیَافًا یُّدَ مَا اَمَاتَنَا وَرَحِمَ عَلَیْہِ سَبَّ اللّٰہِ تَعَالٰی** کے لئے ہے جس نے ہمیں موت سے زندہ کیا، اس نے علامہ ابن الہادی فرماتے ہیں (والحیۃ جنس تحتها انواع وکذا تک السموت ثابتات بعض انواع الحیۃ لا یمیزل اسم السموت کا الحیۃ البرزخیۃ واثبات بعض انواع السموت لا یمتا فی الحیۃ کما فی الحدیث العیم من البنی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اول استیعظ من النوم قال الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور) (العصار المنکی مطبوعہ لاہور ص ۲۹۵) موت اور حیات جنس ہیں ان کے تحت کئی انواع (قسمیں) ہیں پس بعض اقسام حیات کا ثابت کرنا موت کے نام کو زائل نہیں کرتا مثل حیات برزخیہ کے اور اسی طرح موت

کے بعض انواع (قسموں) کو ثابت کرنا حیات کے منافی نہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تھے تو فرماتے تھے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا مارنے کے بعد اور اسی کی طرف متفرق ہو کر جانا ہے اس عبارت سے ثابت ہوا کہ موت و حیات کا جمع ہونا منع نہیں ہے لہذا حضرت نانوتویؒ کو موت کا منکر قرار دینا اور فتویٰ لگانا بہت بڑی گستاخی اور دریدہ دہشی ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کی جمعیت اشاعت التوحید والسنّت نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ جس کے ص ۲ میں لکھا ہے (انبیاء علیہم السلام کی احوال مبارکہ حبیب ابدانِ مبارکہ سے جدا ہوتے ہیں تو اپنے مقام پر پہنچ گئے جلتے ہیں۔ موت کا منکر لا فر ہے۔

منافقانہ انداز میں یہ اشارہ و فتویٰ حضرت نانوتویؒ پر لاؤ کیسے (اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے) حالانکہ جناب مولانا قاضی شمس الدین صاحب حضرت نانوتویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں ہم آپ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں نہ (فکام بدھنم) آپ کے خلاف یا وہ گوئی کرتے ہیں۔ نہ گستاخی نہ آپ کے ادب و احترام کے خلاف کوئی حرکت کرتے ہیں اور نہ ہی آپ کے زبرد و تقویٰ بلیت۔ غلو میں نیت۔ جلالت شان و فضیلت علم میں محمد اللہ ہیں شک و شبہ ہے۔ آپ کی ذات گرامی تو برتر اور بالا ہے (القول الجلی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵) مولانا سجاد بخاری صاحب محفہ ابراہیم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں (یہ الزامات مسلسل غلط اور بے اصل ہیں شاہ صاحب دہلویؒ زندہ موجود ہیں۔ اب بھی ان سے دریافت کیا جاسکتا ہے کہ واقعی وہ سماع مولیٰ کے قائلین کو ابو جہل کا بھراؤ و مشرک سمجھتے ہیں۔ راقم الحروف نے بارہ تقریروں میں اور نجی مجلسوں میں شاہ صاحب کو یہ فرماتے سُنلے اور کئی دوسرے احباب بھی اس کے شاہد ہیں انہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ اور دیگر اکابر علماء حق کو اولیاء اللہ سمجھا ہوں۔ اور دل و جان سے ان کا احترام کرتا ہوں) آپ کے خیال میں یہ تمام علماء کرام سماع مولیٰ کے قائل ہیں۔ مگر شاہ صاحب نہ صرف احترام کرتے بلکہ ان کو اولیاء اللہ

سمجھتے ہیں۔ البتہ یہ درست ہے کہ شاہ صاحب سماع موتی کے ساتھ موتی کو مانتا
میں پکارنے والوں کو ابو جہل کا برابر مشرک کہتے ہیں۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن ستمبر
۱۹۶۸ء ص ۲۶) نیلوتی صاحب ایک فتویٰ ہے حضرت نانوتوی کے بارے میں کیا وہ
موت کے منکر ہو کر نفع قطعی کے منکر ہیں یا نہ اگر نہیں تو وجہ بتاؤ اگر نفع قطعی کے
منکر ہیں تو کیا وہ مسلمان ہیں یا نہ۔ جو شخص حضرت نانوتویؒ کو اولیاء اللہ میں سے مانے
یا ان کی ذات گرامی کو برتر و بالاتر سمجھے اس شخص کے بارے میں علم شرعی کیا
ہے۔ بنیوا توجروا

حوالہ نمبر ۳ | حضرت محدث بنوریؒ کہتے ہیں حضرت نانوتویؒ نے جس
انداز سے آپ حیات میں تفریق فرمائی ہے وہ بھی متغیر نہیں
ہیں۔ بلکہ امام غزالیؒ کے شیخ امام الحرمین غامسؒ میں کرچکے ہیں۔ اس کے بعد
قرطبی محدث اور امام سبکی نے اس کی تہذیب کی ہے اسوت انا نکمہ سکتا ہوں۔ ...
والسلام محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ ۱۴۰۹ھ ۲۹ جمادی الاولیٰ (ماہنامہ حنفیہ
حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر بات جنوری و فروری ۱۹۹۶ء مطابق رجب و شعبان
۱۴۱۶ھ شمارہ ۵۵ و ۵۶) ایڈیٹر مولانا محمد عبدالمجید القاسمی مرحوم سابق ایسر
جمعیت اشاعت التوحید السنۃ لاہور

حوالہ نمبر ۴ | علامہ علی قاریؒ فرماتے ہیں (قلت وقد قدما ان اللہ
لا یموتون کما شر الاحیاء بل ینتقلون من دار الفناء الی
دار البقاء وقد ورد بہ الاحادیث والا فہما وانہما حیاء فی قبورہما
المرقاۃ ص ۲۴ ج ۱۱) میں (علامہ علی قاریؒ) کہتا ہوں۔ ہم نے پہلے یہ بات بیان کر
دی ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر موت عام لوگوں کی طرح واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ
دار فناء سے دار بقا کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے اور
انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ حضرت نانوتویؒ اس عقیدہ میں متغیر
نہیں ہیں۔ حکیم آلامت حضرت محمد اشرف علی صاحب خالوچیؒ سے بھی اس عقیدہ کو

کو اپنی کتاب المسالح العقلیہ ۲۴۲ میں اختیار کیا ہے۔ اور شیخ الادب مفتی اعظم حضرت مولانا محمد اعجاز علی صاحب حاشیہ نوید البخلع دیاب زیارۃ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی عقیدہ اختیار کرتے ہیں۔ جو حضرت نانوتویؒ کا ہے۔ عربی سعادت ملاحظہ ہو فتلا صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ کمثل شمع فی حجرۃ اخلق بابہا فہو مستور من ہوا حارج الحجرۃ وکنف فردا کما کان بل انہد ولہذا الاحرام نکاح ازواجہ بعد لا صلی اللہ علیہ وسلم ولہذا یجوز احکام البیعات نیما شرک لانہما من احکام الصوفیہ۔ ۱۲۲ محمد اعجاز علی غفرلہ۔ نیلوی صاحب ان بزرگوں کے حق میں اپنی یادہ گوئی کا اظہار اس طرح کرتے ہیں بعض مفتی نانوتویؒ کے اندھے مقلد کہتے ہیں کہ آپ کی روح پر فتوح آپ کے جسم غفری کے اندر کا سمٹ گئی ہے باہر نکلی ہی نہیں (ندانے حق جزوہ اول ص ۵۶۹)، حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا محمد اعجاز علی صاحب کو حضرت نانوتویؒ کا اندھا مقلد کہنا نیلوی صاحب کی کمال درجہ کی حماقت ہے۔

بہسب ہمین خون شد و گر ہر جن چاک اسے دانے بہارے اگرایں است بہار یا وہ گوئی نیلوی، مابین سنوان علی قسمن یوں قائم کیا ہے ہندوؤں کا عقیدہ ان پلیمبول کی حیات کے بارے میں (ندانے حق جزوہ اول ص ۴۲) نیلوی صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ گویا حیات انبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ دراصل ہندوؤں کے عقیدہ سے ناخود ہے (معاذ اللہ)۔

دل کے پھیرے جل اٹھے سینہ کے داغ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چہرا غ سے یا وہ گوئی فترۃ مقلد حیات انبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے وہ کھینچے ندانے حق جزوہ اول ص ۴۲ نیلوی صاحب اس حوالے سے بھی یہی تاثر دینا چاہتے ہیں کہ عقیدہ حیات انبی صلی اللہ علیہ وسلم مقلد جمہور اور مقلد کا ہے لہذا حیات انبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل مقلد ہیں معاذ اللہ!

یا وہ گوئی عقیدہ حیات انبی صلی اللہ علیہ وسلم مخلص الی الشریک ہے (معاذ اللہ) (دیکھئے ندانے حق جزوہ اول ص ۵۸۸)۔

یا وہ گوئی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم غالبول کا عقیدہ ہے (مذا اللہ)

(ندائے حق ججزء اول ص ۳۲، ص ۳۳۹)

یا وہ گوئی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ال بدعت و روافض کا ہے تفصیل
در بحث ندائے حق ججزء اول ص ۲۵، ص ۳۳، ص ۳۳۹

لیکن زمین میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر رافضی قسمہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہوتا تو حضرت فاطمہؑ کے لئے میراث (و باغ نیک) کا مسئلہ کیوں کھڑا کرتا نیلوی صاحب خود کہتے ہیں (مسک الیٰ حق میراث کا مطالبہ کرنا خود دلیل ہے۔ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حق ججزء اول ص ۲۵) نیلوی صاحب آگے چل کر اس کا افسرہ مزج الفاظ میں کرتے ہیں۔ کہ شیخ مفتی متفق ہیں اس مسئلہ میں (و بھیجے ندائے حق ججزء اول ص ۳۳) نیلوی صاحب کے مطابق نیلوی صاحب شیخ کے مسئلہ میں موافق ہیں۔ لہذا نیلوی صاحب شیخ بن گئے ہیں (و کہ کفہ جس باہم جنس پرواز یا وہ گوئی حیات جسد عنصری ثابت کرنا خام لوگوں کا کام ہے (ندائے حق ججزء اول ص ۳۳) حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی تفسیر معارف القرآن ص ۳۹ ج ۱ سے نیلوی صاحب یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ سلامت جسم کے علاوہ اس حیات برزخی کے کچھ آثار ظاہری احکام پر بھی پڑتے ہیں۔ مثلاً ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ ان کا زواج دوسروں کے نکاح میں نہیں آسکتا۔ نیلوی کہتا ہے کہ یہ آثار جو ظاہری احکام پر پڑتے ہیں۔ ان سے حیات جسد عنصری پر استدلال کرنا خام لوگوں کا کام ہے (ندائے حق ججزء اول ص ۳۳) نیلوی صاحب کے نزدیک حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب خام لوگوں میں سے ہیں۔

بھرتو یہ مصادروں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب تک محدود نہ دیا۔ بلکہ حضرت تھانویؒ ثیمات شہداء کی آیت کے تحت یہی بات کہتے ہیں (ایا اقرن مثلاً) اور اسی طرح حضرت نانوتویؒ آب حیات میں یہی بات کہتے ہیں اور حضرت مولانا مفتی

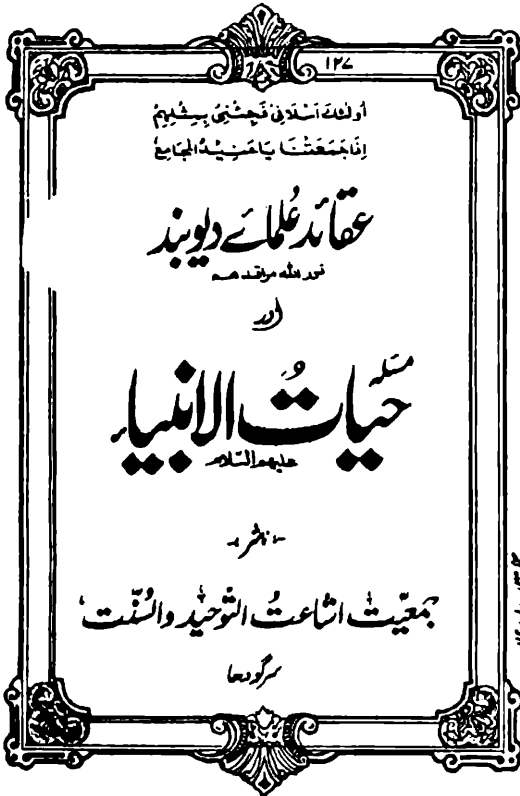
اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمن صاحب فرماتے ہیں (حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس مسئلہ کی پوری تحقیق آب حیات معصنہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ میں مذکور ہے اس کو دیکھ لیں (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۳۹، ۵۰) اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں (ولات النبیین ہلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لہما کالوا حیاء فلا معنی لتوریث الا حیاہ منہمہم) (الکتاب الدینی ص ۱۴) اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام چونکہ زندہ ہیں تو زندوں کی وراثت تقسیم کرنے کا کوئی مقصد ہی نہیں۔ اور حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ تفسیر مظہری مشرق ج ۷ میں آیت وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَہُمْ مِنْ بَعْدِہَاۤ اَبْدًا کے تحت یہی بات کہتے ہیں اور تفسیر کشف الرحمن میں زیر آیت شہداء حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ یہی بات کہتے ہیں۔

قارئین کرام! مفسرین اہلسنت والجماعت کے حوالے اس سلسلہ میں بہت ہیں اس مقام میں پیش کرنے کی گنجی نشر نہیں ہے۔

اور دلیل اس امر کی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے

ممتاز ہے یہ ہے کہ انبیاء کی وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات کے ساتھ کسی کو نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن علی حکیم میں فرمایا وَلَا تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَہُمْ مِنْ بَعْدِہَاۤ اَبْدًا (عقائد علماء دیوبند) (نور اللہ مراد ص ۱) اور سند حیات الانبیاء علیہم السلام ص ۱

پس معلوم ہوا۔ نیلوی خام لوگوں میں سے ہے اور نیلوی کے خام ہونے میں تو شک بھی نہیں ہے جو کبھی کبھ عقیدہ اختیار کرے کبھی کبھی کوئی بات کرے کبھی کبھ وہ کس طرح پختہ ہو سکتا ہے اسکا طرح حیات جسمانی کے عقیدہ پر دستخط مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ اور مولانا غلام اللہ خاں صاحبؒ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ اور سید بلقیث حضرت مولانا سید عثمان اللہ شاہ صاحبؒ گجراتی نے بھی کر دیئے تھے دیکھئے



اسی عبارت کا ترجمہ اپنے رسالہ ہدیہ الکریم میں لکھا۔ اودھاس کے شیخ شیخ سلطان علیہ السلام نے یہ سیکر کر دیا ہے
 جو فتویٰ برصغیر میں اس عبارت نقل فرمائی اودھاس پر ہر قسم کی ثبت فرمائی
 نیوی کہتے ہیں کہ اہل علم میں جو فرقہ دنیا کی کسی کھانا پڑا سے اس کی اگر کوئی مذکر کہنے تو اپنے ہاتھ
 کے قول کے بھی مخالفت سے اودھاس کے ہر شخص کو بد خدا سے سلام پر کھانا کھانے کا یہ کہہ
 مسک کے بھی مخالفت سے چنانچہ حضرت مفتی محمد امجد علیہ الرحمہ نے اس کے خلاف فرمائی ہے
 اودھاسی نے یہ دوسرا دوسرا حضرت مولانا غفر اللہ عنہ نے اپنی مفتی صاحب نے دینی نیکو کا ترجمہ فرمائی ہے۔
 پھر مولانا کی عبارت کئی وجہ سے منقطع یہ ہے چنانچہ نائے بن میں اس کو کھول کر بتایا گیا ہے۔

دلیل

اودھاسی اس امر کا کہ انبیاء و کلام طیبہ سلام کی کلمات شہادہ کی بات سے متنازع ہے یہ وجہ کہ انبیاء
 کی کلمات کے بعد ان کی ارواح معہ ہر بات کے ساتھ کسی دوسرے کو نکالتا کرنا پڑتا ہے بلکہ ہر قسم کے کلمات
 سے قرآن کی حکیم میں فرمایا ہے **وَلَا تَقْفُ أَذُنُ غَرَضًا** اور نیز میں تیسرا ہے
 بخلاف شہداء کے کہ ان کی شہادت باسناد کے بعد ان کی بیویاں حدۃ وقفہ مگر ان کے بعد اودھاس
 مادیوں کی حالت محمد متبع مل کے بعد اودھاسی کو نکالتا کر کے نماز میں یعنی دوسرے شخص سے
 نفایہ کر سکتی ہیں

ایک تقریر یہ بھی ہے کہ انبیاء و کرام طیبہ سلام کی کلمات طیبہ کے بعد ان کے کلمات کا وارث کوئی نہیں ہو
 سکتا نیز قرآن میں ہے **وَلَا تَقْفُ أَذُنُ غَرَضًا** اور نیز میں تیسرا ہے **وَلَا تَقْفُ أَذُنُ غَرَضًا**
 منقولہ میں صرف یہ انبیاء و کرام طیبہ سلام کی خصوصیت ہے کہ ان کے کلمات کوئی آدمی وارث نہیں ہو
 سکتا اودھاسی کہتا ہے کہ اودھاسی نے یہ حدیث خود سے صحیح بیان کر کے دلائی غلط اور غیر حاد
 ہے کہ ان کی طہارت و تہجد پر یہ حدیث **وَلَا تَقْفُ أَذُنُ غَرَضًا** اور نیز میں تیسرا ہے **وَلَا تَقْفُ أَذُنُ غَرَضًا**
 اور باقی صحابہ کا سکوت اجماع پر ہے

بخلاف شہداء کے کہ ان کی کلمات باسناد کے بعد اودھاسی دوسرے کلمات کی طرح تقسیم

اسمِ اہلِ ران ماہِ اگست ۱۹۶۲ء (۱۹) فلہذا نیلوی صاحب کے نزدیک یہ لوگ بھی خام ہوئے
 سہ جنہوں کے بھروسہ کو ذریعہ توفیق دینے کی۔ اب دورِ نابہ منہ کو نقص پر دھر ہوئے
 یادہ گوئی سب سے پہلے حیاتِ نبویؐ کا نعرہ بلند کرنے والے منافق تھے (۱۰) ماذلہ
 دیکھئے ندائے حق جزو اول ص ۱۱۱

یادہ گوئی اسماع موتی کا عقیدہ نصِ قطعی کا انکار ہے۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں
 (مع بذو سماع موتی کا قائل ہے وہ مریخ قطعی نصوص اِنْ تَذُنُوْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْا
 دُعَاءُ كُفْرًا وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَائِلُونَ کا منکر ہے اور نصِ قطعی کا علم ہونے
 کے بعد اس کا انکار کی حکم رکھتا ہے۔ جب سماع موتی مشیتِ ایزدی پر موقوف
 ہو اور مشیتِ ایزدی کا تحقق ہمیں معلوم نہیں کہ کب ہوتا ہے اور کب نہیں اور کوئی
 صحیح غیر موقوف حدیث اس باب میں نہیں ملی نہیں ہے۔ لہذا سماع کی نفی قطعی ہوئی
 (ندائے حق جزو ثانی ص ۲۵) ندائے حق طبع اول ص ۹۵)

نیلوی صاحب اب ماضی میں نقلی قطعی دیں اور عقلی قطعی دیں، سرد و متوجہ
 اس فیصلہ پر مڑے نہیں سنتے اور نقلی قطعی دیں قرآنی آیت ہے اِنْ تَذُنُوْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْا
 دُعَاءُ كُفْرًا اگر تم ان مرے ہوئے بزرگوں کو پکارو تو وہ تمہاری پکائیں سنتے ندائے حق
 جزو ثانی ص ۲۵، ۲۶

نیلوی صاحب نے جو آیت کے ترجمہ
 میں (مرے ہوئے بزرگوں) کے الفاظ
 اپنی طرف سے داخل کر دیئے ہیں یہ زبردست منغوی تحریف ہے یہودی طرز بھی
 شاید ایسی جس زمانہ تحریف کا ارتکاب کرتے۔

قارئین کرام! قرآن مجید کی اس آیت کے تراجم اٹھا کر پڑھ لیں کسی مترجم نے بھی یہ
 منہی نہیں کئے جو نیلوی صاحب نے اپنی طرف سے خواہشِ نفسانی کا اتباع کرتے ہوئے
 جس زمانہ تحریف و خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ نیلوی صاحب کے دل سے خدا کا
 خوف اٹھ چکا ہے۔

یہ بات تو اب کوئی راز نہیں سب جانتا جان گئے ہر شاخ پہ اٹوٹا ہے انجام گستاخی ہوگا
اس آیت کی تشریح و توضیح یادہ گوئی نمبر ۱۱ میں آرہی ہے (انشاء اللہ تعالیٰ)

یادہ گوئی نص قطعی کا منکر کافر نہیں۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ایک دویم کا ازالہ
اگر کسی کو دویم ہو کہ نص قطعی سے جب عدم سماع ہو گیا۔ تو اس شخص کو کافر کہنا چاہیے

جو سماع کا قائل ہو۔ کیونکہ نص قطعی کا منکر تو کافر ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہم
کفر کا فتویٰ اس لئے نہیں دیتے۔ کہ عام غیر مخصوص منہ البعض ہم خفیہ کے نزدیک
گو خاص کی طرح قطعی ہے مگر شاید عام غیر مخصوص منہ البعض کو قطعی نہیں مانتے ہیں
بلکہ کہتے ہیں۔ ان من عام الا وقد خص منہ البعض ہر عام مخصوص منہ البعض ہوتا ہے اور

مخصوص منہ البعض ظنی ہوتا ہے۔ قطعی نہیں ہوتا اس لئے ان کے نزدیک قطعی نہ ہوا
پس یہ اختلاف مجتہدین قول بالکفر سے مانع ہے۔ جیسے آج کل تاملین سماع مولیٰ
کو کافر اور شرک کہنے والا فرقہ بھی پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہمارے محترم مولانا (ص ۲۵۶)
صاحب نے بھی نیلوی کو اس کا ایک فرد سمجھ رکھا ہے۔ (نمائے حق جز ثانی ص ۲۵۶)

نیلوی صاحب کہتے ہیں (البتہ امام شافعی کا اصول اور یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ کوئی عام
قطعی نہیں۔ بلکہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہے اسی لئے وہ خبر واحد کے ذریعے بھی
عام کتاب اللہ کی تخصیص کر لیتے ہیں۔ کیونکہ اس تخصیص سے حکم عام کتاب اللہ میں کسی
قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ کیونکہ خبر واحد سے پہلے جس طرح عام کتاب اللہ ظنی
تھا۔ اور اب خبر واحد کے ذریعے تخصیص کرنے سے بھی ظنی کا ظنی ہی رہا۔ اس اصول
کے تحت امام شافعی یہاں بھی اس عام کتاب اللہ کو خبر واحد کے ذریعے مخصوص فرما رہے
ہیں۔ اسی لئے وہ قریب سے اہل قبور کے سننے کے قائل ہیں۔ اور یہی مسلک ان کے

شاگرد امام احمد بن محمد بن حنبل کا ہے۔ جب عام اموات کے متعلق ان کا یہ عقیدہ
ہوا۔ تو انبیاء و علیہم السلام کے بارے میں تو بطریق اولیٰ یہی عقیدہ ہو گا۔ مگر خفیہ کا
اصول اس تخصیص کی اجازت نہیں دیتا (نمائے حق ص ۲۵۶ تا ۲۵۷)

نیلوی صاحب کہتے ہیں (پھر ہندی مجھے کہتے ہیں میں نے تو کسی فاضل سماع کو کافر

تو نہیں کہا (ندائے حق ص ۱۱ ج ۲)

انیسوی صاحب کے نزدیک سماع موتی کے قائل کافر نہیں ہیں (۲) عدم خلاصہ سماع موتی نفعی قطعی سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہوتا ہے (۳) خفیہ عام غیر مخصوص منہ البعض قطعی مانتے ہیں (۵) نیسوی صاحب کے نزدیک بھی امام شافعی کا اصول قابل عمل ہے اور حنفیہ کو نیسوی صاحب نے پس پشت ڈال دیا ہے لیکن اس کے باوجود نیسوی صاحب پھر بھی بکے حنفی ہیں (ماشاء اللہ) نیسوی کے گویا ہر چیز یا تحت ہے قرآن مجید کا ترجمہ بگڑ دیں تو ان کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حنفی اصول چھوڑ کر شافعی اصول اختیار کر لیں۔ تو ان کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جھوٹ بولیں تو ان کی صداقت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حیات کا ارتکاب کریں تو ان کی دیانت میں کوئی فسق نہیں آتا۔ ایک شخص بہت بڑا جھوٹا اور فاسق ناجرحق تھا۔ ہم نے اس کو اس جرم سے باز رہنے کی نصیحت کی اس نے جواب دیا کہ میرا ایمان رتی بھریا تو رہے نہیں بلکہ کئی من ہے اگر جھوٹ بولنے سے یا فسق و فجور کرنے سے کئی تزیل یا کئی تولے ایمان چلا جائے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نیسوی صاحب کا یہاں بھی مثیل اسی شخص کی طرح ہو

۱۲۔ آگ لگا کر خوش ہونا ہے کام جاتو بی ل کا

۱۲۔ باوجود کوئی نیسوی صاحب سمجھتے ہیں۔ اور دوسری آیت جو ہے ان قد عوہم لایسمعواد عاکم (اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے) یہاں تو سماع سے۔ سماع نہیں کہا کہ ایک جواب دو گے۔ کیا وہی بریلویوں والا جواب دو گے۔ کہ یہ آیت مومنوں کے حق میں درج ہوئی ہے۔ اگر یہی جہالانہ جواب دو گے۔ تو کوئی تمہیں یہ قاعدہ بھی یاد دلا سکتا ہے۔ کہ البرق لعموم اللفظ لا نفی السبب (رد منکرات ص ۴)۔ نیسوی صاحب نے اب اس آیت کا ترجمہ تو درست کیا ہے۔ مگر یہاں بھی انہوں نے ایک عجیب و غریب حرکت کا ارتکاب فرود کیا ہے کہ ان مفسرین حضرات کو نیسوی نے جاہل اور بریلوی کہہ دیا ہے۔ جنہوں نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت بتوں کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ ملاحظہ کریں کہ وہ مفسرین حضرات کون ہیں۔

۱۔ امیر غنی طرح آبادی کہتا ہے اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے (ف)، کیونکہ تم جس مورت کو بناتے ہو وہ تم سے زیادہ عاجز ہے۔ کیونکہ تم میں اللہ کی نے سننے کی روح رکھی ہے۔ اور ان مورتوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔ تفسیر مواب الرحمن ص ۲۲

۲۔ تفسیر مدارک ص ۳۴ میں آیت وَهْنٌ أَهْلٌ يَمْنُنُ يَدُ عَزِيزٍ ذُوْنِ الْمَلِكِ کے تحت لکھا ہے کہ اس سے مراد احسان دُبت میں پھر لکھا ہے۔ وَنَعُوْهُ تَعَالٰی اِنَّ قَدْ خُوطِعَ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ اور اسی طرح آیت اِنَّ قَدْ خُوطِعَ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ میں بھی ”بُت“ مراد میں۔

۳۔ مفسر مولانا عبدالحق فرماتے ہیں ”تم ان بتوں سے یک عزت ڈھونڈتے ہو اول تو ان کو کچھ اختیار کیا نہیں دیا ان قَدْ خُوطِعَ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہارا پکارنا نہیں سنتے کس لئے کہ جمادات جس جس حرکت میں (تفسیر حقانی ص ۶۷)

۴۔ حافظ ابن کثیر اس آیت کے تحت کہتے ہیں۔ لَانْهٖلْجَمَادَاتُ لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا تفسیر ابن کثیر ص ۵۵ (۳۳) اس لئے کہ جمادات میں جن میں روح نہیں۔ نیلوی صاحب نے بھی تفسیر ابن کثیر کا حوالہ دئے حق ص ۲ میں دیا ہے۔ مگر ترجمہ تحت اللفظ نہیں کیا۔ بلکہ جناب نیلوی صاحب نے خلاصہ بیان کیا ہے تاکہ وہ اس میں اپنے مقصد کی بات گھسیڑ سکیں۔

۵۔ تفسیر روح المعانی ص ۱۲۸ کا حوالہ دئے حق جلد ثانی ص ۳ میں موجود ہے مگر ترجمہ نیلوی صاحب نے نہیں کیا۔ بلکہ خلاصہ بیان کیا ہے۔ لیکن شفاء الصدور طبع اول ص ۱۲۸ میں روح المعانی ص ۱۲۸ بنا کر حوالہ دیا ہے۔ مگر مولانا محمد امیر بند یا لوی ترجمہ میں خیانت کی ہے۔ ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ اگر دُوتے سے مراد جمادات ہوں۔ تو پھر تو ان کا نہ سنا ظاہر ہے اور اگر من دُوتے سے مراد ملائکہ، انبیاء عیسیٰ وغیرہ یا دیگر دیوتا ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ بھی نہیں سنتے۔ کیونکہ ان کا کام غیب سے سنا نہیں یا بوجہ دوری اور مشغولیت تمہاری پکاریں نہیں سنتے اور بالفاظِ سن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے

کیونکہ ان کو تکمیل اور سُننے کی قدرت نہیں دی گئی۔ قارئین اصل ترجیح پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔
 رجن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو عباد محض ہیں۔ یہ تفسیر اس نیا درپہ ہے۔ کہ
 کلام بتوں کے پکاریوں سے ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ کلام بتوں کے پکاریوں اور فتنوں
 و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پکاریوں اور ان کے علاوہ مقررین کے پکاریوں کی بنا ہو۔ اس وقت
 بدستیا یا اس لئے ہے۔ کہ ان کا شانِ سُنا ہی نہیں جیسے بُت یا اس لئے کہ وہ اپنے
 شغل میں مصروف ہیں۔ اور عبادت کرنے والوں سے دُور ہیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام
 الخ۔۔۔۔۔ قارئین کرام اس ترجمہ سے معلوم ہوا کہ اصل تفسیر تئوں کے بارے
 میں ہے۔ فسرشتے و حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہم مراد لینا احتمال کے درجہ میں ہے اگر
 یہ مراد لیا بھی جائے تب مراد عدم سماع بوجہ دُور ہونے کے ہے کیونکہ وہ علم غیب
 نہیں رکھتے۔

۶۔ نیلوی صاحب نے امام رازی جیسے بھی اس کی تفسیر نقل کی ہے۔ ترجمہ مولانا فہیم
 بند یا لوی کا پیش کیا جاتا ہے (ا) آیت میں ابطال ہے اس خیال کا جو کہتے تھے کہ
 اصنام دُبت، کی عبادت سے محض تقرب الی اللہ اور شفقت اور طلبِ شفاعت
 اور حاجات کا پیش کرنا مقصود ہے چونکہ اللہ تعالیٰ رسائی نہیں ہوتی اور نہ وہ نظر آتا ہے
 تب فرمایا کہ یہ اصنام دُبت تمہاری پکاریوں کو نہیں سُننے بلکہ اللہ تعالیٰ سُنتا ہے اور
 قبول فرماتا ہے پھر علی بیل التَّنَزُّل فرمایا کہ اگر بالفرض وہ سن بھی لیں جیسا کہ تمہارا
 عقیدہ ہے لیکن ان کے جواب دینے کے تو تم بھی قائل نہیں ہو کیونکہ اس میں ایک محسوس
 چیز کی نفی لازم آتی ہے۔ اس میں ان کا نزاع نہیں ہو سکتا۔ مگر عدم میں نزاع نزاع فی
 المعقول ہے جو ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی فرمادی کہ نہیں سُننے (شفاعہ الصّدر
 طبع اول مترجم اردو ص ۵۸) لکھا تفسیر رازی ص ۲۵۳ (۲) نیلوی صاحب نے امام رازی سے
 یہ حوالہ دیا ص ۲۵۳ میں نقل کیا ہے۔ اور اصنام دُبت کا معنی (یہ بے روح کے
 دھڑ) کیا ہے دھوکہ دینے کے لئے۔

۷۔ قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر ص ۳۲ ج ۴ مطبوعہ مصر میں لکھا جمادات دیکھو کہ

وہ مجاہد ہیں اسے تفسیر کی ہے اور پھر آگے یہ جوڑ سے دوسرے احتمال کا ذکر بھی کیا ہے خلاصہ یہ ہوا کہ نیلو کا صاحب کے ہاں ان مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں جہول کا جو ذکر کیا ہے تو اس کی وجہ سے یہ سب جہول وریلو کا ہیں (معاذ اللہ)۔

حضرت مولانا حسین علی صاحب کی تفسیر ملائکہ کو تم پکارتے ہو اسے کفار
اور تو مائک تفسیر کے نہیں۔ اگر پکارتے

تو وہ سنتے نہیں اگر بالفرض سن بھی ہیں۔ طاقت دُعا قبول کرنے کی نہیں

و لیوم القیامۃ یکفرون بشرکم

یعنی دعاء کم اے پکارتے تمہارے کی (تفسیر بے نظیر طبع اول راولپنڈی ص ۴۹)

نیز فرماتے ہیں (کفار ملائکہ کو غائبانہ پکارتے ہیں معبود سمجھ کر وہ نہیں سنتے۔ اگر بالفرض مجال سن بھی ہیں تو بھی کچھ نہیں کر سکتے غائبانہ سمیع بصیر اللہ کے غیر کو جاننا یا شرکت سے (تفسیر بے نظیر ص ۵۱) نیز فرماتے ہیں۔ جو شخص غائبانہ ندا کرتا ہے کسی چیز کو اس اعتقاد سے کہ وہ حاجات روا کتہ ہے یا خواہ مخواہ کر دے گا۔ یا اس اعتقاد کو میرے حق تعالیٰ سے دعاء مانگے گا۔ لیکن اس کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کو میں پکارتا ہوں ہر وقت سنتے جانتے والا ہے یہ ندا اشکر ہے اور عبات ہے (الی ان قال) فقال تعالیٰ فی سورۃ فاطر ان تدعوا لایسمعو ادعاء کم ذلوسمعو اما استجابوا لکم و لیوم القیامۃ یکفرون بشرکم (ملئۃ الجبران ص ۵۱ تا ص ۵۲)

باقی بے تمہادے خود ساختہ کار ساز جن کو تم
حاجات اور نیات میں غائبانہ پکارتے ہو وہ

تو ایک جھٹکے کا اختیار بھی نہیں رکھتے (الی ان قال) اور قیامت کے دن تمہارے خود ساختہ معبود جن کو تم دنیا میں پکارتے ہو تمہارے اس شرک (غائبانہ پکار) کا انکار کر دیں گے (تفسیر حواہ القرآن ص ۲۵۹)

فائزین کلام ان دو حضرات کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ غائبانہ پکار، حاجت رواں سمجھ کر ان کو پکارا جائے تو وہ نہیں سنتے کیونکہ وہ دُور میں اور دُور کی پکار صرف اللہ کا

مستجاب ہے۔ اور کوئی نہیں مل سکتا۔ لیکن نیلوی صاحب نے اس آیت کے ترجمہ میں مرے جوئے
 برزخ اور مَوے کے الفاظ گھسیڑ کر اپنے بحث باطن کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ مفسرین حضرات
 کی اکثریت اس آیت کی تفسیر میں اصنام و بت (مراد لیتے ہیں اور بعض مفسرین حضرات دوسرا
 احتمال تکمیل کے لفظ سے یا تجوز کے لفظ سے) یہ بیان کر دیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس سے
 مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا فرشتے یا جنات ہوں۔ لیکن مفسرین حضرات میرا احتمال یہ برگز
 بیان نہیں کرتے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ آیت اہل قبور کے بارے میں نازل ہوئی ہو کہ وہ بھی
 عند القبور نہیں مٹتے۔ ایسی تفسیر کرنے والا کوئی قابل اعتماد مفسر نہ تو نیلوی صاحب کو آج
 تک ملا ہے اور نہ قیامت تک مل سکیگا (نیلوی صاحب کہتے ہیں مگر مفسر بنے لا
 یسمعوا و اعاد کم مفہوم ص ۵۴۸) میں لکھا وہ تمہاری پکڑ اس لئے نہیں سنتے لانا احادیث
 لا تبصروا و لا تسمع وہ بے جان ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں۔ پھر یہ جو کہا جاتا ہے کہ آیت
 بتوں کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ اس کا جواب دیا۔

ثم یجوز ان یرجع هذا الى المعبودین محایعقلے
کالملا شکة والجن والانیام والشیطان ای یجحدون
ان ما فعلقوه حقاً وانهم امرؤکم بعبادتهم کما اخبر
من عینی بقوله ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ویجوز
ان یندرج فیہ الامنام ایضاً ای یحییہا اللہ حتی تخبرانہا
 لیست اهلًا للعبادة مطلب یہ ہے کہ الذین تدعون من
 دونہ سے مراد مرد مرعقلند معبود بھی لے سکتے ہیں۔ جیسے فرشتے چنانچی
 ولی شیاطین الخ (نوائے حق ص ۲۵)

نیلوی صاحب کا جھوٹ و دھوکہ نیلوی صاحب نے جو یہ لکھا ہے (پھر یہ
 ہوئی ہے اس کا جواب دیا ہے۔ یہ نیلوی صاحب کا زبردست جھوٹ۔ علامہ قرطبی
 نے اس کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ دوسری تفسیر کا ٹم سچوڑے احتمال بیان کیا ہے۔

چنانچہ نیلوی صاحب کے خود اپنے الفاظ کو مطلب یہ ہے کہ ان الذین تدعون من دوزخ سے مراد صرف عقائد مسعود بھی لے سکتے ہیں، اس پر مراحضاً دلالت کرتے ہیں۔ مگر اول صاحب کی تفسیر و اصل تفسیر علامہ قرطبیؒ کے ہاں یہی ہے کہ اس سے مراد بت ہیں۔ نیلوی صاحب نے اپنی زندگی کو جھوٹ بولنے خیانت کرنے دھوکہ دینے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی توہین کرنے کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ بے چارے طالب علموں کو ان لوگوں نے اس قدر دھوکہ دیا ہے کہ وہ بے چارے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

چمن کے رنگ دلوئے مستعد و مہر و باغجو کہ میں نے ذوقِ گل بوسی میں کانٹوں پر بیکار کی
سوال سماع عند القبور بھی غیب کی قسم ہے۔ کیونکہ مردہ نظر نہیں آتا چنانچہ
 نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ تمہاری پکار غیب سے ہے خواہ قبر کے اوپر کیوں
 نہ ہو۔ اور غیب سے پکارا سنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یہ وصف کسی دوسرے
 میں نہیں ہے (شفاء الصدور طبع اول ص ۱۷)

الجواب اگر سماع موتی عند القبور غیب سے ہوتا تو شرک ہوتا۔ حالانکہ سماع
 موتی کے تأیید پر کسی مفسر و محدث نے آج تک مشرک ہونے
 کا فتویٰ صادر نہیں کیا۔ نیز اگر سماع موتی شرک ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بے شمار حدیثیں اس کے رد میں موجود ہوتیں۔ حالانکہ کوئی حدیث بھی ایسی نہیں جس
 میں سماع موتی کا انکار ہو۔

نیلوی صاحب کا اقرار نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ (باقی رہا ایک حدیث کہ
 ان میں) یعنی جو روایات نیلوی صاحب نے عدم سماع
 موتی کے متعلق پیش کی ہیں۔ کوئی مزید روایت نہیں جس میں لکھا ہو کہ مردے نہیں
 سنتے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایک امر یہی ہے کہ اگر کوئی دلیل بیان نہ ہو تو
 کچھ مضائقہ نہیں (شفاء الصدور طبع اول ص ۱۷)

نیلوی صاحب بھی عجیب آدمی ہیں۔ کبھی کچھ لکھتے ہیں کبھی کچھ اسی شفاء الصدور

جو مومنان نردول کے وقت ہوتا ہے۔ اگر ہا لحاظ عام میں بھی کیا جاتاہے یعنی جس طرح مشرک بتوں کو غائبانہ طور پر حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے تھے کہ وہ غیب دان ہیں۔ ہمارے حاجت روائی کرتے ہیں یہ شرک ہے۔ اب بھی کوئی آدمی اگر مردوں یا زندوں کو غائبانہ طور پر حاجت میں پیکارے تو مشرک ہے۔ یہ مسند الگ ہے اس میں کسی مسئلہ فتوہ کا اختصار نہیں ہو سکتا۔ لیکن ماضی میں غلبہ فتوہ جو مردوں پر سنا ایک جاتا ہے۔ وہ سن لیتے ہیں یا مرہ کو بعد دفن کے تلقین کی جاتی ہے اور وہ سن لے لے بہ سرک نہیں ہے اس کو شرک کہنے والا خود مشرک ہے۔ لہذا جو آدمی کسی آدمی پر مشرک مومنے ہا فتویٰ صادر کرتا ہے۔ اگر وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو وہ فتویٰ لوٹ کر اس مفتی کے گلے میں پڑھ جاتا ہے (مضمون حدیث) غلبہ فتوہ مفتی کو سوچ کر فتوے دینا چاہیے۔

تلقین سے نہ روکا جائے مفتی محمد کفایت اللہ صاحب [لکھتے ہیں جواب نبوی صاحب از فیضہ انوار الاستاذ المکرم المفتی الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ و ذیہ سالفہ] اتین بعد الدفن حنفیہ کے نزدیک معمول و متواتر نہیں ہے اور خفیہ کے اصول کے ساتھ سی و فوق ہے۔ لیکن چونکہ کوئی دلیل حرمت یا کراہت نہیں ہے اس لیے متاخرین حنفیہ نے منع نہیں کیا۔ اور یہی مسئلہ کہ عمل نہ کیا جائے اور کر لیا کو ملامت نہ کی جائے راجح ہے (کفایت المفتی ص ۲۲) نیز لکھتے ہیں.....
 خفیہ تو تلقین کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک سماع موتی ثابت نہیں جو لوگ سماع موتی کے قائل ہیں ان کے نزدیک تلقین مفید ہے اگر کوئی کہے تو روا ناجی نہیں چاہیے۔ معتزلہ کے نزدیک چونکہ مردوں کا قبروں میں زندہ ہونا ہی صحیح نہیں ہے۔ اس لیے وہ بھی تلقین کے قائل نہیں۔ خفیہ یا وجود عدم سماع اصوات کے قائل مومنے کے تلقین کے فائدے کے قائل ہیں بخلاف مرہ کہنے یا نہ کہنے یعنی نہ کہ فائدہ پس سنت (کفایت المفتی ص ۲۲) بحوالہ ندائے تہذیب

تبریزی نے بتایے نیلوی صاحب اگر سنا موافق شرک سے تو عقین کرنے سے حاضر
 کہ جب عوام کے سامنے کسی نے شرک پھیلے گا یا نہ جیکر جناب کے استاد حضرت مفتی غلام فرید
 ہیں کہ تافین سے نہ روکنا چاہیے۔ بتائیے استاد مشرک ہے یا شاگرد مشرک ہے
 کاش اگر آپ جیسا آدمی پیدا نہ ہوتا۔ کہ یہ فتنہ ہی ختم ہو جاتا۔ پھر نیوی صاحب
 مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے حوالے سے کہتے ہیں۔ اور قنن ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ
 سلام یعنی جو مروجوں پر کیا جاتا ہے یہ مروجوں کو سنا دیتا ہو۔ باقی اور کلام مروج
 نہیں سنتے (محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ کفایت المفتی ص ۱۸۲) ملائے حق جز
 ثانی ص ۱۲، نیز مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے کفایت المفتی ص ۱۸۲ میں نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات رسالت مع الجسد اور صلوٰۃ و سلام کا سامع عند القبر صراحت کے
 ساتھ لکھ دیا ہے۔

قارئین کرام: دال دیکھ لیں تاکہ کوئی دغا باز، مکار، دشمن اسلام مفتی صاحب
 کے مسئلہ کے بارے دھوکہ نہ دے سکے۔

علامہ شامیؒ پر نیلوی صاحب کا غصہ [نیلوی صاحب کہتے
 ہیں۔ اور بڑا تعجب

توسید ابن عابدین شامیؒ پر ہے۔ کہ اذان علی القبر کی بدعت جو نے پر تو زور و شور سے
 فتنے دیتے ہیں.... محرمین نہیں آتی لہذا نہیں

بدلی۔۔۔ سے کہوں نرمی برآ کر نہ حکم دیا جائے اور نہ روکا جائے۔ حالانکہ حرجاً
اذان کا ہے۔ وہی حال تلبین کہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب و نیز اپنے حق ص ۲۴۲ (ج ۲)
بتائے نبویؐ صاحب کہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ نے بدعت پر عمل کرنے
کی اجانت و حکمت یا نہ

انجانب سے یا اول بار کونلف دراز میں لو خود مسیاد اپنے دام میں آ گیا
نیز غلطوی صاحب آپ فرماتے ہیں (میرا مسلک وہی ہے جو میرے استاد مفتی
اعظم زبیر رحمہ اللہ کا ہے نہ اپنے حق جز ثانی ص ۱۲۶) کیا نبوی صاحب آپ کا مسلک
سی ہے کہ تاقین کرنے سے نہ روکا جائے۔ جیسا کہ مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ کیا آپ
کا یہی مسلک ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روح مبارک جد اطہر سے الگ نہیں۔ اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلام کا سامع عند القبر کرتے ہیں۔ جیسا کہ مفتی محمد کفایت اللہ
صاحب کفایت المفتی ص ۱۳۶ ج ۱ میں صراحت کیا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ امید ہے
خاب نبوی صاحب آپ ہاں میں جواب دیں گے۔ اگر ہاں میں جواب دینے کی عادت
نہیں تو دو دفعہ نہیں کہہ دو۔

دو دفعی کے ملنے سے مثبت میں ہوتا ہے۔ تو بھی خدا کے واسطے لہر مے نہیں نہیں

۱۔ ادراک و شعور
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ | موتی کا احادیث

مجموعہ مشہور سے ثابت ہے (فتاویٰ عزیزی مترجم اردو ص ۱۴۳ ج ۱)

۲۔ حاصل کلام اگر ان کا ادراک و شعور اموات کا کفر نہ ہو تو اس کے الحاد ہونے
میں کچھ شبہ بھی نہیں (فتاویٰ عزیزی ص ۱۴۴)

۳۔ بعد موت کے ادراک و شعور بڑھ جاتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۴۳ ج ۱)

۴۔ سوال۔ انبیاء اولیاء، سلامات بعد وفات کے اس طور سے استمداد درست ہے
یا نہیں کہ اسے حلال بزرگ حق تعالیٰ سے میری حاجت روائی کے لئے آپ عرض کریں اور
میری سفارش کریں۔ اور میرے لئے دعا کریں۔ جواب (الی ان قال)، اگر استمداد اس طریقہ

سے کیا جائے گا۔ جو سوال میں مذکور ہے تو طائر جائز ہے اس واسطے کہ اس صحت میں
شرک لازم نہیں آتا (فتاویٰ عزیزی مترجم اردو صفحہ ۱۷۱) (اسید ایچ ایم کینی کراچی)

۵۔ اور عوام الناس ایسا ہی اولیاء اللہ سے یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ
میں آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے حکمت ہمارا فلاح مطلب حاصل ہو جائے اس طرح
سے مدد چاہنا شرعاً زندہ اور مردہ سب سے جائز ہے (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۷۱)

نیلوی صاحب صاف لفظوں میں شاہ صاحب پر فتویٰ لکھائیے ۷
مغفونہ بمفصل خزانہ آکے چمن میں ایسے بھی ہیں کچھ بھولی کہ مر جا نہیں

نیلوی صاحب نے بہت سے ائمہ کرام سے نقل کیا ہے
اتمام حجت | کہ وہ سماع موتی کے قائل تھے۔ مثلاً امام شافعیؒ و

امام احمدؒ (دندانے حق صفحہ ۲۷ ج ۲) مالکیہ، شوافع، حنبلیہ سماع موتی کے قائل تھے
(دندانے حق جز ثانی صفحہ ۱۷۱) امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، علامہ ابن البادیؒ حافظ

اس حجر، امام سیوطیؒ، امام نوویؒ، حاضی جامع، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ قاری، حضرت
مودی محمد قاسم صاحب، نانوتوی سب سماع و قائل ہیں۔ (دندانے حق جز ثانی صفحہ ۱۷۱)

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ محمد بن عبد الرحمن نے روایت کی جب بشر بن مرہم مردہ
کو انتقال ہوا۔ تو ان نماز اس لشتر کو سخت فرق دینے لگا۔ پھر حضرت سرور عالم صل اللہ

علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے کندہ دینی سلمہ، میرے ہمیشہ کوئی نہ کوئی مرنے
پر تلبے۔ تو کیا مڑے ایک دوسرے کو پھلتے ہیں تاکہ میں بشرؒ کو سلام کہنا بھیجوں

آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے اس ایک ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
کہ مڑے بے شک ایک دوسرے کو اس طرح پہنچاتے ہیں۔ جیسے درختوں پر چڑیا

ایک دوسرے کو پہنچاتی ہیں۔ پھر جب بنی سلمہ میں ت کوئی مرنے لگا۔ تو ام بشرؒ اس کے
پاس آکر بعد سلام کے کہتی تھیں کہ تو میرے بیٹے بشرؒ کو میرا سلام کہہ کر بخیر (رواہ ابن ابی

الدنیاء) (دندانے حق جز اول صفحہ ۱۷۱) نیلوی صاحب نے جو یہ حدیث پیش کی ہے اس
سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو مرنے والوں کو اپنا سلام دینا عام اپنے مردہ شہداء کو

کی طرف جھٹتے ہیں۔ یہ عین حدیث کے مطابق ہے۔ ۲۔ مڑے ایک دوسرے کو لیے پھلتے ہیں۔ جیسے دستوں پر چڑیاں ایک دوسرے کو سپانسی میں یعنی جسے چڑیاں آپ دوسرے کو آنے سے روکتی ہیں۔ اسی طرح مڑے باوجود اپنی اپنی قبروں میں ہوتے ہیں۔ تب بھی وہ ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں۔ یا یہ کہ مڑے چل کر ایک دوسرے کی قبروں میں جا کر سناں دیکھ م کرتے ہیں۔ نیلوی صاحب ذرا یہ بھی بتا دیں تو نوازش ہوگی۔ کہ مڑے وہاں شادیں بیاہ بھی کرتے ہیں۔ یا نہ۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ثابت البانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انسؓ کو دیگر صحابہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ جب آدمی مرتا ہے۔ تو اس کے عزیز و اقارب جو پیلے مریکے ہیں۔ اس کو گھبر لیتے ہیں اور دونوں مل کر خوش ہوتے ہیں جس طرح سفرے گھرانے والے مسافر سے خوشی ہوتی ہے (ابن ابی الدنیا) (۱) اے حق جزاؤں میں زیارت کرنے والا مڑے کے پاؤں کی جانب سے آئے تاکہ مڑہ کو سپانے میں آسانی ہو۔ سر کی جانب سے زیارت کرنے والا نہ آئے کیونکہ مڑہ کو نگاہ اٹھانے میں دقت و تکلیف لاحق ہوگی (خلاصۃ القوادی وغیرہ) (۲) حق ص ۲۷۲) اسی طرح علامہ شامیؒ سے نیلوی صاحب نے نقل کیا کہ دیکھئے شفاء الصدور طبع اول ص ۹۶)

نیلوی صاحب بتائیے اب بھی سماع موتی کے مسند کو مشرک میں داخل کرنے والا سب سے بڑا کیٹ کہوئے یا نہ اور سماع موتی کے قائلین کو مشرک کہو گے یا نہ۔ امام ابن تیمیہؒ جس کو آپ شیخ الاسلامؒ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ (مناہج حق جزء ثانی ص ۱۳۷) ان کو مشرک کہو گے یا نہ۔ نیز نیلوی صاحب آپ کا مشرک فیصلہ کہ جو سماع موتی کا قائل ہے۔ اس کا ہماری جمیعہ اشاعت التوجہ والسنۃ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں (ماہنامہ تقسیم القرآن راولپنڈی اکتوبر ۱۹۸۳ء ص ۱) فلندرامس الموحیدین شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ وغیرہ کا تمہاری جماعت سے کوئی تعلق نہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سماع موتی کا قائل نیلوی صاحب کے نزدیک

محترم نیلوی صاحب اگر یہ الفاظ تو مین کے نہیں تھے۔ تو آپ نے جرات میں تبدیلی قبول کر دی ہے چنانچہ ندائے حق جزء اول مسئلہ میں اب الفاظ یوں ہیں۔
 خصوصاً اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قبر مبارک سے باہر بلا لیتے
 محترم نیلوی صاحب یہ تو آپ نے مودودی صاحب والا کام کیا ہے۔ جب ان کی بات
 اندیش نے حضرت یونس علیہ السلام کی تو مین میں چند الفاظ مکھ دیئے تھے۔ (دیکھئے تعلیم
 القرآن جلد دوم سورۃ یونس صبح اول) جب مسلمانوں نے اعتراض کیا تو مودودی صاحب
 نے وہ الفاظ کاٹ دیئے اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ میرے الفاظ درست تھے
 نیلوی اور مودودی صاحب کا ذہن ایک جیسے ہے۔ مودودی صاحب راہنما ہیں نیلوی
 صاحب ان کے پیروکار ہیں۔

کند جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

نیلوی صاحب نے جو یہ الفاظ "باہر بلا لیتے" اب کھتے ہیں یہ بھی بے ادبی
 سے خالی نہیں۔ کیونکہ باہر لانے سے بھی سورہ جہالت میں منع آئی ہے۔ گستاخ
 انسان کو بغیر گستاخی کے الفاظ کے کوئی صحیح لفظ نظر نہیں آتے ان پچارول
 آنکھیں ہی بند ہوتی ہیں۔

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے جیسا اس میں کیا قصور ہے آفتاب
 نیلوی صاحب نے حضرت استاذ مکرم صفحہ
 صاحب دامت برکاتہم کی کتاب تسکین الصدہ

بے ادبی کا اقرار

طبع اول مسئلہ کی عبارت پر حصر کرنے ہوئے لکھتے ہیں "نیز یہ جو طرہ"۔
 اگر کوئی دوسرا شخص اس زندگی کو دیکھنا چاہے الخ ذرا یہ سمجھا میں وہ دیکھے گا کیسے
 قبر طرہ سے مٹی ہٹا کر یا غیر مٹی ہٹانے کے۔ اگر مٹی ہٹا کر دیکھے گا تو تو مین نہ ہوگی۔
 ندائے حق جزء اول مسئلہ (نیلوی صاحب اپنے نو ندائے حق جزء اول کے مسئلہ
 میں لکھتے ہیں کہ حصول نبی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک سے نکالنا

تو بتائیں ہے اصاب یہاں لکھ دیا ہے کہ تو میں ہے۔ معلوم ہوا کہ نیلوی صاحب دہلی
رہی میں اپنے آپ کو گستاخ مانتا ہے

حضرت صفدر رضا دام محمد کی عبارت کی وضاحت | نیلوی صاحب
آپ نے خواہ مخواہ

حضرت استاد مکرم دامت برکاتہم کی عبارت پر اعتراض کرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ کو
بیا احتمالات نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت استاد مکرم نے آگے ص ۱۲ پر علامہ الزم
کی عبارت نقل کی کہ جس میں ترجمہ ہوا ہے پس اگر فرض کیا جائے کہ حضرت انبیاء
علیہم السلام میں سے کسی نبی کی قبر کھول کر بنے تو لوگ ان کو اسی طرح دیکھیں گے جس
پر علامہ نے ملاحظہ فرمائی کہ یہ حدیث نہیں کہتی۔ فضول باتیں کرنا نیلوی صاحب کا محبوب
مشغلہ ہے۔

میت کو قبر سے نکالنا فیض حاصل کرنے کیلئے بھی جائز نہیں

قارئین کرام! ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بمقام صدما کے ایک پرنڈا سے نے اپنے
بزرگ کو جو پشاور میں مدفون تھے۔ وہاں سے نکال کر فیض حاصل کرنے کیلئے صدما لائے
تو لوگوں میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو گیا اور مناظرہ تک نوبت پہنچ گئی۔ عجبتہ اشاعت التوحید
والسنۃ کے مولویوں کے ساتھ نیلوی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ علماء دیوبند کے ساتھ
تعلق رکھنے والے مقامی علماء کرام نے اس مناظرہ پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ بریلوی علماء متعلق
مناظرہ سے جھاگ کھڑے ہوئے بعد اللہ یہ فتنہ فرو ہو گیا۔ نیلوی صاحب نے واپس
آکر اپنے مہمانہ میں سارا مضمون ہی اس کے خلاف لکھا۔ اور حوالہ جات سے ثابت کیا کہ
مروہ کو قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ دیکھئے مہمانہ جیش بہار سرگودھا دہلیستان اہلسنت
نمبر ۱۰ شمارہ ۱۲ فروری ۱۹۶۹ء / ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

اس مہمانہ کا پہلا صفحہ قارئین کی خدمت میں عکس کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔
جب کسی بزرگ کو فیض حاصل کرنے کے لئے قبر سے نکالنا منع ہے۔ تو نیلوی

نور: عام فریدمان جیسٹریل نمبر ۷۶۹

حیدر علی داس

خاص شمارہ

ماہنامہ شبنم بہار سرگودھا

گلستانِ سلامت

شمارہ

فروری ۱۹۷۷ء

جلد ۹

اسمحوت خان سیدی ملتان

اولیٰ اکرام ﷺ اور وزارتِ مقدسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَ اَلصَّلٰوۃُ وَ اَلسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَخْصَیَّہٖ وَ عَلٰی کُلِّ مُتَّبِعٍ مِّنْہُمْ تَعَالٰی
 اَمَّا بَعْدُ : دوسرے ملک کا تربیہ ہم نہیں ہے۔ اہل بیت سے ملک میں جیسے ایسے ایسے خاصہ میں جو کہ یہ
 رویت کے لئے دینی مفاد کی خاطر کسی بزرگ ملک کی طرف کو بھیج کر اس کے جسم کو خالی کر دوں اور اسے اپنے
 جہاں اپنی گدھے کے لئے ہار دین کر دیتے ہیں۔ اور یہ کوئی خاص مقام ہے کہ خدا کا جہر پر کرم فرمائیں۔ اور
 ولی اللہ کے جہر و مبارک کی زیارت کر انہیں۔ تاکہ یہاں بھی سعادت خفیب ہو۔ تو صحت سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 منہ دینا دیکھ لگنا ہے۔ اگر کھڑے دیکھ لیا تو یہ یہ خرابیاں ہوں گی۔ زیارت کر کے کیا کرو گے۔ آئے ہیں ہم نے
 آپ کی خاطر کس قدر سہولت کر دی ہے کہ آپ کو اس وقت کے پاس دور مدنا نہ سفر کے لئے پہنچا دیتے ہیں تاکہ آپ
 جو جگہ پر ہیں وہاں تو فوراً حضرت پر صاحب سے مل کر یہ آپ کی حاجت دہرا د حضرت پر صاحب جلدی کر
 دیا کریں گے۔ جرنل نے حضرت پر صاحب کو پیش کرنا جو یہاں پہنچا کر دیا کرو۔ جو چاہا اور چاہا جو یہاں پہنچا
 فرود۔ یہ کام اکثر پیشینہ کی مقامات پر ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہتا ہے۔ اور ایک واقعہ ایسی قسم کا تو دہرانا ہوتا ہے
 اس میں خان میں چاہے کہ ایک فوجوں نے ضلع پٹنہ میں اپنے ہی ایک بزرگ کی قبر تعمیر کیا چھ سال کے بعد اچھے ہی
 پھر کسی کڑی کے تاہت میں ملے کہ صدر دفتر و جمیل خان نے تعمیر کیا چھ سال میں شمال مغرب میں اس کے لاکھوں کر دیا۔
 ایک عالم دین نے اشارہ فرمایا ان کے حرم میں ملے اور دو دن دنیا میں برکت کثیرہ ملے فرمائے، اس کی اس آذینا اور
 فرید شہر و اور قریع حرکت پر مستعد فرمایا۔ مگر وہ فوجانہ بنائے اس کے کہ اپنی خطہ کام پر نام پر آتا اور چاہے تو کوئی کہہ دیتے
 اس عالم دین پر کچھ اچھے لگنا اور کھڑکی میں لگا دینے کوئی کہ اس عالم دین کو اس کے ہم مسئلہ تمام مسئلہ حق کی طرف
 منظر کے زیرِ مشورہ کر لے۔ اور یہ فوجانہ برپا کر دیا۔ اور ہر نام مروجوں کو مقابلے کے لئے دیا اور نہ تو وہ کچھ نہ کر دیا

صاحب کا یہ کہنا کہ نبی اکرم صلی علیہ وسلم کو فیض حاصل کرنا تکلفاً جاننا سنت
قسم کہ بے ادبی و گستاخی ہے اس قسم کا گستاخ شفاعت نبوی سے محروم ہوگا
اور زیارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتی ۔
قیامت تک نہ اٹھ سکے گا خلا کی قسم جس کو تو نے نظروں سے گرا کے چھوڑ دیا

یا وہ گوئی نیلوی صاحب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے ہیں۔

خواہ آپ کتنے ہی پردوں میں پڑے ہیں : ندائے حق طبع اول مسدود ہے پڑے ہیں یہ
بے ادبی کا نقطہ ہے۔ ادب کا تقاضا تھا کہ الفاظ بول بولنے (آپ خواہ کتنے ہی پردوں
میں آرام فرمائیں یا شریف فرمائیں) مگر نیلوی صاحب جیسے لوگوں سے ادب کے
الفاظ منہ سے نکالنا کوئی آسان کام نہیں ہے کچھ بے ادب محروم ماند از فضل رب

نیلوی صاحب۔ عام مردوں کے بارہ میں بحث کرنے
یا وہ گوئی ہوئے کہتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رُوح اور بدن

عنصری میں ایک تعلق اور کنکشن ہے۔ سو یہ بھی غلط ہے اس کا ثبوت کسی صحیح
حدیث سے نہیں ملتا۔ محض قیاسی بات ہے۔ یہی تحقیق بعینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے متعلق بھی ہے (ندائے حق ص ۱۴۲ ج ۲)

نیلوی صاحب نے عام مردوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا دیا
ہے اور برابر کر دیا ہے۔ (معاذ اللہ)

نیلوی صاحب کہتے ہیں (فائدہ) جب اپنی قوم یا
تعلق کا منکر کا قرعہ | اقارب و عزیز کے ساتھ روحانی تعلق قرآن پاک سے

ثابت ہے۔ تو اپنے جسد عنصری کے ساتھ رُوح کا تعلق یقیناً ثابت ہے جو اسی قرآنی
آیت سے بطریق دلالت النص ثابت ہے اور حجوبات دلالت النص کے ساتھ قرآن
کریم سے ثابت ہو جائے وہ اسی طرح قطعی اور یقینی ہوتی ہے جس طرح عبادت
النص کے ساتھ قرآن کریم سے جوئے والی بات قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ اور یہ

تعلق ثابت ہے۔ اس تعلق کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس تعلق کے انکار سے قرآن کریم کی آیت سے انکار لازم آتا ہے اور ایک آیت بھلا کلمہ قرآنیہ کا انکار کفر ہے جس طرح سارے قرآن کریم کا انکار کفر ہے۔ مگر اس تعلق کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اس تعلق کی وجہ سے روح جسد کی طرف واپس آکر اس میں کائنات کا کھ دل اور عقل اور زبان اپنے اپنے فرائض پر پھر اسی طرح تعینات ہو جائیں۔ جس طرح دنیوی زندگی میں ان فرائض کی ادائیگی ہوتی ہے۔ یعنی کائنات اہل دنیا کا کلام سننے لگ جائیں۔ آنکھیں اہل دنیا میں سے قبر پر کھڑا ہونے والوں کو دیکھنے لگیں اور زبان اہل دنیا میں سے قبر کے پاس آنے والوں کے کلام سلام کا جواب دینے لگ جائیں اور دل و عقل اہل دنیا میں سے قبر پر آنے والوں کو جان پہچان کرنے لگ جائے۔ ایسا تعلق قرآن پاک کی کسی آیت سے ثابت نہیں۔ (مذہب حق جزء اول ص ۶۲ تا ۶۳)

تائید کرنا: نیلوی صاحب نے قرآن مجید سے روح کا تعلق جبرائیل سے ثابت کیا ہے اور اس کے انکار کو کفر قرار دیا ہے۔ البتہ نیلوی صاحب خاص قسم کے تعلق کا انکار بھی کرتے ہیں۔ اندیشہ ان کے تلون مزاجی کی بدترین مثال ہے۔

جسم سُنْتَا ہے رُوح نہیں سُنْتَا | نیلوی صاحب کہتے ہیں صحیح احادیث اس بات کو مانت اور صحیح طور پر بیان کرتی ہیں کہ جسم کے لئے سماعت ہے نہ رُوح کے لئے مثلاً وہ روایت جو صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع في قبره وتوفي منه اصحابه انه لیسمع قرع نعالہ اتاہ ملکان ینقعدانہ فی رایتہ ویجلسانہ الخ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کو زندہ کرنے والے ساتھی دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ تو وہ دفن کیا ہوا بندہ

ان واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز ابھی سُن ہی رہا ہوتا ہے۔ کہ اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے اٹھا بٹھاتے ہیں۔ اس حدیث صحیح کی بنا پر عبادت یہ بتاتی ہے۔ کہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبرین کے اس کے پاس آئے اور اٹھا بٹھا کر

سے پہلے وہ میت واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز سُنتا ہے۔ تو یہ صرف جسم ہی تو ہے جس میں روح نہیں ہے۔ اور اس جسم بے روح کیسے سماعت ثابت ہو گئی کیونکہ ظاہر ہے کہ اس العبد سے مراد جسد بلا روح ہے جسے قبر میں رکھا جا رہا ہے..... پھر تو قولی عنہ میں ضمیر مجبور اور اصحابہ میں مضاعف الیہ ضمیر ان ہر دو ضمیروں کا مرجع وہی العبد ہے۔ جو جسد بے روح سے عبارت ہے پھر آنا کی ضمیر بھی العبد کی طرف راجع کیسے کی ضمیر بھی اسی کی طرف راجع ہے پھر آنا میں ضمیر منسوب متصل کا مرجع بھی العبد ہے۔ پھر فیقعلانہ میں بھی ضمیر منسوب متصل کا مرجع بھی العبد ہی ہے۔ جو عبارت ہے۔ جسد بے روح سے اور قلبیہ بدر والی حدیث بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ صرف جسموں نے سُنا تھا۔ جن میں روح نہ تھی (ندائے حق ص ۳۷۸ ج ۲ نامہ ۱۴) پھر نیلوی صاحب نے آگے چل کر لکھا کہ (انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں گھٹنے سڑنے نہیں ہیں ان کے جسم مبارک کا کھانا زمین پر حرام کر دیا گیا ہے اور گھٹنے سڑنے سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ پس اس حدیث سے پہلے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو زندہ لوگوں کے کلام سُنے کیلئے جسد خاکی کا سالم ہونا ضروری ہوا..... اور دوسری بات اس حدیث سے یہ ثابت ہوئی۔ کہ جب جسد نہ تو سماعت بھی نہیں رہتی۔ خلاصۃ القادحی وغیرہ بعض فقہی کتابوں میں ہے۔ کہ زیارت کرنے والا میت کے پاؤں کی طرف سے جائے۔ کیونکہ یہ صورت میت کے لئے آسان ہے۔ سر ہانے کی طرف نہ جائے۔ کیونکہ اس میں میت کو اپنی نگاہ پھیرنے میں اور سر ہانے کی طرف متوجہ ہونے میں دقت اور مشقت

اور تکان ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ جب فقط روح مُنفتی ہے اور جسدِ خاکی نہیں سنا تو پھر سرِ پائے کی طرف سے آنے کا امتیاز کیسا۔ ناچار یہ سب ناچار یہ سب کچھ ہم کے خواص میں ہیں۔ پس اس فقہی روایت کا مضمون بھی جسد کو سماعت کے لئے مخصوص ثابت کرتا ہے (مدائے حق ص ۲۸ ج ۲)

قارئین کرام: نیلوی صاحب نے تین صحیح حدیثیں جسد کے سماع کیلئے بیان کی ہیں جو مقبول نیلوی صاحب مرتب بھی ہیں اور ایک فقہاء کرام کا فتویٰ خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ جو جسد کے سماع میں مرتب ہے۔ اور مقبول نیلوی صاحب جسد کو سماعت کے لئے مخصوص ثابت کرتا ہے۔ لیکن نیلوی صاحب نے ان صحیح اور صحیح حدیثوں کے مضمون کو رد کر کے تاویلیں شروع کر دیں۔ اور فقہاء کلام کے فتویٰ کو بھی نوکر دیلے۔ جو کہ بالکل مرتب ہے۔ اب نیلوی صاحب کے شبہات کو ذکر کر کے ان کا جواب دیا جاتا ہے

سوال۔ نیلوی صاحب خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ کے حوالہ کا جواب دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ کنیارت کیلئے سرِ پائے کی طرف سے جائز ہے۔ کیلئے اُلغے ہے۔ کہ میت کو نگاہ کو تے وقت وقت ہوتی ہے۔ مگر وہ پھرنی پڑتی ہے، نہ قرآن پاک کی آیت سے ثابت ہے اور نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ امام اعظمؒ سے نہ صاحبین سے یا جمہور فقہائے حنفیہ سے رحمہم اللہ تعالیٰ۔ وہ محض ایک خیال ہے بعض علماء کا جو دین میں کسی طرح حجت نہیں ہو سکتا (مدائے حق ص ۲۸ ج ۲ تا ص ۲۹)

جناب نیلوی صاحب خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ کے حوالہ سے جو **الجواب** جناب نے فقہاء کرام کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ یہ فتویٰ علامہ شامیؒ نے بھی ذکر کیا ہے (دیکھئے فتاویٰ شامی ص ۱ ج ۱) مطلب فی زیارة القبر مطبوعہ کوئٹہ اور ملا علی قاریؒ نے شرح اللباب میں آداب زیارة میں اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے (دیکھئے شفاء الصدور مترجم اردو ص ۹۶) حافظ ابن

الہامؑ بھی فقہاء اخافؑ نے اس مسئلہ کا بیان کرتے ہیں دیکھئے دفع القیبر ج ۹۵ ص ۱۰۲ المکتبہ الرشیدیہ کوٹہ اور سید احمد طوطاوی حنفیؒ حاشیہ مراقی الفلاح ص ۲۴ میں حافظ ابن القیمؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کرا حدیث اور آثار اس پر دلائل کرتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کرنے والا جیب بھی آئے تو قبر والا میت اس شخص کو جانتا ہے اور اس کا سلام بھی سنتا ہے اور اس سے مانوس بھی ہوتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے ادب عام ہے بشہداء وغیرہ شہداء سب کو شامل ہے اور اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ مزید حوالے کسی اور مقام میں ذکر کر دیئے جائیں گے۔ محترم نیلوی صاحب کیا یہ سب فقہاء اخافؑ اس قابل ہیں کہ ان کے اقوال و فتاویٰ کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے۔ حالانکہ فقہاء اخافؑ کی بات کو ٹھکرانا آپ کے نزدیک بھی زبردست گستاخی ہے۔

فقہاء اخافؑ کی بات کو ٹھکرانا زبردست گستاخی ہے | نیلوی صاحب لکھتے ہیں منہجہ

بالا اجلہ فقہائے حنفیہ شکر اللہ سعیم نے جو جواب دیے ہیں وہ کسی طرح بے دلیل نہیں ہو سکتے۔ ایسی مسینوں کے بارے یہ تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ایسا فقہو کرنا ان پر بے اعتمادی کا ثبوت ہے اور ایک غیر معمولی گستاخی ہے اور بغیر دلیل کے ان کی بات کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دینا ہے۔ حفظنا اللہ منہ (ندائے حق ص ۱۵۶)

نیلوی صاحب ! ع۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حدیث انہ یسمع قرع نعالہم کے متعلق نیلوی صاحب کہتے ہیں سوال اور جوتیوں کی آواز سننا جو ہے۔ اس سے نکیرین کا جلدی آنا

(ندائے حق ص ۲۸۱ ج ۲ و جزہ ماقول ص ۱۹۵)

ما علی قاریؒ نے اس توجیہ کی خوب تردید فرمائی ہے اور کہا ہے جواب کہ میت کفن میں لے اور چارپائی اٹھانے والے اور جنازہ پڑھنے والے اور دفن کرنے والے سب کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ جیسا کہ احادیث

سے ثابت ہے اور ابن الملک فرماتے ہیں کہ مژدہ جوتوں کی دب دب کی آواز حقیقتاً سنتا ہے دیکھئے (ندائے حق جلد اول ص ۱۹۶)

جواب ۲ نیلوی صاحب آپ نے خود اس حدیث کی تشریح میں تسلیم کیا ہے کہ القید سے مراد حبس ہے روح ہے اور اس

کو قبر میں اٹھانا اس سے منکر کبیر کا سوال کرنا پھر اس مژدہ کا جواب دینا وغیرہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اب جان من انکار کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ ناں یہ اور بات ہے (۵) تیسرا جی نہ مانے تو باتیں ہزار ہیں

اگر قریح لعال کا حقیقی معنی مراد نہ ہو تو فقہائے احناف **جواب ۳** کا اس حدیث کو جوتوں سمیت قبروں کے درمیان چلنے پر

استدلال کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ چنانچہ نیلوی صاحب آپ خود حوالہ نقل کرتے ہیں۔ یعنی قبرستان میں جوتوں کے ساتھ چلنا ہمارے غریب خند میں کمزور نہیں جس کی دلیل اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب لوگ قبرستان سے واپس گھر دوں کو جاتے ہیں تو مژدہ ان جوتوں کی آواز سنتا ہے (ندائے حق جلد اول ص ۲۲) نیلوی صاحب حقیقت سے تم غارچ ہو۔ ہم نے حقیقت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ دلع ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو راہ راست پر چلائے (آئین)

محترم نیلوی صاحب بات بہت طویل پکڑاتی جا رہی ہے۔ اس کو یہاں ختم کر دیں لہذا دعا کریں انشاء اللہ یا زندہ صحبت باقی! جناب کی پوچھی ندا حق خسرات سے بھری ہوئی ہے۔ کس کس خلاف کا جواب دیا جائے۔ ندا ہو آپ کی کس کس ادا پر۔ ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

یادہ گوئی حضرت ابی ہریرہؓ کے متعلق نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ ایک صحابی غیر معروف الفقه والعدالۃ یعنی حضرت ابی ہریرہؓ

ہی سے روایت ملی (ندائے حق طبع اول ص ۱۳۵)

نیلوی صاحب کا رجوع | نیلوی صاحب نے اپنی غلطی سے رجوع کر لیا ہے دیکھئے (ندائے حق صفحہ ۲۹۵ ج ۲) مگر کس کس گناہ سے نیلوی صاحب رجوع کریں گے۔

اگر غفلت سے باز آیا جفا دکن تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
جمہور اہلسنت زبور میں | ہم جمہور سے علیحدہ ہی اچھے ہیں۔ ہم ایسے جہور کے عاشق نہیں جیسے تو قدر آن و سنت و اجماع مجتہدین کافی ہیں۔ یہ جمہور زبور کشف خواہیں جنگجیوں کا مذہب آپ ہی کو نصیب ہو (ندائے حق طبع اول صفحہ ۱۸)

یا وہ گوئی جیا انبی علیہم السلام کا عقیدہ قبول کرنا ایمان فروشی ہے

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ میں اگر ایمان فروش یا اجیر خاص ہوتا۔ تو چوکیرو مدرسہ دارالہدی سے میں نہ نکلتا اور آپ لوگوں کا مسلک اختیار کر لیتا۔ ندائے حق صفحہ ۲۹۵ ج ۲
 نیلوی صاحب نے اس مدرسہ سے نکلنے کی تفصیل ندائے حق جز اول صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۹ میں کر دیا۔ نیلوی صاحب خود نہیں نکلے بلکہ لکے گئے ہیں۔
 کہہ رہی ہے یہ آنکھ شرمی خراب ہوئی لکے کسی اس بھری معنی میں رسولی ہوئی

یا وہ گوئی انبیاء علیہم السلام کے جیسا کو گلاب کے پھول تشبیہ دینا تو مین ہے

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ان کے احاد و مطہرہ کو گلاب کے پھول سے تشبیہ دینا بھی ان کی تو مین ہے (ندائے حق جز ثانی صفحہ ۲)

گلابی زخار والے | نیلوی صاحب کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کے احاد و مطہرہ کو جیسا گلاب کے پھول کیسا تھا

تشبیہ دینا تو مین ہے تو چہرہ مبارک جو جہد مبارک میں سے عہدہ شریف بکا اثر میں ہے۔ اس کو گلاب کے پھول کے ساتھ تشبیہ دینا تو بطریق اولیٰ ہے ادبی و گستاخی

و تو زمین ہوگی۔ مگر نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اور لاہر آپ کا معصوم جسم مطہر مقبرہ بالکل بلا تغیر و تبدل اُسی طرح موجود ہے جس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنے محفوظ و محفوظ سے ام انہوں نے جسے حجرہ شریفہ میں زمین کو دو کر لحد میں رکھا تھا۔ جیسے کوئی نقاب اوڑھے گا لابی رخسار والے گورے رنگ کے آرام فراہم ہے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم (ندائے حق جز ثانی ص ۱۳۱) و ندائے حق جلد اول ص ۲۶۲) نیلوی صاحب

نے اپنا گستاخ ہونا ثابت کر دیا ہے

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آئندے نظر دیکھ اپنا آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

یا وہ گوئیؑ، انبیاء علیہم السلام کی جیسا بزر خیا کا انکار نیلوی ندائے حق جلد اول ص ۲۱۵ میں نقل کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

کے اجساد طیبہ میں نہ جات بزدلی ہوتی ہے اور نہ ان میں اور کاک و شعور ہوتا ہے (معاذ اللہ) نقل کفر کفر نباشد۔ عام اموات کے بارے میں نیلوی صاحب اقرار کرتے ہیں۔ ان میں اتنی حیات تسلیم کرنا کہ وہ اپنی قبروں میں دکھ سکھ محسوس کر سکیں ضروریات دین میں سے ہے۔ دیکھئے ندائے حق جز اول ص ۶ و ص ۱۳۱ تا ص ۱۳۲ و ندائے حق ص ۲۱۵ ج ۲) مگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق اتنا بغض کہ عام مومنوں والی حیات سے بھی وہ بہرہ ور نہیں ہیں (معاذ اللہ) بلکہ کفار کو بھی ایک قسم کی حیات حاصل ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کو کسی قسم کی اپنی قبروں میں حیات حاصل نہیں (لا حول ولا قوۃ الا باللہ علی العظیم)

ص۔ ایمان کو آگ لگا کر غرض ہونا کام جاوید کی

غیر نبی کو نبی پر فضیلت دینے والا کافر ہے نیلوی صاحب کہتے ہیں نیلوی کہتا ہے کہ ایسا

عقیدہ جس میں غیر نبی کی نبی پر فضیلت ہو اور انبیاء کی شان میں گستاخی ہو وہ بلا زکفر ہے۔ اب ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کس صورت

میں لازم آتی ہے (ندائے حق جزء اول ص ۵۵۲) نیلوی صاحب آپ نے بہ فتویٰ
نفر کا اپنی ذات پر خود لگایا ہے ۷

کل دیکشن کا گواہ بل ناشاد نہ کر تو گرفتار ہوئی اپنے کئے کے باعث
نیلوی صاحب آپ کی گستاخیاں و یادہ گویاں تو بہت ہیں مگر ہم نے
حق کے متلاشیان کے لئے چند نقل کر دی ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کر کے گستاخوں
کی سنگت سے اجتناب کریں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اگر کوئی آدمی انبیاء علیہم السلام
کی توہین و گستاخی کرنیوالے کے ساتھ محبت کرتا ہے تو جہنم سے
قسمت کیا ہر ایک کو تمام ازل کے جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظیرا

نیلوی صاحب پر یہ
نیلوی صاحب کا بیجا غصہ | اعتراض کیا گیا کہ نیلوی تو زبردست گستاخ
ہیں۔ تو نیلوی صاحب نے اپنی گستاخوں پر پردہ ڈالنے اور ان کو جانتر ثابت
کرنے کے لئے اکابر علماء دیوبند پر جھوٹے الزام لگا دیئے جس طرح کہ بریلوی
اور مودودی صاحبان کا طریقہ ہے۔

حضرت نانوتویؒ گستاخ ہیں | نیلوی صاحب کہتے ہیں اگر خواہ
مخاواہ بولنا ہی ہے تو یہ بتاؤ۔ کہ
جمال تاسمی ص ۱۵ میں بڑی پاک کی قبوری زندگی کو سکتہ کے مرض والے کی زندگی
کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یہ توہین نہیں (ندائے حق جزء اول ص ۴۶۹) نیلوی
صاحب تو توہین نظر نہیں آتی۔ تشبیہ من کل الوجوہ میں ہوتی۔ آپ کا گستاخ
ذہن اگر اس کو توہین سمجھے تو ہمیں تعجب بھی نہیں۔

ہفت روزہ خدام الدین | نیلوی صاحب کہتے ہیں (نیز جمعہ علماء
اسلام کے ترجمان اسلام میں حضرت
عزیز کے بارے میں کتنا جسم بے رُوح
ترجمان اسلام پیرنا فرنگی بنے وہیں پڑے رہے ان کی ہڈیوں کے

جوڑ جوڑ الگ ہو گئے تھے جسم کا بند بند ٹوٹ گیا تھا۔ اس بے جان لاشے میں اپنی رُو پھونک دی اللہ تعالیٰ نے انہیں ہٹا کر مرد دنیا دیا۔ کیا حضرت عزیرؑ کے بارے میں یہ تفسیمی الفاظ ہیں۔ اسی طرح خدام الدین جو حضرت لاہوریؒ کا جاری کردہ ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں جو لکھا۔ دریں اثنا جسم زخم آلودہ سے ایک کیڑا زمین پر گر گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے زخموں کی عفونت ہوا میں مل کر نذر دیکھی گاؤں کی طرف گئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے لوگوں کو فرمایا۔ مجھے اپنے گاؤں کے کوڑا کرکٹ پر صدمہ سمجھا کر معاذ اللہ کھلا سڑاں پڑا ہے۔ کیا یہ تفسیمی الفاظ ہیں۔ وہ ماتمہ جل جالب جنہوں نے خدام الدین جیسے اسلامی رسالہ میں یہ لکھا ہے۔ ہاں تو ایک بات اور رہ گئی۔ کہ آپ کا فتویٰ ہے کہ ہمارے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور مسئلہ ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ کافر کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہونے کا کیا مطلب۔ کافر کے پیچھے تو نماز ہوتی ہی نہیں۔ لیکن آپ جو ہمارے پیچھے نماز کو مکروہ تحریمی کہتے ہو تو معلوم ہوا۔ کہ آپ ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ میلوں کی توہین کرنے والا فاسق مبتدع تو ہو سکتا ہے۔ مگر کافر نہیں ہوتا۔ شاید یہی وجہ ہو کہ ترجمان اسلام میں اور خدام الدین میں خوب کھل کر میلوں کی توہین کی گئی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ دندائے حق جزء اول ص ۲۶۹)

نیلوی صاحب نے دندائے حق ص ۲۰۲ ج ۲ میں توہین حضرت عزیر علیہ السلام کے عنوان کے تحت پھر ترجمان اسلام ص ۱۴-۱۸ جلد شمارہ کا حوالہ دیا ہے۔ مگر نیلوی صاحب نے سن و تاریخ کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ تاکہ اصل رسالہ کی طرف رجوع کیا جاتا۔ جب تک نیلوی صاحب ترجمان اسلام کا سن و تاریخ نہ بیان کریں اس پر تبصرہ و جواب کا اظہار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ نیلوی صاحب نے توہین حضرت ایوب کے عنوان کے تحت خدام الدین ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء کا حوالہ دیا ہے دیکھئے (دندائے حق ص ۲۰۳ ج ۲) اس لئے اس کا جواب تفصیل سے ذکر

کیا جاتا ہے۔ نیلوی صاحب نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ خدام الدین جو حضرت لاہوریؒ کا جاری کردہ ہے۔ بے شک خدام الدین حضرت لاہوریؒ کا جاری کردہ ہے۔ مگر جناب نیلوی صاحب آپ نے جس خدام الدین کا حوالہ دیا ہے وہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء کا ہے۔ جب کہ اس کے جاری کنندہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس سے قبل رمضان ۱۳۸۱ھ / فروری ۱۹۶۲ء میں انتقال فرما چکے تھے۔ دوم جس مضمون کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ وہ حافظ محمد اشرف کیمبلپوری کا ہے۔ جو جاہل قسم کا آدمی نظر آتا ہے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ واقعہ اسرائیلیات میں سے ہے یہ اتنا مشہور ہے کہ بڑے بڑے علماء بھی اس میں ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ شیخ عطارؒ نے بھی کٹھن کا ذکر کیا ہے راز جن صاحب کراماں فوت داد (پند نامہ) نیلوی صاحب آپ نے جو اس واقعہ کو کھل توہین سے تعبیر کیا ہے۔ تو گویا آپ ایسے واقعہ بیان کرنے والے پر کفر کا فتویٰ لگانا چاہتے ہیں۔ جناب نیلوی صاحب آپ نے اگر فتویٰ لگانا ہے اور فتویٰ لگانے کا شوق ہے۔ تو اپنا شوق پورا کریں۔ آپ کے پیرو مرشد بھی اس واقعہ کے بیان کرنے میں ملوث ہیں ملاحظہ ہو۔ اور ایوبؒ کا قصہ مختصر یہ ایک کتاب میں ہے کہ تمام لوگ مخالف ہو گئے۔ شہر سے باہر نکال دیا۔ کہ ان کے بدن میں کڑے پڑھ گئے تھے۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

پیارے نزار کیڑے! مولوی ابوالحسنات لاہوری کا بریلوی بکتے ہیں (حدیث میں ہے کہ چار ہزار کیڑے حضرت ایوبؑ کے جسد میں پڑ گئے الخ ملغاً) اور اسی غم واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام، اس بریلوی شیخ الحدیث نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان و جھوٹ بول دیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث میں کہیں نہیں — یہ سب اسرائیلی جھوٹے من گھڑت قصے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ نصیب کرے۔

نوٹ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق جو عوام و خواص میں مشہور ہے کہ ان کے جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے یہ روایت غلط ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم مبارک میں صرف خارش و زخم ہو گئے تھے جس کی وجہ سے آپ کو تکلیف شدید کا سامنا کرنا پڑا اور آپ نے صبر کا مظاہرہ فرمایا

باب الجہالات

نیلوی صاحب کی نادانیاں

جہالت نمبر ۱ نیلوی صاحب تو مثل کی حدیث جو حضرت عثمان بن حنیف سے آئی ہے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ حدیث عثمان بن حنیف دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔ وہ بھی سنداً و متنناً قابل استدلال ہے ایک تو اس کا راوی مستفرد ہے (۲) اہل سنن کا اس حدیث سے اعراض (۳) اضطرار عقلی کی وجہ سے ائمہ اہل سنت و جماعت کا اس کو قبول نہ کرنا (۴) رواد حدیث کا استاذ روح سے منکر روایات نقل کرنا..... روح بن صلاح کو ابن جابر و حاکم نے گو ثقہ کہا۔ مگر ابن عری و ابن تیمیہ و حنبلی نے مجمع الزوائد میں اسے ضعیف کہا ہے (ندائے حق جز ثانی ص ۳۲)

جواب حضرت عثمان بن حنیف کی حدیث کے کسی طریق میں روح بن مکہ واقع نہیں ہوا۔ یہ نیلوی صاحب کی زبردست جہالت ہے۔ روح بن صلاح جس حدیث کی سند میں واقع ہوا ہے۔ وہ حضرت انسؓ سے مروی ہے دیکھئے۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعة ص ۱ ج ۱۔ نیز دیکھئے ندائے حق ص ۳۲ و تفسیرہ بظہیر ص ۳۱

آدمیت اور شئی بے علم ہے کچھ اور چیز کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
نیلوی صاحب حدیث مہرۃ کا ترجمہ کرتے ہوئے آخر
جہالت نمبر ۲ میں کہتے ہیں۔ چلے تو لیا جانے اپنے پاس رکھتے اور
اگر واپس کرنا چلے۔ تو واپس کر دے۔ مگر ساتھ (اس) کے ساتھ گندم کا کب

صاع بھی نیچنے والے کے حوالے کر دے (نذرے حق جز ثانی ص ۱۱)

الجواب | گندم کا صاع نیچنے والے کے حوالے کرے یہ حدیث پاک میں نہیں ہے۔ بلکہ حدیث پاک میں ہے کہ گندم کا صاع نذرے چنانچہ ترمذی ص ۲۲ ج ۱ مع العرف الشذی میں ہے۔ لاسمراء معنی لاسمراء لائبر نیلوی صاحب نے گندم کے ایک صاع کا ذکر کر کے اپنی زبردست جہالت کا ثبوت فراہم کیا ہے

کب سیاہی سفید ہوتی ہے لاکھ دھویا کہے کوئی
باش کی دال سے نہ ہو گندم پیدا لاکھ بویا کہے کوئی

جہالت نمبر ۳ | ایک محدث جو جرح و تعدیل کا لام ہے ابن ابی رواد ہے۔ مگر نیلوی صاحب نے اس کو ابن ابی داؤد بنا دیا ہے۔ دیکھیے شفاء الصدور طبع اول ص ۱۲ طبع دوم ص ۱۳ د دیکھیے تہذیب التہذیب ص ۲۳ ج ۲) لیکن نیلوی صاحب کو رواد اور داؤد کے درمیان فسوق نظر نہیں آتا ہے

لطف پہ لطف ہے کہ اہلاد میں جیسے کیا رہے
حائے حلی سے گدھے کھٹنا، ماہوز سے بکڑے

جہالت نمبر ۴ | نیلوی صاحب نے جید مجتہدین کی فہرست میں ابو داؤد ظاہری کو بھی شمار کیا ہے دیکھیے نذرے حق ص ۳۲ ج ۱

پہلے تو نیلوی صاحب نے یہ جہالت کا ثبوت دیا ہے کہ داؤد ظاہری کو ابو داؤد بنا دیا ہے۔ دوسرے ظاہری (ظاہرین) شخص کو جید مجتہد کہنا یہ بھی جہالت و حماقت ہے۔ رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے (صحیح مسلم ص ۱۲۸ ج ۱) تمام علماء کرام کا اس پر اجماع ہے۔ کہ جس طرح رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے۔ اسی طرح پاخانہ (ڈھٹی) کرنا بھی منع ہے۔ اسی طرح کسی برتن میں پیشاب و پاخانہ کر کے پانی میں ڈالنا بھی منع ہے۔ مگر داؤد ظاہری کے نزدیک (جو نیلوی صاحب کے نزدیک جید مجتہد ہے

پانی میں انسان کو صرف پیشاب کرنا منع ہے۔ اگر انسان خود پانی میں پیشاب نہ کرے اور کسی برتن میں پیشاب کر کے پانی میں ڈال دے تو منع نہیں۔ اسی طرح پانی میں پانچاؤ (ٹٹی) کرنا بھی منع نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم ص ۱۳۸ ج ۱ میں اس حکایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: **وہذا الذی ذہب الیہ خلاف اجماع العلماء وھومن اقیح مانقل عنہ فی المجموع علی الظاہر** (ترجمہ: داؤد ظاہری کا یہ مذہب علماء کرام کے اجماع کے خلاف ہے اور محمود علی الظاہر کی بدترین مثال ہے فسوقہ ظاہریہ کے اس بے جا جوہد کی تردید شیخ الاسلام ابن ذیق العید نے احکام الاحکام ص ۱۰۱ میں نہایت بہترین انداز میں کر دی ہے۔ وٹال ہی ملاحظہ کریں۔ نیز دیکھیے مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ طبع اول ص ۲۲۶)

علامہ تاج الدین سبکیؒ قاضی البوکریمہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ ان اصحاب الظاہر لیسوا من علماء الشریعۃ وانما هم نقلتہ ان ظہرت الثقتہ (طبقات ص ۲۵ ج ۲) اصحاب ظاہر علماء شریعت سے نہیں۔ بلکہ وہ صرف نقال ہیں۔ یکہ ان کی ثقاہت ظاہر ہو۔ (بحوالہ مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ ص ۲۲۶)

حدیث شریف میں ہے۔ کہ جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے۔ وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ کو داخل کر رہا ہے (صحیح مسلم ص ۱۸۶ ج ۲) امام نوویؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ سونے چاندی کے برتن میں جس طرح پینا منع ہے اسی طرح کھانا بھی منع ہے (جیسا کہ حدیث میں ہے صحیح مسلم ص ۱۸۶ ج ۲) اور ان برتنوں کو استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ مگر داؤد ظاہری کہتا ہے کہ پینا منع ہے حرام ہے۔ مگر کھانا ان برتنوں میں اور ان کو استعمال کرنا منع و حرام نہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ **اما قول داؤد باطل** لہذا بد مذہب ہذا لا احادیث فی النہی عن الاکل والشرب معاً ولما لفتہ الاجماع قبلہ (ترجمہ) اسے یہ قول داؤد ظاہری کا پس باطل ہے۔ بلکہ جو بھینک دینے اس کے ان حدیثوں کو جو کھانے پینے کی منع میں مرتکب ہیں۔ اور جو مخالفت کرنے اجماع علماء کے جو داؤد ظاہری سے پہلے

ہو چکے ہیں۔ پھر امام نووی لکھتے ہیں (فالمحققون يقولون لا يعتد به
لا خلاص بالقياس وهو احد شروط المجتهد الذي يعتد به) (شرع مسلم ج ۱۶)
محققین علماء و محدثین کرام کا فیصلہ یہ ہے کہ اواد ظاہری کی بات کا اجماع کے
خلاف کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ اواد ظاہری قیاس کو ترک کرتا ہے۔ حالانکہ مجتہد کی
شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ قیاس کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تب اس کی
کی بات کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ نیلوی صاحب آپ نواد اواد ظاہری کو مجتہدین
جسکا امام نووی فرماتے ہیں کہ مجتہد بھی نہیں۔ مولانا محمد اسماعیل غفر مظلہ کہتے
ہیں۔ ظاہر پستی کا مرض حافظ ابن حزم اور امام اواد ظاہری رحمہ اللہ نے قیاس کی
ان عجول جلیلوں سے تنگ آکر اس کی حجت سے انکار کر دیا۔ اولیٰ سب تلاش فرم لے
کہ صرف کتب و سنت پر کفایت کریں۔ (تحریک آزادی فکر و فک ۵۵)
نیز مولانا موصوف فرماتے ہیں۔ حافظ ابن حزم کی مثل کے بعض قیمتی حث
اہل حق کی آنکھوں کے لئے نور ہیں۔ لیکن مضحکہ خیز توجیہات بھی اہل علم کی نگاہوں
سے پوشیدہ نہیں جہاں وہ رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کو تو منع فرماتے ہیں لیکن
پاخانہ کھسنے کی اجازت دیتے ہیں (تحریک آزادی فکر و فک ۱۵۸) معلوم ہوا کہ نیلوی
صاحب صرف جہالت کا شکار نہیں۔ بلکہ جھل مرکب کا شکار ہیں۔
ہر کس کہ نداند و بداند کہ داند در جہل مرکب ابدالہ ہو کاند

امام اعظم کا نام سیماں بن مہران ہے۔ مگر نیلوی
جہالت نمبر ۶ | صاحب نے مہران بن سیماں اعش بنا دیا ہے۔ دیکھئے
ندائے حق جز اول ص ۳۴۲۔ تیری مجلس میں اور بھی گل کھیں گے

جہالت نمبر ۶ | نیلوی صاحب ہمارے استاد محترم حضرت مولانا محمد
سرفراز خاں صاحب صفحہ کو خطاب کرتے ہوئے کہتے
ہیں اب چونکہ اہل حق کی تردید مقصود ہے۔ اس لئے ترمذی کی تفہیم و تحسین
کا سہارا لے رہے ہیں۔ اگرچہ اپنے شیخ و مرشد کی نوے سالہ تحقیق پر پانی

بھرجائے (ندائے حق جز ثانی ص ۳۱۴)

نیلوی صاحب نے حضرت مولانا حسین علی مرحوم کے مسئلہ تونس میں کوٹے سالہ تحقیق کا جو ذکر کیا ہے وہ محل نظر ہے۔ کیونکہ حضرت مولانا حسین علی مرحوم ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۳ء میں آپ کی وفات ہوئی کل عمر تقریباً انسی برس بنتی ہے۔ تو نوٹے سالہ تحقیق کہنا نیلوی صاحب کس طرح درست ہو سکتا ہے کی حضرت مولانا حسین علی صاحب پیدا ہونے سے پہلے ہی تدقیقات و تحقیقات میں مصروف تھے۔

واہ نیلوی صاحب واہ !

کل گئے گلشن گئے جگل وختہ گئے اڑ گئے دانا چلاں سے بے رحمہ گئے

نیلوی صاحب : نواب مدین حسرتاں کو المتوفی ۱۳۵۹ھ کہتے

جہالت نمبر ۱ | ہیں (دیکھئے ندائے حق ص ۲۵۵، ۲۵۶) حالانکہ نواب مدین

حسن خاں کی وفات ۱۳۵۹ھ میں ہوئی ہے دیکھئے نزہۃ الخواطر ص ۱۹۱، ۱۸۷

للعلامة عبدالحی المسینیؒ) گویا نیلوی صاحب نے نواب صاحب کی زندگی کے تین سال

ختم کر دیئے ہیں۔

مازہ ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ سہل بن سعد سادک شہر میں

جہالت نمبر ۲ | فوت ہوئے جو عہد رسالت میں پچھے تھے سن رشد کو نہ پہنچے

(ندائے حق جز ثانی ص ۳۱۴)

نیلوی صاحب آپ نے جو حضرت سہل بن سعدؓ کا سن وفات ۱۳۵۹ھ

الجواب | لکھا ہے یہ متفق علیہ نہیں ہے۔ بعض نے ۱۳۵۹ھ بعض نے ۱۳۶۰ھ

بھی لکھا ہے اگر آپ کا مشہور والا قول بھی تسلیم کریں جائے تب حضرت سہل بن سعدؓ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ۱۵ سال کے تھے کیونکہ حضرت سہلؓ

کی ولادت ہجرت سے پانچ سال پہلے ہے۔ ظہد ۱۵ سال ۱۶ سال کے نوجوان کو یہ کہنا

فٹ آتی ہے۔ کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مرؤہ۔ نیلوی صاحب آپ کو ابھی تک
 تساہل کا معنی و مطلب بھی سمجھ نہ آیا۔ بہت افسوس! سنئے محدثین کرامؒ کی اصطلاح
 میں تساہل اس محدث کو کہا جاتا ہے۔ جو راوی پر جرح کرنے میں نرمی و چشم پوشی
 کرے مثلاً دوسرے محدثین کرام جن راویوں کو ضعیف کہتے ہیں۔ یہ ان کو ثقہ کہتا
 ہوا محدثین کرامؒ کے ہاں ایک حدیث ضعیف ہے یہ اس کو صحیح کہتا ہو۔ اور کئی بار
 ایسا بھی کیا ہو۔ اس کے مقابل متشدد ہے۔ یعنی محدثین کرامؒ جس راوی کو ثقہ کہتے
 ہوں۔ یہ اس کو ضعیف بنا دے یا محدثین کرامؒ جس روایت کی تصحیح کرتے ہوں
 یہ اس کو ضعیف و موضوع کہہ دے۔ اور کئی بار ایسا ہی کیا ہو۔ اور علامہ ہیثمیؒ پر
 یہ بات نٹ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس طرح دوسرے محدثین کرامؒ عبد الرحمن کو
 ضعیف قرار دے رہے ہیں۔ علامہ ہیثمیؒ بھی اسی طرح جمع الزوائد کے کئی مضامین
 میں اس راوی کو ضعیف کہتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ امام نسائیؒ کی طرف توثیق
 کی نسبت کر دی ہے۔ یہ علامہ ہیثمیؒ کی غلطی و وہم ہے۔ اس کو تساہل نہیں کہا
 جاسکتا۔ اگر غلطی کا نام تساہل ہے۔ تو پھر سب محدثین کرامؒ مقابل شمار ہونگے
 (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) اس لئے نیلوی صاحب آپ اپنے اساتذہ
 کرام کا ذکر نہ کیا کریں۔ کیونکہ آپ کی جہالت کی وجہ سے ان کی بدنامی ہوگی۔ آپ کی
 بدعقیدگی کی وجہ سے وہ بدنام ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شاگردوں سے بچائے
 جو اساتذہ کی بدنامی کا سبب ہوں گے

ہی دستا بن قیمت راجہ سوزا زبیر کمال کو خیر لعنہ آب حیوان تشنہ آرد سکندرا
 نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اگر قتادہ کا قول اس لئے مردود

جہالت نمبر ۱ ہے۔ کہ قدری بدعی تھا۔ تو خفق تعالٰیٰ والی حدیث بھی
 آپ کو رد کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس حدیث کو روایت کرنے والا عبد اللہ علی بن
 عبد اللہ علیؒ ہے (سناری ص ۱۶۹ ج ۱) جو شیعہ ہے اور قتادہ تو پھر بھی تابعی ہیں
 خیر القرون میں اور صحابہؓ کے تلمیذ ہیں۔ عبد اللہ علیؒ تو پیچھے کاراوی ہے (لذا حق ص ۲۲)

پھر اسی حدیث میں ایک راوی سعید بن ابی عروبہ عیدہ امام اہل بصرہ ان کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ تقدیر کے منکر تھے۔ نیز آخر عمر میں ان میں تبدیلی آچکی تھی۔ نیز سندس بھی تھے۔ غرضیکہ قینوں استاد شاگرد (عبداللہ علی سعید بن ابی عروبہ قتادہ بن معاذ) مرکزی راوی ہیں۔ اور قینوں تقدیر کے منکر ہیں (ندائے حق ص ۲۷۲)

جواب | نیلوی صاحب آپ نے یہ اعتراض کر کے اپنی جہالت کا زبردست ثبوت فراہم کیا ہے۔ قتادہ وغیرہ کی روایت و تفسیر کو رد اس وقت کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ ان کے مسلک کی تائید کر رہی ہو۔ اگر ان کے مسلک کی تائید نہ کر رہی ہو یا ان کے مسلک کے خلاف ہو تو قبول کی جائیگی مہدین کرام کا اصول و ضابطہ یہ ہے۔ آپ بھی اس اصول سے واقف تو ہیں مگر قد و بہت دھرمی کے باعث تجاہل عارفانہ اختیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ خود کہتے ہیں۔ ایک حدیث کے بارے میں ۱۱ اور اس حدیث میں حضرت برادرؓ کے تلمیذ عدی بن ثابتؓ ہے جو غالی شیعہ ہے۔ مگر یہ حدیث اس لئے مقبول ہے۔ کہ اس سے اس کے مذہب کی تائید کسی طرح نہیں ملتی۔

(ندائے حق جزء اول ص ۱۷۲)

جواب | اس حدیث کا دار و مدار عبداللہ علی و سعید بن ابی عروبہ پر نہیں ہے۔ صحیح بخاری ص ۱۸۸ ج ۱ کی سند ڈبل ہے۔ پہلی سند میں عبداللہ علی و سعید دونوں ہیں۔ لیکن دوسری سند میں عبداللہ علی نہیں ہے۔ اور صحیح مسلم ص ۲۸۷ میں سند یوں ہے۔ حدیثنا عبد بن حمید نا یونس بن محمد نا شیبان بن عبد الرحمن عن قتادہ نا ناس بن مالک الخ اس سند میں نہ تو عبداللہ علی ہے نہ سعید بن ابی عروبہ اسی طرح مسند احمد ص ۱۲۶ ج ۲ و سنن نسائی ص ۲۲۲ (مسند الکافر) کی ایک سند میں نہ تو عبداللہ علی ہے نہ سعید۔ تو ان کو سند کا مرکزی راوی کہنا۔ نیلوی صاحب کی زبردست جہالت ہے۔

بہرِ غفلتِ نعال کی حدیثِ مروت قتادہ عن انسؓ کے طریق سے مروی
جواب نہیں۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔

مجمع الزوائد ۵ ج ۲ رد الطبرانی فی

الکبیر و مجالہ الثقات)

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مرفوعاً مروی ہے

طحاوی ۴ ج ۱ و مستدرک حاکم منہ ۴ ج ۱ قال الحاکم
 والذی صحیح علی شرط مسلم (فلہذا نیلوی صاحب آپ کو اپنی جہالت کا ماتم کرنا چاہتا
 ہے نہ تم مدھے ہیں دیتے نہ ہم فرادیوں کرتے نکھلتے راز سرسبز نہ یوں رسوائیاں ہتھیں
 نیلوی صاحب آپ کی جہالتیں تو کافی ہیں۔ لیکن ہمارے پاس وقت کی قلت ہے
 اس لئے اس باب کو یہاں بند کیا جاتا ہے سے
 نزدیک کو اتنا طول غالب مختصر رکھتے کہ حسرت سب سے ہوں عرض ستم نا جہالی کا

باب التفاضل

نیلوی صاحب کی تضامینا

تعارض اول نیلوی صاحب سرخی قائم کرتے ہیں۔ امام بخاری کا مسلک ہے کہ رُوح کے اعادہ کے بغیر بھی مجسم میں ہول سکتا ہے۔

حق جز اول ضلہ ۱، نیلوی صاحب کا امام بخاری پر فتویٰ نیلوی صاحب ندائے حق جلد ثانی ص ۳۶ میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (یعنی جو زندہ نہیں اس میں علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر میں سے کوئی منف نہیں ہوتا۔ ہاں معتزلہ فرقہ کی ایک شاخ قدیرہ رصالحی اور اس کے پیروکار کا دعویٰ ہے کہ مرہ دھڑ میں یہ سب صفیں پائی جاسکتی ہیں۔ جیسے آج کے معتزلہ کہتے ہیں۔ کہ مرہ ان کا نول سے مشت ہے۔)

قارئین کرام! نیلوی صاحب نے امام بخاری کو معتزلہ کا مذہب قبول کرنے والا بدعتی بنا دیا ہے (معاذ اللہ) اور نیلوی صاحب اپنے استاذ محترم مفتی محمد کفایت صاحب کا ایک فتویٰ شائع کرتے رہتے ہیں کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ مرہ انہیں کانول کے ساتھ مشت ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (ملخصاً) فلہذا امام بخاریؒ نیلوی صاحب کے نزدیک بدعتی ہو کہ قابلِ امامت نہیں تھے۔ اس لئے ان کے پیچھے ختنی کا مسلمان پڑھی تجیس وہ سب ضائع ہو گئیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) صحیح بخاری بھی قابلِ اعتماد ہوگی۔ کیونکہ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا مسلک ہے کہ رُوح کے اعادہ کے بغیر بھی مجسم میں ہول سکتا ہے۔

قارئین کرام! اندازہ کریں کہ نیلوی صاحب کا اہل حق کے متعلق نظریہ کیا ہے۔ کہان تک بڑھ گئی اس دشمنِ ایمان کا بے باکی۔ **خلافت**۔ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اس

معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ قتادہؒ کے قول کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ میت من حیث حیوانیت نہیں بنتا۔ مگر جب اس کو زندہ کیا جائے تب سنتا ہے۔ زندائے حق جلد ثانی ص ۱۸۴
امام اہلسنت امام بخاریؒ زندائے حق جلد ثانی ص ۱۸۴، فیصلہ نیلوی صاحب پر چھوڑا جاتا کہ
کہ وہ ان دو متضاد باتوں میں سے کسی کو پسند کرے اور کسی کو جھوٹ شمار کرتے ہیں۔ ۷

الجبابے پاؤں یا رکاز لغت دلازمیں لو آپ اپنے دام میں خود صیاد آگیا!
نیلوی صاحب لکھتے ہیں: نیز حضرت ام المومنینؓ ایسے حالات میں
وہاں کیسے جاسکتی تھیں۔ جیسا پٹ نے سید المعصومین ص ۱۸۴ کی تباہ

تعارض دوم

مبارک سے من رکھا تھا۔ واذا انت القبر یلعنھا روح المیت جب عورت قبر پر
جاتی ہے۔ تو میت کی روح اس عورت پر لغت کرتی ہے۔ اور اس طرح ایک رافضی کہنے
اعتراف کر سکتا ہے کہ عمرؓ کی قبر پر جا کر تمہاری ماں کو کیا نفع ہوا۔ لغت کا بار و العیا
باللہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ رافضی کو تبر باری کا اچھا خاصا موقعہ ہاتھ آگیا۔ زندائے حق ص ۱۸۴
تاما ص ۱۸۴۔ قارئین کرام! نیلوی صاحب نے حضرت عائشہؓ کی صحیح روایت کہ نبی اکرمؐ دلوکر

کیساتھ حضرت عمرؓ بنی کئے گئے۔ تو قسم بخدا میں حضرت عمرؓ سے حیارا کہتے ہوئے کپڑا اوڑھ
کر ہی جاتی تھی۔ کہو یہ کوئی کسے لئے کٹی جھوٹ اور غلط بیانیوں کا ارتکاب کیسے
جیسا کہ باب الکذبات میں مذکور ہے۔ اس مقام پر نیلوی صاحب نے یہ غلط فہمی کیا کہ
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ حدیث کہ جب عورت قبر پر جاتی
ہے تو میت کی روح اس عورت پر لغت کرتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے سنی ہوئی تھی
تو وہ حضرت عمرؓ کی قبر پر کس طرح جاسکتی ہیں۔ اولاً تو اس کا جواب یہ ہے کہ نیلوی
خود لکھتا ہے کہ میت کی روح اس عورت پر لغت کرتی ہے۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے

(اس کا حوالہ عنقریب آ رہا ہے) اس سے معلوم ہوا کہ نیلوی صاحب نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنے کو جانک جانتے ہیں اور حدیث من
کذب علی من متعمداً کے منکر ہیں۔ ثانیاً عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز ہے
حضرت عائشہؓ جب بحالی عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی قبر کی زیارت کر کے واپس ہوئیں

تو عبد اللہ بن ابی ملکہؓ فرماتے ہیں فَقُلْتُ لَهَا أَلَيْسَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ قَالَتْ نَعَمْ كَانَ نَهَى ثُمَّ أَمَرَ بِزِيَارَتِهَا (مسند حاکم ص ۳۶۶) وَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ الْعَوَامُ مِنَ الذَّهَبِيِّ صَحِيحٌ تَخْنِصُ الْمُسْتَدْرَكُ (ص ۳۶۶) میں نے حضرت عائشہؓ کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو زیارتہ قبور سے منع نہیں کیا تھا۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ہاں پسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا۔ بعد میں زیارتہ کا حکم دیا تھا۔ یہ روایت تہجد ابن عبد البر میں بھی مذکور ہے۔ علامہ زبیدیؒ فرماتے ہیں۔ قَالَ الْعَوَامُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ الْقُبُورِ لِإِسْنَدٍ جَيِّدٍ (اتحاف السادة المتقين شرح احیاء علوم الدین ص ۳۶۶) محدث عراقیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو محدث ابن ابی الدنیانے اپنی کتاب کتاب القبور میں جیسند کیا تھا روایت کیا ہے۔ اور حضرت قطب عالم رشید احمد گشتویؒ فرماتے ہیں یہ روایت کو شخص ہوئی۔ تو عورتوں کو بھی قبرستان میں جانے کی رخصت مل گئی۔ دیکھئے (الکوکب المدنی ص ۳۶۶) نیز فرماتے ہیں (مع ان ذہابہا فی البقیع ثابت لا شک) (الکوکب المدنی ص ۳۶۶ ج ۱)

حضرت عائشہؓ کا کچھائیؒ سے الرحمٰنؑ کی قبر کی زیارتہ کے علاوہ جنت البقیع (بڑا منورہ کے قبرستان) میں جانے کا ثبوت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (فتاویٰ شامی ص ۲۸۹) میں علامہ شامیؒ کا یہی فتویٰ ہے۔ کہ اُضْحِ قول یہ ہے کہ عورتوں کو قبرستان میں جانے کی اجازت ہے۔ دوسرے اخلاف نے بھی یہی بات اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔

سوال۔ عورتیں وہاں جا کر شرک کرتی ہیں۔

جواب۔ مرد بھی شرک کرتے ہیں۔ شرک عورتیں کریں یا مرد کریں۔ دونوں کے

لئے شرک کرنا حرام ہے۔ فلہذا نیلوی صاحب کو اپنے مسک کے بارے میں سوچنا

چاہیے کہ وہ کس سمت جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ سوال شاہ محمد اسحاق صاحبؒ فرمایا کہ میت مرد و عورت کا بھی اُتیار کرتا ہے

خلافت

سوال - حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب نیوٹ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اربعین مسائل میں نصاب الاحساب سے عورت کا زیارت قبور سے ممنوع ہونا ٹھہراتے ہیں۔ کجب وہ نکلتی ہے ملعونہ نکلتی ہے۔ اور ہر چار طرف سے شیاہین اس کو گھیر لیتے ہیں (واذا انت القبر یلغھا روح المیت) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ روح عورت اور مرد کو بھی پسچا نکتی ہے۔ پھر مردہ کو جاد کس بنا پر کہا جاتا ہے۔

الجواب - شاہ صاحب کا منشاء اور ہے۔ جواب یہ قول کسی نامعلوم الوصف قاضی کا ہے اور ہے بھی بے سند (الخ) (ندائے حق جلد ثانی ص ۳۷)

تأین کرام! اندازہ لگائیں کہ پہلے نیلوی صاحب نے یہ کھاتھا۔ (حضرت المیزان) ایسے حالات میں وہاں کیسے جاسکتی تھیں۔ جب کہ آپ نے سید المعصومین مسلم کی زبان مبارک سے سن رکھا تھا۔ واذ انت القبر یلغھا روح المیت اب نیلوی صاحب نے فرما دیا ہے۔ کہ یہ قول کسی نامعلوم الوصف قاضی کا ہے اور ہے بھی بے سند۔ کوئی ضرورت تھی۔ کہ اپنی عاقبت مباد کر کے دنیا خریدے اور میدان تعصیف میں آئے۔

فَبَاغُوا الدِّينَ بِالْأَنِيَاءِ فَمَا وَرِثْتُمْ إِلَّا لُغْمًا نِيلَوِي صَاحِب نے صحیح روایت کو رد کر کے اپنے پہلے لوگوں کو معارضہ میں حدیث بنا کر پیش کر دیا۔ لیکن جب نیلوی صاحب پر سوال وارد ہوا کہ میت کی روح نر اور مادہ (چڑیا چڑا) کو پسچا نکتی ہے۔ تو نیلوی صاحب نے فوراً کاٹا بدلا اور کہا کہ یہ قول کسی نامعلوم الوصف قاضی کا ہے اور ہے سند ہے۔

تأین کرام! نیلوی صاحب کا جان چھڑانا پھر بھی کوئی آسان نہیں ہے۔ اس لئے کہ نیلوی صاحب کے بارے میں اس کا مطلب وہ ہے جو محمد بن غلام نے فرمایا ہے (دیکھو تفسیر الروایۃ ص ۲۲) لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ اسنادہ صحیح (فتح الباری) ومعناہ اسی لَا تَهْنِہ فان روح المیت لا یرضی بالاتکاء علی جوفہ لتضمینہ الاہانفۃ تو مطلب یہ ہوا گا۔ کہ میت کی توہین نہ کرو۔ کیونکہ قبر پر تکیہ لگانے سے میت کی رُوح نکل جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں میت کی توہین ہے (ندائے حق جزء اول ص ۱۷۱)

نیلوی صاحب کی اس پیش کردہ حدیث سے جو کہ ان کے نزدیک صحیح بھی ہے۔ پر ثابت ہوا۔ کہ قبر کے ساتھ ٹھیک لگانے والے شخص کو میت کی رُوح پہنچاتی ہے اس لئے ناخوش ہوتی ہے۔ جب پہچان رُوح میں اس قدم ہے۔ تو نہ، ماہ (چٹیا و چڑا) کو بھی ضرور پہنچاتی ہے۔ اگر رُوح قبر میں نہ جاتی جلتے۔ بلکہ علیحدہ اور سمیٹیں میں مانی جاتے اور وہاں سے دیکھتی اور پہنچاتی ہے۔ تو گویا اشاعت التوحید والسنۃ والوں کے لئے رُوح عالم الغیب ہے (جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ زندہ باد) نہ چھپنے پلٹے تھے تنکے کر گر گئی کجس بنا نہ تھا کہ لگی آگ آشیانے میں

تعارض سوم نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ وراصل جس بات میں حنیف و متواف کا باہمی اختلاف ہے وہ سماع رُوحانی ہے۔ نہ قبول میں پیشے ہوئے دھڑول کے سننے نہ سننے میں۔ ہمارے ادب آپ کے پیرو شہد حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی اطلائی تفسیر لفظ المیران صفحہ ۱۵۲ میں فرماتے ہیں۔ اخات و متواف کا اختلاف رُوح کے سماع میں ہے۔ جسہ تو اتفاقاً نہیں سننا (مذائے حق جمع اول ص ۱۵ تا ص ۱۵) گد شہد عبدول سے اگر کسی کو شبہ ہو کہ مرفول کے سننے کے قائل تو شفیعی منبلی اور بعض اخات بھی ہیں۔ کیا وہ بھی اقرار اور الحاد کے داعی تھے۔ اور حق سے منحرف تھے اور سب نے باطل کو اپنا مذہب بنالیا۔ (الین ذواللہ) تو خوا اس کا یہ ہے کہ پہلے کئی باریہ بات واضح طور پر لکھ دی گئی ہے۔ کہ جگہ الاموات کے ابدان کے ہم سماع میں نہیں۔ اس پر تو سب کا اتفاق ہے۔ کہ قبر میں پڑا ہوا دھڑول گر نہیں سننا رُوح کے سننے میں اختلاف ہے (شفاد الصدور علی مترجم اردو ص ۱۹ تا ص ۱۹ نیز دیکھئے شفا الصدور عربی ص ۱۹۲ و مذائے حق جلد ثانی ص ۱۹۲ و ص ۱۹۳)

قائیں کلام! آپ نے اس مذکورہ بالا عبارت کو اجمعی طرح غور فکر سے پڑھ لیا ہوگا اب نیلوی صاحب کی دوسری عبارات ملاحظہ کریں۔

لام بخاری مجر جسم کے سننے اور بولنے کے قائل ہیں۔ (کہا متر) نیلوی **خلافت** صاحب ملاحظہ قاری سے نفل کرتے ہیں۔ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ

کہ میت اس کو بھی پہچانتا ہے جو اسے کفن دیتا ہے اور ان کو جو اس پر نماز پڑھتے ہیں اور ان کو بھی جو اس کی چارپائی اٹھاتے ہیں۔ اور ان کو بھی جو اس کو دفن کرتے ہیں۔ پھر نیلوی صاحب ابن الکلب کے متعلق لکھتے ہیں کہ ملا علی قاریؒ نے (ابن الکلب کا قول اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ کہ ابن ملک شروع غسالہ سے مراد اکی صوت و قبا و جنوں کے دب دب کی آواز) بنا کر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قبر کے اندر میت کی حیات کی دلیل ہے۔ وہ ویس اس طرح نتیجہ ہے کہ میت کو جو قبر کے اندر سے باہر جنوں کی آواز کا احساس ہوتا ہے۔ تو بغیر حیات کے احساس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عادتہ اللہ اسی طرح جاری ہے۔ (ندائے حق جز اول ص ۱۹۶)

نوٹ۔ البتہ رُوح نکل جائے۔ تب اسے آدمی یا انسان نہیں کہتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ ایک میت ہے یا فلال بندے کی نفس (اشم) ہے (ندائے حق جز اول ص ۲۷)۔ نیلوی صاحب نے کئی مقامات میں تصریح کی ہے۔ کہ رُوح میت نہیں جسد عنصری میت ہے۔ دیکھئے شفاء الصدور عربی مترجم اردو مک و شفاء الصدور عربی ص ۱۳۔ اس لئے احادیث نبویہ میں جو میت کے سماع اور منکر نکیر کے سوال کا جواب اور میت کو خذاب قبر کا ذکر ہے۔ نیلوی صاحب کے نزدیک صرف دھڑلہ مرنے چنانچہ فرماتے ہیں۔ (بلکہ نقل صحیح یعنی صحیح احادیث اس بات کو صاف اور صریح طور پر بیان کرتی ہیں کہ جسم کے لئے سماعت ہے نہ رُوح کے لئے (ندائے حق جلد ثانی ص ۲۷) نوٹ حتم ہوا)

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ غلامۃ الفتاویٰ وغیرہ بعض فقہی کتابوں میں ہے کنیارت کرنے والا **ہیئت** کے پاؤں کی طرف سے جلنے کیونکہ یہ صورت **ہیئت** کے لئے آسان ہے سرانے کی طرف نہ جلنے کیونکہ اس میں **ہیئت** کو اپنی نگاہ پھرنے میں اور سرانے کی طرف متوجہ ہونے میں وقت اور مشقت اور تکلیف ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ جب فقط رُوح سنتی ہے اور جسد خاکی نہیں سنتا۔ تو پھر سرانے کی نظر سے آنے کا امتیاز کیسا۔ ناچار یہ سب کچھ جسم کے عوامل میں پس اس نقیض روایت کا مفہول

تعارض چہارم نیلوی صاحب! ہمارے استاذ کرم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں جس محمد بن جریر طبری سنی کی آپ نے منقبت فرمائی ہے وہ کوئی عالمانہ اور کثیر قسم کے سنی نہ تھے۔ مائل الی الرض تھے (ندانے حق میں اول ص ۷۸)۔ **خلافت** ابن جریر طبری مشہور مفہور اہل سنت کے اساطین میں شمار ہوتے ہیں۔ (ندانے حق جزو اول ص ۱۸۲) نیلوی صاحب سے ہماری درخواست یہ کہ جمعۃ اشاعت التوحید والسنۃ بھی اُن سے متفق ہے کہ مائل الی الرض شخص اہل سنت کے اساطین میں شمار ہوتا ہے۔ نیلوی صاحب شاید اس کا یہ جواب دیں کہ جب جمعۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے اکابرین نے میری کن بول (خاص کر شفاء الصدور) نقل فرمائی تھی میں اور مجھے مختلف القاب کے علاوہ امانتی اور دینا منی قرار دیا ہے۔ تو وہ حضرات میرے اطفال کے متبع ہیں۔ لہذا وہ میرے ہر حرب میں شریک کار ہیں۔ وہ حضرات نہ تو لاندے تھے۔ اور نہ کسی نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی۔ اس لئے وہ اس کے ذمہ دار ہیں جسی رستان قیمت لاچر سودا زہر کال کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکنہ را

تعارض پنجم نیلوی صاحب نے حضرت ملا علی قاریؒ کو عدم سماع موتی کے مخالفین میں شمار کیا ہے (دیکھئے ندائے حق طبع اول ص ۱۵۲، ص ۶۷) ندائے حق جلد ثانی ص ۹۳ (ص ۹۵، ص ۶۲ ج ۲) **و خلافت** نیلوی صاحب کہتے ہیں یہی درجہ ہے کہ ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، ابن الہادیؒ، ہول یا ابن جریرؒ، سیوطیؒ، نوویؒ، عیاضیؒ، سول یا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، ملا علی قاریؒ وغیرہ ہول سب سماع عند قبر البقی کے اس لئے قائل ہیں کہ وہ مطلقاً سماع موتی ملتے ہیں (ندانے حق جزو ثانی ص ۸۵) جناب نیلوی صاحب آپ خود ہی بتائیں کہ آپ کون سی بات میں پتے ہیں (مقولہ) کہ اس آؤٹ کے اوٹ تیری کون سی کل لے لے

تعارض ششم امام شافعیؒ و امام احمدؒ سماع موتی کے قائل نہیں ہیں (دیکھئے ندائے حق جلد ثانی ص ۳۹، ص ۹۲) نیلوی صاحب

بڑی جرات کے ساتھ کہتے ہیں (بلکہ کسی مجتہد کا قول دکھادیں) کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے یا کہیے کہ
 میں سماع موتی کا قائل ہوں (ندائے حق جلد اول ص ۱۵۲)

خلافاً نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اس اصول کے تحت امام شافعی جیساں بھی اس ماں
 کتاب اللہ کو ضرور احد کے ذیلے مخصوص فرما رہے ہیں۔ اسی لئے وہ قریب سے اہل قبور کے
 سننے کے قائل ہیں۔ اور یہی مسک ان کے شاگرد امام محمد بن محمد بن حنفیہ کا ہے۔ جب عالمات
 کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہوا تو انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے تو بطریق اولیٰ ہی عقیدہ ہوگا
 ندائے حق جلد ثانی ص ۱۲۰) نیز نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ البتہ بعض خفیہ جو دوسرا نمبر کے
 مقلدین کا کتب مینی کر کے ان کے مسک کے ہندوا ہو چکے ہیں اور دوسرا نمبر کے مقلدین
 سماع عن قبر النبی کے قائل ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ان کا اپنا مسک یہ ہے
 کہ میت کوئی بھی ہو۔ اس کا قبر پر جا کر اسلام علیکم کہا جائے تو میت **مستجاب** ہے۔ خواہ
 اس سننے کی کیفیت کچھ ہو۔ تو اس عموم کے تحت سب ہی اموات آجاتے ہیں خواہ عامی ہوں خواہ
 نخاص، خواہ میں سے خواہ موتی ہوں، عالم فاضل ہوں، اولیٰ اللہ ہوں اور صالح ہوں۔
 شہید ہوں یا صدیق ہوں یا پیغمبر ہوں۔ کچھ فرق نہیں۔ جب قاعدہ کلیہ ہو گیا تو اس
 میں یہ سوال پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں کہ **شواہح**، مالکیہ، حنابلہ سماع عن قبر
 النبی کے کس طرح قائل ہو گئے۔ جبکہ خود ہی اس حدیث پر پُر زور حرج بھی کہتے جاتے
 ہیں۔ حال جواب کا یہ ہوا کہ قبر نبی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کہنے کے ساتھ جو آنحضرت
 کے سماع کے قائل ہیں اس کی یہ وجہ نہیں کہ ان کے پاس کوئی ایسی صحیح حدیث موجود ہے
 جس کی بناء پر وہ سماع عن قبر النبی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ
 وہ مطلقاً سماع موتی کے قائل ہیں۔ تو اس کلیہ میں انبیاء کرام بھی آجاتے ہیں۔ یعنی جب
 دوسرا اموات **مستجاب** ہیں ایسے ہی انبیاء کرام علیہم السلام بھی **مستجاب** ہیں
 (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۵۲ تا ص ۱۵۳) جناب نیلوی حسب خود ہی بتائیں۔ یہ ماجرا کیا ہے؟
 ابن قیمؒ کو نیلوی صاحب نے منکرین سماع موتی میں شمار کیا ہے
تعارض، مقم (ندائے حق جلد اول ص ۱۵۳)

خلافہ۔ ابن قیمؒ سماع موتی کا قائل ہے۔ (ندائے حق جز ثانی ص ۵۸) نیز نیلوی صاحبؒ کہتے ہیں۔ امام ابن قیمؒ کہ میت زائر کو پہچان لیتے ہیں (ای ان قال) حافظ ابن قیمؒ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو دیکھ کر فرمایا کہ اس حدیث میں اس امر کی تصریح ہے کہ میت کو زیارت کرنے والے کا شعور آ جاتا ہے۔ ورنہ اس کا نام زائر رکھنا درست نہ ہوتا۔ اور جب مفوض جس کی زیارت کی جائے (کو زائر کا علم نہ ہو تو اس وقت یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس نے فلاں کی زیارت نہیں کی (اصل صحیح ترجمہ یہ تھا کہ اس نے فلاں کی زیارت کی۔ مگر نیلوی یہ سچا خواب خرگوش کی طرح خواب غفلت میں مدہوش رہتا ہے (ڈیرہ وی) اور یہ بات تو تمام قوموں میں مقبول ہے اسی طرح میت کو سلام کہنے والے زائر کے سلام کا شعور بھی ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ایسے شخص کو سلام کہنا جسے اس کے سلام کا شعور نہ ہو یہ تو ایک محال امر ہے (ندائے حق جلد ثانی ص ۵۹) پھر نیلوی صاحبؒ اس کا جواب دیتے ہیں۔ اصرار رہے کہ تیسرے شرع جامع صغیر کے مؤلف حضرت علامہ مناوی رحمہ اللہ میں جو شافعی المسک میں۔ اور حضرت ابن القیم رحمہ اللہ ضعیف المسک کے عالم ہیں۔ ان کا قول ہمارے لئے کوئی حجت نہیں۔ چہ جائیکہ ان کا استدلال بھی ایک ضعیف روایت سے ہو (ندائے حق ص ۶۶) علامہ سیوطیؒ نے بھی شرح الصدور ص ۵۹ میں ابن القیم رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس عبارت کو نقل کیا ہے (ص ۶۶ ایضاً) نیلوی صاحبؒ کے مدّاح کہاں ہیں وہ فیصلہ کریں کہ نیلوی صاحبؒ کی کون سی بات درست ہے۔ اور کون سی جھوٹی اور غلط ہے۔ ایسے باتیں کرنا اولا قابل اعتماد ہے یا نہ ہے وہ دنیا تھی جہاں تم بندہ کرتے تھے نہاں میری یہ محشر ہے یہاں سننا پڑے گی داستان میری نیلوی صاحبؒ امام ابن تیمیہؒ کو بھی مسکین سماع موتی میں شمار کرتے ہیں۔

تعارض ششم | کیا ہے (ندائے حق طبع اول ص ۱۵۳) (۱۷۱)

خلافہ امام ابن تیمیہؒ سماع موتی کے قائل ہیں (ندائے حق جز ثانی ص ۵۸) پھر نیلوی صاحبؒ امام ابن تیمیہؒ سے نقل کرتے ہیں (التبوی لوگ جو آپ کی قبر اطہر کے قریب (عند قبر النبیؐ) کھڑے ہو کر آپ پر سلام کہتے ہیں۔ تو آپ جبرائیلؑ کو سلام کہتے ہیں جس طرح کہ تمام مومن بھی جب ان پر سلام کہا جاتا ہے۔ تو وہ سلام کا جواب دیتے ہیں

اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں ہے (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۷۸)
 و جلد ثانی ص ۲۸۳) نیلوی صاحب نیچے کہتے ہیں۔ (یہ ابن تیمیہ اور سماع مولیٰ کے تابعین
 کا خیال ہے جو جنہید کے لئے حجت نہیں۔ نیلوی صاحب بتائیے آپ کی کوئی باک پسچی بھی
 (حالا کہ ضابطہ ہے واکفوب قد لیسوق)

تعارض نہم | نیلوی صاحب نے محدث ابن ماجہ کو جید مجتہدین میں شمار کیا ہے
 (ندائے حق ص ۲۲۲ ج ۲)

خلافتہ ۱ | ابن ماجہ جیسے نے بھی یہ حدیث نہیں لی۔ نیز ابن ماجہ ایسے محدث ہیں
 جنہوں نے امامی الاصلی حدیث بیان کی جسے مرزا نیلوی نے خوب ہوا کا انداز میں جھٹلایا ہے

تعارض دہم | محمد بن اسحاق کے متفق (نیلوی صاحب کہتے ہیں) دوسری بات یہ ہے
 کہ کتاب المغازی کا جامع محمد بن اسحاق خود بھی کذاب ہے

(ندائے حق جلد ثانی ص ۱۸۳) محمد بن اسحاق جیسا دجال اور کذاب (ندائے حق ص ۱۸۴)

محمد بن اسحاق جیسے کذاب و دجال (ندائے حق ص ۲۲۲ ج ۲) نیلوی صاحب۔ محدث ابن ماجہ

پر گرفت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ (اور اسی طرح اس حدیث کو اپنی کتاب کی زینت

بنایا ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پالتو بکری چلہ پائی

کے نیچے رکھے ہوئے قسراتی اجزاء میں سے کچھ حصہ کھا گئی حالانکہ اس میں

مرکزی راوی عبدالاعلیٰ و محمد بن اسحاق جیسے موجود ہیں۔ اور اس حدیث کو اہل تشیع

سیٹھوں پر اور منافقوں میں بٹھے چیلنجوں کیساتھ پیش کرتے رہتے ہیں۔ (ندائے حق جلد

ثانی ص ۲۴ تا ص ۲۵) قارئین کرام! مندرجہ بالا تحریف سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق

نیلوی جتنے ہاں جھوٹا راوی ہے اور کچی روایتیں روایت کر رہا ہے۔ لہذا اس کی

روایت قابل استدلال نہیں ہے۔ اب قارئین کو تعویذ کا دوسرا رخ بھی دکھایا جاتا

ہے تاکہ وہ نیلوی صاحب کی دیانت و امانت و صداقت و شرافت کا اندازہ خود

لگا سکیں۔

خلافتہ ۲ | نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ (امام المغازی حضرت محمد بن اسحاق (ندائے حق ص ۲۲۲)

نیلوی صاحب حضرت محدث بخاریؒ پر گرفت کرتے ہوئے کہتے ہیں دھرمیہ تقلید کی تہ
کیوں الجھتے ہیں۔ جب کہ کچھ کچی احادیث پر آپ جس طرح فرما دیتے ہیں۔ اس بناء پر کہ اس
حدیث کا راوی محمد بن اسحاق مثلاً ہے (ندائے حق ص ۲۵۸) نیلوی صاحب نے اپنی
کتبوں میں محمد بن اسحق کی روایت سے حجت پکڑی ہے مثلاً حضرت کوثرؓ اور حضرت ام بشرؓ
کا واقعہ نیلوی صاحب نے پیش کیا ہے۔ ابن ماجہ (۱۰۶) وغیرہ کے حوالے دیکھئے !
دشغاء الصدور طبع اول ص ۲۲ و ندائے حق جلد ثانی ص ۳۱ و ندائے حق جزء اول ص ۱۵۰ و
ص ۱۵۱) اس روایت کی سند میں محمد بن اسحاق موجود ہے۔ اسی طرح نیلوی صاحب کہتے
ہیں (مثلاً ایک مہابی کو سنا کہ حالت میں تیر لگا ان کا خون بہتا تھا وہ نماز پڑھتے رہے
کسی سے ان کی نماز کی تیکر منقول نہیں (ندائے حق جزء ثانی ص ۲۸) اس روایت
کی سند میں بھی محمد بن اسحاق ہے دیکھئے (ابوداؤد ص ۱۰۱ باب الوضوء من الدم
بہر حال نیلوی صاحب کی ویانت علی ہر سو گئی (ما شاء اللہ)

سوال۔ نیلوی صاحب سے بے شک جرم ہوا ہے۔ مگر مولانا محمد رفیع خاں صاحب رحمہ اللہ
نے بھی تو اس جرم کا ترکاب کیا ہے۔ احسن الکلام میں محمد بن اسحاق پر جس طرح فرمائی
مگر تسکین الصدور طبع دوم ص ۲۲۹ میں ساتویں دلیل کے تحت جو روایت پیش کی ہے وہ مستدرک
حاکم کے حوالے سے ہے اور اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے۔ نیلوی صاحب نے اس
جرم کے ترکاب کرنے کے باوجود (ندائے حق جزء ثانی ص ۱۸۵) میں مولانا مصنفہ صاحب
پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب۔ مستدرک حاکم کے اندر چونکہ محمد بن اسحق تھا۔ اس لئے سند کے مطابق
کا آپ نے ترجیح بیان نہیں کی۔ لیکن ساتویں دلیل کا دار و مدار محمد بن اسحق پر نہیں
بلکہ مسند ابوالفضل کی سند پر ہے۔ جس کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں۔ دیکھئے
(جمع الزوائد ص ۲۸) و بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۲۹ میں نے محمد بن اسحق کی تہ سے حفاظ
مقدّر نے احتیاج نہیں کیا ان کا فیصلہ ابن اسحق کے بارے میں وہی ہے۔ جو
احسن الکلام میں مذکور ہوا۔ البتہ نیلوی صاحب اس جرم سے جان نہیں چھڑا سکتے

سے چشم بند و گوش بند و لب بند گزہ بینی سر حق بر ما بخند
 نیلوی صاحب کہتے ہیں (ع ۱، ص ۹۵) لا الفین احد کم
تعارض باز دہم متکشا علی ایہ کہتے ہیں کوئی راوی قلیل الحفظ نہیں اُسے (امام
 ترمذی نے) حسن کہا (رواۃ سب ثقہ ثبت عادل ضابط متقن ہیں)۔ (ندائے حق جز ثانی
 ص ۲۱۵) پھر نیلوی صاحب نے اس کے غلط کتبے

خلافت نیلوی صاحب کہتے ہیں (اسکی طرح سفیان بن عیینہ مرکزی راوی ہیں
 ثقہ اخیر میں حافظ متغیر ہو گیا تھا) کثیر الخطا دینی الحفظ احکام القرآن
 بلعاص ص ۱۷۱ (ندائے حق جز ثانی ص ۱۵۱) جاب نیلوی صاحب آپ نے یہاں
 تو سفیان بن عیینہ کا متغیر الحافظ ہونا کثیر الخطا دینی الحفظ ہونا بیان کر دیا مگر جاب کو
 میں کیوں بھول گیا کہ آپ نے فرمایا کہ (اس حدیث کی سند) میں کوئی راوی قلیل الحفظ
 نہیں کیا اس حدیث کی سند میں سفیان بن عیینہ نہیں ہیں

دروغ گو را حافظ نباشد

محترم نیلوی صاحب امام ترمذی نے جو اس حدیث کے حسن ہونے کا فیصلہ فرما
 ہے (دیکھئے ترمذی جلد دوم باب ما نہیں عنہ ان یقال عنہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم) یہی فیصلہ بالکل درست ہے آپ کا امام ترمذی پر الزام درست نہیں ہے
 علامہ ذہبی کا فیصلہ بھی یہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں ہذا احدیث حسن غریب
 تفرد بہ ابن عیینہ اخرجه (ت) تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۲ سے
 نہ تنہا من دریں میخانہ مستم جنید و شبلی و عطار رحمہم مست

نیلوی صاحب نے

تعارض دوازدہم ابراہیم بن عثمان کو متروک لکھا ہے (خاتمہ

النبیین ص ۲۸)

پھر نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ تو اس سے صاف قیصر نکلا کہ ابراہیم
خلافت بن عثمان ابی شیبہ میں اس قدر ضعف نہیں کہ اس کی حدیث

معلوم ہوا کہ ثقہ اور مجہول آپس میں مقابل ہیں۔ مگر نیلوی صاحب مذہبی ہیں۔
نہیں ہے علم ان میں جس کی سستی کا جھگڑا ہے۔ یہ آپس میں غیثات میں زبردستی کا جھگڑا ہے۔

تعارض چہارم | معتزلہ سماع موتی کے قائل میں نیلوی صاحب

بہر حال ہم بفضلہ تعالیٰ معجزات انبیاء کے قائل ہیں۔ جن میں سے قلیب بدر کے
مردہ مشرکوں کا زندہ ہو جانا یا ان مردہ دھڑوں کا حضورؐ کی بات سُن لینا بھی معجزہ ہے۔
اب جو شخص اس بات سے قاعدہ کلیہ نکالے۔ اور کہے کہ ہر مردہ مستطاب ہے تو وہ اس
معجزہ کا منکر ہوا اور ایسا کہا جاسکتا ہے کہ وہ اگر حقیقی ہے تو ان حقیقیوں میں سے ہے
جن میں اعتزال والی رگ پائی جاتی ہے۔ مگر صاحب علم حقیقتیں جو دوسری طرف رجحان
رکھتے تھے ان سے خطا ہو گئی ہے۔ مگر جو ضد میں آکر بغیر دلیل کے اہل حق (یعنی نیلوی
صاحب کے ہم خیالوں) کو معتزلہوں میں شمار کرنے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھ لے گا
(نذرائے حق جلد ثانی ص ۱۹۵) نیلوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سماع
موتی کے قائل معتزلہ ہیں۔ اور احناف حضرات میں سے جو محققین احناف نے سماع موتی
کا قول کیلئے اور حدیث قلیب بدر کو سماع موتی پر محمول کیلئے ان سے خطا ہو گئی ہے
اور نیلوی صاحب اور اس کے ہم خیالوں کو معتزلہ کہا بغیر دلیل کے بے کیونکہ نیلوی
صاحب دین و افتاء سماع موتی کے منکر ہیں جبکہ معتزلہ قائل ہیں۔

خلافہ | مدغم تلبیس میں حنفیہ اور معتزلہ اجماع ہے یعنی اجماع مرکب؛ علیہ تو

اس لئے تلبیس کے قائل نہیں کہ ان کے نزدیک سماع موتی ثابت نہیں اور معتزلہ اس لئے
قائل نہیں کہ ان کے نزدیک موقوف کا قبر میں زندہ ہونا ہی صحیح نہیں ہے (نذرائے حق
ص ۲۸ ج ۲) یعنی معتزلہ حیات فی القبر کے قائل نہیں اس لئے وہ سماع موتی و تلقین
کے قائل نہیں۔ خلاصہ یہ ہوا معتزلہ سماع موتی کے قائل نہیں جو کہ وہ
حیات فی القبر کے قائل نہیں اب جو شخص نیلوی صاحب کی ان دو متعارض عبارتوں

کوٹھڑے گا۔ وہ کیا نتیجہ نکالے گا۔ یہ نادان اگر مے سجدہ میں جب وقت قیام آیا
نیز نیلوی صاحب کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ زعفرانی نے جو تفسیر کی ہے۔ وہ اس کا ہے۔
مذہب الاعتزال پر مبنی ہے کیونکہ وہ حیات القبر اور منکر نیکر کے سوال کا منکر ہے۔

(ندائے حق ج ۱ ص ۱۸۷)

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ (حضرت عائشہؓ بلکہ عروہؓ
میں موجود تھیں جیسے مسلم نے الفاظ سے ظاہر ہے۔

تعارض پانزدہم

(نداء حق ص ۱۸۲ ج ۲)

خلافت | نیلوی صاحب کہتے ہیں آخر ائمہ المؤمنینؓ بھی تو بدر میں حاضر تھیں۔

(نداء حق ص ۱۸۲ ج ۲)

وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ موقع پر حاضر تھیں (نداء حق ص ۱۹۵ ج ۲)

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ اور جن خصوصیات کا ذکر صحیح

تعارض شانزدہم | احادیث میں نہیں ہے ان امور میں انبیاء اور ائمہ سب برابر

ہیں (ندائے حق ج ۲ ص ۱۸۲)

خلافت | نیلوی صاحب کہتے ہیں یہ گنبد خضراء (قبرہ) جو کہ اب موجود ہے بنوایا

تو یہ خاص ہے انبیاء کا جن پر دوسروں کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے (رقی منشور ص ۶۴)

نیلوی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر گنبد (قبرہ) بنانا کو

سما حدیث سے ثابت ہے (ہینوا توجروا)

اگر کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو خاصیت نہیں بن سکتی۔ کیونکہ بقول آپ کے

اور جن خصوصیات کا ذکر صحیح احادیث میں نہیں ہے ان امور میں انبیاء اور ائمہ سب برابر

ہیں کیا اولیاء و صلحاء کی قبروں پر گنبد بنانا جائز یا نہ وجہ بیان کریں

اک بچہ حجام پھرتے تھے سبھوں کو مونڈتے آج اس کو چھپیں ان کی بھی حجام ہو گئی

نیلوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ قسم اٹھا سکتے ہیں۔ کہ کتاب

تعارض ہفتم | اربعہ امام اربعہ کی ہے۔ اور منکرات منہ محترم نیلوی صاحب

صاحب آپ منکر میں۔ کیوں کہ آپ کے نزدیک کتاب الروح ابن قیم کی نہیں ہے۔ تو قسم منکر پر ہوتی ہے۔ آپ بے شک طلاق منغلط اٹھائیں اور اپنی شوق پوری کریں یہی کتاب کی شوق پوری نہیں ہو سکیگی کیونکہ سننے میں آیا ہے کہ جناب کی اہلیہ وفات پا چکی۔ اس لئے جناب کی جماعت کے دوسرے افراد اس شوق کو پورا کریں جو شخص مدعی ہے کہ کتاب الروح ابن قیم کی ہے اس کے ذمہ دلیل دینی ہوگی۔ اور اس کے کئی دلائل ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کتاب الروح ابن قیمؒ کی مانتے ہیں (الغرض الشذی ص ۲۲، فیض الباری ص ۱۳۸ ج ۱، وص ۸۱ ج ۴)

دلیل نمبر ۱

جناب قاضی شمس الدین صاحب نقل کرتے ہیں (وقال ابن قیم فی کتابہ الروح انہ الصواب) اور لکھا ابن قیمؒ نے اپنی کتاب میں یہی صواب ہے، مساکب العلماء طبع اول ص ۷۔

دلیل نمبر ۲

نور الدام ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ وقد استوفیت الکلام علی هذا الحدیث وامثالہ فی کتاب الروح (جلد الافہام ص ۲۸۲) اس حدیث پر پورا کلام میں نے کتاب الروح میں مکھ دیل ہے
 ۵۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری
 نیلوی صاحب جیسے منکرین کیلئے خود ابن قیمؒ کا حوالہ تازیانہ عبرت کی جہنہ رکھتا ہے۔

پھر خود نیلوی صاحب نے ابن قیمؒ کی کتاب الروح کے بہت سے حوالے اپنی کتابوں میں درج بھی کر دیئے ہیں۔ مثلاً (درہ منکرات ص ۳، ص ۴ وغیرہ) اگر یہ کتاب ابن قیمؒ کی نہیں ہے تو اپنی کتابوں میں حوالے دینے کی کیا ضرورت تھی سے

آنکھوں والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
تعارض ہشدم ابو ہریرہؓ کے متعلق نیلوی صاحب ج ۱ نقل کرتے ہوئے آخر میں کہتے ہیں۔ (اور غلام زہبیؒ نے تو اپنے غلط

میں عبدی کے بارے میں اسقاط فرما دیا ہے۔ (نمائے حق ص ۱۴۲ ج ۲)
خلافت | نیلوی صاحب نے اسی اسقاط اور جھوٹے راوی ابومارون عبیدی
 کی روایت سے استدلال بھی کیا ہے (دیکھئے نمائے حق جزء اول ص ۹۳)
 ۵۔ دروغ گوراء حافظہ نباشد

تعارض | ابومعاویہ کے متعلق نیلوی صاحب غالی شبیہ اور مرجئی بیعت کے انٹ
 نقل کرتے ہیں دیکھئے (نمائے حق ص ۱۴۲ ج ۲)

خلافت | پھر نیلوی صاحب نمائے حق جزء اول ص ۱۱۱ میں اس کی روایت کو محبت کے
 اظہار پر پیش بھی کرتے ہیں۔ اور نمائے حق طبع اول ص ۱۸۶ میں کہتے ہیں لیکن
 ابومعاویہ تو ثقاف اور مرکز کا راوی ہے۔ عادل ضابطہ متفق ہے نہ سیبی الحفظ ہے
 اور نہ کثیر الخطاء ۶۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تعارض | نیلوی صاحب نے امام سیوطیؒ کو عظام سماع کے قائلین میں پیش
 نمائے حق ص ۹۳ ج ۲ میں شمار کیا ہے۔

خلافت | نیلوی صاحب کہتے ہیں (قول سیوطی سے استدلال کا آل پیر علا
 سیوطی نے جو بات فرمائی ہے کہ مؤمن کا ساری مخلوق کے کلام کو سنا
 بلاشبہ صحیح ہے (سماع الموقوت ص ۱) کیا آپ کو تسلیم ہے اگر تسلیم ہے تو آپ میں اور پیر عل
 میں کیا فرق ہے (نمائے حق ص ۱۴۲) اب نیلوی صاحب نے امام سیوطیؒ کے عقیدہ کو پیر عل
 کا عقیدہ تسلیم کیا ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) نیلوی صاحب آپ کا فر
 مشرک مسلمان سب کی باتیں سن لیتے ہیں۔ جب وہ آپ کے قریب آکر بات کریں تو
 اسی طرح یہی لوگ اگر مردہ کی قبر کے قریب جا کر بات کریں اور مردہ سن لے تو یہ بریلوی
 عقیدہ کس طرح بن گیا ہے (نعوذ باللہ من سوء الفہم)

قارئین کرام! نیلوی صاحب کے تناقضات اور تعارضات تو اور بھی بہت ہیں جو
 موقعہ بموقعہ بیان ہوتے رہیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) فی الحال اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے
 تاکہ نیلوی صاحب کے دوسرے کمالات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جانے کا شرف

حاصل کیا جس کے (اِنْ اُرِيدُ اِلَّا اِلْمَلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ)
 ۷ مانورہ مانوجاں جہاں اختیار ہے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

باب المخادعات

نیلوی صاحب کے دھوکے

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ وسیلہ رفیعہ از یہ طریقت علامہ بہلوی
دھوکہ نمبر ۱ | عالمی شریعت زیب طریقت عمدۃ الکاملین زبدۃ العارفین فخر المحدثین
مأس المناظرین، لکن علم وحکمت واقفہا سرار سیدی و مولای حضرتنا و مولانا الحاج علی
القادی خواجہ محمد عبداللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ
وافرۃ وافیۃ کاملۃ سالفتہ و جدواہ اللہ عنا جزاء مؤفور لے ایک رسالہ مستحکم یہ وسیلہ
رفیعہ تکریر فرمایا تھا الخ (نمائے حق جزو ثانی ص ۴۲)

نیلوی صاحب نے میرے شیخ اور مرشد کی تعریف میں مبالغہ اس لئے کیا ہے
الحواب | کہ وہاں سرگودھا میں ان کے مریدوں کی کثرت ہے تعریف میں مبالغہ کر کے
دراصل ان کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ تاکہ وہ نیلوی صاحب کے قریب ہو کر نیلوی صاحب
کی باتوں کو سن کر گمراہ ہو سکیں۔ اس لئے نیلوی صاحب نے ہمارے پیرو بھائیوں کو دھوکہ
دینے کے لئے حضرت شیخ و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ وسیلہ رفیعہ کی عبارت سے
ندائے حق جزو ثانی میں ص ۳۲ تا ص ۴۲ دو سطر کم چھ صفحات پر کر دیئے ہیں۔ اسی طرح
دوسرا دھوکہ یہ بھی ہے کہ ندائے حق کا ہم بھی بڑھ جائے گا۔ لوگوں کو دھوکا دیکر نیلوی
صاحب نے بڑی تحقیق سے دلائل جمع کئے ہیں۔ حالانکہ نیلوی صاحب مختلف کتابوں
میں سے ایک بڑا حصہ عبارت کا نقل کر دیتے ہیں۔

بھان متی نے کتبہ جوڑا

کہیں کا اینٹ کہیں کا روٹا

ہمارے شیخ
ہمارے شیخ و مرشد رحمۃ اللہ علیہ **آمین** علی اللہ و علیٰ آلہ و علیٰ
و مرشد رحمۃ اللہ

نے جب کہ پنجاب میں یہ مسئلہ چلا تو سب سے پہلے اس مسئلہ میں در سالہ کتنا جس کا نام ہے۔ القول النقی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یہ ۵ جلدی الاخری ۱۳۷۵ھ میں مکمل ہو کر فوراً طبع بھی ہو گیا تھا۔ جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی درو حالی ہے اور یہ حدیث بھی پیش فرمائی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درو درو پڑے اس کو میں مستنا ہوں اور جو درو سے پڑے وہ پہنچایا جاتا ہے۔ (دیکھئے القول النقی ص ۱) اب نیلوی صاحب سے عرض ہے کہ اگر حضرت مرشدی و شیخی محمد عبد اللہ بھلوی کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کی اس تحقیق و عقیدہ پر دستخط کر دیں۔ ورنہ بتائیں کہ آپ نے انرا و اتفاق ہمارے پیر بھائیوں کو دھوکہ کیوں دیا ہے۔

بدل بدل کر بیس آنے میں ہر نئے میں اگرچہ پیر ہیں آدم گم جو ال ہیں لات و منات
نیلوی صاحب نے مولوی ابراہیم دہلوی کی کتاب کشف المغالطات
دھوکہ نمبر ۲ کے حوالوں سے بھی اپنی کتاب ندائے حق اور البیان الاذنی کو
پر کیا ہے جس میں ہندوستان کے چند علماء کرام سے عدم سماع موثقی کا فتویٰ بھی درج
ہے۔ یہ مولوی محمد ابراہیم دہلوی قابل اعتماد شخص نہیں بلکہ بہت جھوٹا انسان ہے۔

کشف المغالطات در مسئلہ سماع اموات ص ۱۱ میں ہے ضروری اطلاع
دلیل نمبر ۱ اے حضرات اتنا آپ صاحبان کو سمجھنا ضروری ہے کہ بعض حضرات علماء
حنفیہ سماعت اموات کے مسئلہ کی نسبت یہ ارشاد کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اس
کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مذہب حنفیہ میں سماعت اموات کا مسئلہ اختلافی ہے بلکہ حنفی
مذہب میں مرؤوں کا درستنا اتفاقی مسئلہ ہے۔ تمام فقہ حنفیہ میں اس مسئلہ کو صاف
طور سے کھاتے ہیں بلکہ مراد سماعت موثقی کے مسئلہ کے اختلافی ہونے سے یہ ہے کہ مذہب
حنفیہ اور مذہب شافعیہ کا باہم اختلاف ہے ۱۲

قارئین کرام! انداز کریں کہ اتنا بڑا جھوٹ بولنے والا آدمی کس طرح قابل
اعتماد ہو سکتا ہے۔ قارئین کرام! رقم اطروف کی اسی کتاب کا باب سماع الموثقی عند الامام

الاعظم فرد الکمال کر ملا خطہ طرابلس حقیقت ظاہر ہو جائے گی

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی جا کر مجھ کو دیکھا تو عمامہ کے سوا آپ

دریں نمبر ۲ نیلوی صاحب خود دیکھتے ہیں۔ صاحب کشف المغالطات کا مغالطہ مؤلف کشف المغالطات حوالوں کی کثرت دیکھ کر مرعوب ہو گئے

دندائے حق جزء اول مسئلہ ۱۵) قارئین کرام! نیلوی صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مولوی محمد ابراہیم دہلوی قابل اعتماد نہیں ہے۔ وہ دھوکہ کھا جاتا ہے اور غلط چیز پر اعتماد کر لیتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیلوی صاحب اپنے شہر میں ہیں کہ حوالوں کی کثرت سے مرعوب نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اپنی ہی دیکھتے رہتے ہیں

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے میرے کا بگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر حضرت نانو توئی سے نیلوی صاحب نقل کرتے ہیں حضرت قاسم العلوم والواریت کا فرمان واجب الاذعان حضرت شیخ مشائخ

محمد قاسم ان نانو توئی رحمۃ اللہ نے لطائف قاسمیہ ص ۵ میں فرمایا ہے کہ ایسا یاد پڑتا ہے کہ اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہیں۔ زیادہ کیا عرض کروں ہاں اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ گو عقیدہ تو یہی ہے اور میں جانتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو گا۔ مگر اس عقیدے کو عقائد ضروریہ میں سے نہیں سمجھتا تقسیم ایسی باتوں کی کرتا ہوں نہ منکروں سے دست و گریباں ہوتا ہوں۔ محمد کسی سے کہتا نہیں پھر تا۔ کوئی پوچھتا ہے۔ اور اندیشہ فساد نہیں ہوتا تو اظہار میں دیرین نہیں کرتا۔ آپ اس ہر کوٹھڑے میں تو بہتر ہے فقط دندائے حق جز ثانی

نیلوی صاحب نے حضرت نانو توئی کی عبارت سے دھوکہ دینے کی **الجواب** کوشش کی ہے۔ ۱۔ ایک تو یہ کہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے

میں اکثر احادیث ضعیف ہیں۔ ۲۔ دوسرا کہ حیات انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ عقاید ضروریہ میں سے نہیں ہے ان دونوں باتوں کا جواب کئے۔ اقلے بات کا جواب: حضرت نانو توئی کے الفاظ یہ ہیں کہ ایسا یاد پڑتا ہے کہ اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہیں۔ (لطائف قاسمیہ) یہ شک پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ تو یہ لوگ کائناتے نقل دیئے ہیں۔ مگر جو آپ کا یقینی فیصلہ تھا۔ وہ نیلوی صاحب نے نقل ہی نہیں کیا۔ یہ نیلوی صاحب کا کتب بڑا دھوکہ و دھول و دھب و خیانت ہے حضرت

نیلوی صاحب کا عقیدہ ضروریہ میں سے نہیں ہے

امت کا اجماع بھی ہے اور علماء امت کے عذاب و ثوابِ جبر کے انکار کو کفر کہا ہے
(ندائے حق جزء اول ص ۷)

حوالہ ۲ :- نیلوی صاحب کہتے ہیں اور شرح معاصر میں ہے۔

اتفق اهل الحق على ان العلماء تعالى يعيد الى النسيان في القبر نوع

حياة قدسها تيا له ويتلوه يشهد بذلك الكتاب والاخبار والآثار

یعنی ضروریات دین میں یہ مسئلہ ثابت ہے جس پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے اور اجماع

ہے اور قرآن پاک اور احادیث نبویہ اور صحابہ اور تابعین، سلف صالحین کے اقوال بھی اس بات
کے شاہد علیٰ ہر حال اللہ تعالیٰ قبر میں میت کا طرف و دوبارہ پھر ایک خاص قسم کی حیات دیتے ہیں
اور دیتے بھی ہیں صرف اس قدر جتنے سے دکھ یا سکھ محسوس کر سکے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اسے پہنچے (ندائے حق جزء اول ص ۷۱ و جلثانی ص ۲۲) میت - مردہ کی لاش (جبر عفری)

کو کہا جاتا ہے چنانچہ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ البتہ روح نکل جلتے تب اسے آدمی یا انسان نہیں کہتے
بلکہ کہتے ہیں کہ میت ہے یا فلاں زندے کی لعنہ (دش ہے) اگر آدمی کہہ بھی دیتے ہیں۔ تو

مجازی طور پر کہتے ہیں الخ (ندائے حق جزء اول ص ۲۲) پس ثابت ہوا کہ میت (جبر عفری)
میں اتنی حیات نسیم کرنا کہ کافر و فاسق کو عذابِ جبر ہو اور مسکین میں اتنی حیات نسیم کرنا کہ قبر

میں اس کو راحت و نعمت و لذت محسوس ہو یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اولیٰ کا منکر
کا فر ہے تو ولی و شہید و صالح و مدحیٰ و سخی میں اتنی حیات نسیم کرنا تو بطریقِ اولیٰ

ضروریات دین میں سے ہوگا۔ فلہذا وہ لوگ جتنے دل سے سوچ میں جو دن رات انبیاء
علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی عفری کا انکار کرتے ہیں۔ وہ نیلوی صاحب کے نزدیک کون ہوئے
نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ نیلوی کہتے ہیں کہ ایسا عقیدہ جس میں غیر نبوی کسی پر فضیلت ہو

اور انبیاء کی شان میں گستاخی ہو۔ وہ جاریب کفر ہے (ندائے حق جزء اول ص ۵۵)

اب قارئین کرام! خود فرما میں کہ مومنین کے جبر عفری میں بھی حیات ہو اور ان کے احوال مع
اجساد عفریہ لذت محسوس کر رہے ہوں۔ نعمتیں حاصل کر رہے ہوں اور انبیاء علیہم السلام

کے اجساد و عنصر یہ لذت اٹھانے سے اور نعمتوں کے محفوظ ہونے سے محروم ہوں تو یہ انبیاء علیہم السلام کی بلایب گستاخی و توہین ہے۔

اقوال شہ دین کے جو پابند نہیں ہیں جن میں زمانے کے خردمند نہیں ہیں ۴

نیلوی صاحب نے ندائے حق اور شفاء الصدور و لہر و برق منشور اور

دھوکہ نمبر ۴ | البیان الاوثیٰ میں بشیر الدین قنوجی کی کتاب کے حوالے دیئے ہیں

اور پھر کہیں لکھ دیتا ہے۔ تلمیذ شاہ محمد اسحاقؒ اور کہیں لکھ دیتا ہے۔ تلمیذ خاص شاہ

محمد اسحاقؒ نیلوی صاحب دواصل دھوکہ یہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ بشیر الدین قنوجی حنفی

ہے۔ اور حضرت شاہ صاحب محمد اسحاق دہلوی کا خاص شاگرد ہے۔ حالانکہ حقیقت

یہ ہے۔ کہ شاگرد خاص اس کو کہا جاتا ہے جو استاد کے علوم کو اپنے شیخ کے نظریہ و عقیدہ

کے مطابق پھیلائے لیکن جو شخص اپنے شیخ کے نظریے کے خلاف ہو جائے اس کو

شاگرد خاص کہنا دھوکہ ہے۔ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ ایسے لوگوں کو خود تلمیذ شخصی

کو بدعت و ضلالت کہتے تھے۔ مگر وہ کہتا ہے دیکھئے رسالہ معقودہ ص ۱۱ ملحق بنظام الاسلام

مطبوعہ گنیش پریکاش لاہور، یہ وہی بشیر الدین قنوجی ہے جو فتاویٰ غرائب سے امام اعظمؒ

کا مسلک دم سماع الموتی نقل کرتا ہے جس پر کمن و بحث۔ راقم الحروف نے باب سماع

الموتی عند الامام الاعظم میں کر دی ہے۔

نیلوی صاحب نے ندائے حق میں محمد بشیر غیر مقلد کی کتابت انسان

دھوکہ نمبر ۵ | کے حوالے بھی نقل کئے ہیں۔ مگر نیلوی صاحب نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ

غیر مقلد ہے تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیا جاسکے۔ یہ محمد بشیر غیر مقلدین کے شیخ اکل نذیر حسین

دہلوی کا شاگرد ہے۔ دیکھئے الیما بعد المات ص ۲۶۲۔ ناشر المکتبۃ الاشیرہ سلطنت

نیلوی صاحب نے امیر علی کی تفسیر مواہب الرحمن اور عین الہدایہ ترجمہ

دھوکہ ۶ | ہدایہ کے حوالے بھی ندائے حق طبع اول ص ۱۵۰ و ندائے حق جلد ثانی ص ۱۵۰

ص ۱۵۰ اور البیان الاوثیٰ ص ۲۰ میں درج کر دیئے ہیں مگر یہ نہیں بتایا کہ یہ حتمی ہے یا غیر مقلد

بلکہ نیلوی صاحب کے شاگرد بشیر محمد صاحب نے تو یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ حضرت مولانا سید

امیر علی حنفی فرماتے ہیں (آئینہ تسکین الصدور ص ۱۹۹) استاذ و شاگرد دھوکہ دینے میں بہت مہارت رکھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امیر علی غالی و مستغصب قسم کا غیر متغلد تھا۔ جس کے دلائل یہ ہیں۔

امیر علی صاحب نے تعقیب علی التقریب ص ۵۲۳ میں حضرت امام اعظم **دلیل نمبر ۱** | ابو حنیفہؒ پر ان الفاظ سے جرح کیا ہے۔ نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ اکلونی ضعیف النسانی من قبل حفظہ والدارقطنی وابن عدی الخ پھر توثیق کے حوالے بھی نقل کئے ہیں۔ مگر یہ انداز منافقانہ پالیسی کا ایک حصہ ہے۔

مولانا عبدالحی حسنیؒ - نزہۃ الخواطر ص ۵۷ میں لکھتے ہیں۔ ثم لازم **دلیل نمبر ۲** | القاضی بشیر الدین العثماني القنوجی واخذ الحديث عن الشيخ المحدث نذیر حسین الدہلوی (بشیر الدین قنوجی کی صحبت کو لازم پکڑ کر اس سے پڑھنا اور پھر حدیث شیخ نذیر حسین محدث دہلوی غیر متغلد سے حاصل کی۔

غیر متغلب فی المذہب الحنفی یتبع الدلیل و متبرک التعلیقاذا وجد فی مسئلۃ لغا صریحا مخالفا لمدہب غیر منسوخ و هو من اشیاء فی (نزہۃ الخواطر ص ۵۶) یہ امیر علی مذہب حنفی میں پختہ نہیں تھا۔ دلیل تلاش کر کے تقلید کر چھوڑ دیتا تھا۔ جب کسی مسئلہ میں نص صریح مذہب حنفی کے مخالف پالیتا۔ جو غیر منسوخ ہوتی اور وہ امیر علی میرے استاذوں میں سے تھا۔

شیخ اکل نذیر حسین صاحب دہلوی کی سوانح الحیاة بعد المات ص ۳۶۵ **دلیل نمبر ۳** | میں اس کو دہلوی کا صاحب غیر متغلد کا شاگرد و شاگرد کے (ص ۳۵۹ پر ان الفاظ کے ساتھ ان کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے۔ مولوی سید امیر علی علیہ السلام آبادی صاحب تصانیف جلد

مولانا محمد اسماعیل بھٹی لکھتے ہیں۔ مولانا سید امیر علی نے جب ۱۲۴۷ھ **دلیل نمبر ۴** | میں مکتوں میں انتقال کیا مسکا اہل حدیث تھے۔ (برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۵) اس کتاب کے حاشیہ میں امیر علی کے اہل حدیث ہونے کا ثبوت — نزہۃ الخواطر ص ۵۵ و ص ۶۶ اور علمی کجامے ص ۶۲ تا ص ۶۷ مؤلف ابی حسن نورانی

استاذ ادبیات اسلامیہ کالج کھنڑا جہلام بک ڈپو وارث نوکشتو کھنڈر مطبوعہ ۱۹۵۹ء
سے پیش کیا گیا ہے (نوٹ) محمد اسحاق صاحب بھی ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کے مدیر
بھی ہیں۔

خود امیر علی صاحب التذنیب لتقیب التقریب کے ۳۴ میں لکھتے
دلیل نمبر ۱ ہیں کہ میری اسناد بحسب علم کی نذر حسین دہلوی سے ناشوکافی غیر
مقلدہ پختہ بہ (مختصاً)

میں اہلحدیث و فتاویٰ عالمگیری کا ترجمہ امیر علی نے اس لئے لکھا ہے
دلیل نمبر ۲ تاکہ جالی قسم کے اُردو خوان غیر مقلدان تلام کو پڑھ کر فقر کی کسی نہ
کسی جزئی پر اعتراض کر سکیں پھر اپنی طرف سے ان دونوں کن بول کے مقدمہ کو کرا کافی
نہ ہر بلا مادہ بھیلایا گیا ہے۔ اس مقصد ترجمہ نہیں بلکہ دفعہ خفیہ کو بدنام کرنا مقصود ہے
مشہور تو اپنا نام امیر علی حنفی کیا۔ مگر حقیقت میں نہ ہر بلا غیر مقلدہ ہے تاکہ حنفیوں کو آسانی
سے گمراہ کیا جاسکے۔ اس لئے مسائل اختلافیہ میں اس نے احناف کے نظریہ کو کمزور قرار
دیا ہے۔ حوالہ ۱ تراویح صحیح حدیث سے مع وتر کے گیارہ ہی رکعات ثابت ہیں
(میں اہلحدیث ترجمہ ہدایہ از امیر علی ص ۵۱۲ بحوالہ انوار مصابیح ص ۵)

حوالہ ۲ = میں اہلحدیث میں رنح یدین کی روایات کو بیع قرار دیا ہے حتیٰ کہ جھوٹی و
من گھڑت روایت فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَواتُ حَتَّى نَقُو اللہ تعالیٰ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کی نماز رنح یدین عند الزکوع وغیرہ کے ساتھ ہمیشہ رہی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
سے جاملے یعنی وفات پائی) کو ثابت و صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح ناظرین کام
دوسرے اختلافی مسائل پر نظر کر کے دیکھ لیں۔ اس کا نفاق ظاہر ہو جائے گا پرنظر
طالب الرحمن غیر مقلدہ احناف پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اور حبیب شہریت نے
زورداراً تو کہنے لگے کہ اجنبی عہد کے چہرے پر پڑے ہوئے غبار سے ختم جائز ہے
(عین الہدایہ ص ۱۳۱) اتفق فی مسئلہ رنح یدین ص ۲۲ حصہ اول
تقاریر حسین ص ۱۳۱ اپنے اس حوالہ سے بھی اندازہ کر لیا ہوگا۔ کہ یہ حوالہ نہ تو صمدیہ میں

ہے نہ فقر کی کسی کتاب میں ہے یہ محض بدنام کرنے کے لئے اس غیر مفید امیر علی نے ایسا کیا ہے۔ منافقانہ چال سے یہ لوگ حنفیوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ حنفی عوام تو اپنے مقام پر رہے حنفی مولوی بھی بہت سادہ لوح ثابت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حنفی مولویوں کو سمجھ نصیب فرمائے۔

باس خضر میں یہاں ہنزہ راہ زن بھی پتھر ہیں اگر دنیا میں۔ ہنابے تو کچھ پہچان پیدا کر نیلوی صاحب اور اس کے شاگرد بھی مسلمانوں کو اسی قسم کے دھوکے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہدایت نصیب فرمائے (آمین)

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ پس مسئلہ نزاعیہ میں تصریح کو نظر دھوکہ نمبر

سے کام چلانا سخت غلطی ہے۔ (زندائے حق جلد ثانی ص ۳۷) اس عبارت سے نیلوی صاحب نے یہ دھوکہ دینے کا نام کوشش کی ہے کہ نیلوی صاحب تو مرتجع روایتوں سے استدلال کرتے ہیں۔ جب کہ ان کے مخالف ابدھرا دھر کے رطب و یابس اقوال پیش کرتے ہیں۔ یا تاویلات سے کام چلاتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) حالانکہ نیلوی

صاحب نے خود اسی روایت سے جس کی اس مقام پر تردید کر رہے ہیں۔ استدلال کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تسلیم کر لیا ہے (زندائے حق جلد ثانی ص ۱۶۹)

دوہم = نیلوی صاحب نے جو سماع موتی کی مرتجع و مبہم احادیث ہیں۔ ان میں تاویلات کیلئے ان کو تردید کیلئے اور مبن روایتوں کا عدم سماع موتی سے تعلق بھی نہیں ان کو شک سماع موتی میں دلیل و حجت بنایا ہے۔ مولانا سجاد دہلوی صاحب راہنما امتیاز اشاعت التوحید والسنۃ نیلوی صاحب کی کتاب شفاء الصدور پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ دوسرے باب میں وہ حدیثیں مذکور ہیں جو مصنف (نیلوی صاحب) کے نزدیک

نفی سماع موتی پر دلیل ہیں۔ لیکن انہوں نے کہ ان چودہ حدیثوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جسے اصل دعویٰ کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہو۔ ان سب حدیثوں سے مصنف اور مترجم نے زبردستی کچھ مان کر سماع موتی کی نفی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض جگہوں میں

تو مصنف نے نہایت ہی رکیک بلکہ مضحکہ خیز تاویلوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اے (تعلیم القرآن لکچر) لکچر
 ۱۶ جولائی ۱۹۷۸ء (جلد ۳۱) سجاد بھاری صاحب نے نیلوی صاحب و بیباکی
 صاحب کی ہانتوں کا پسوہ اچھی طرح چاک کر دیا ہے۔ اس لئے راقم طر ف نے مقدمہ کے
 اندر اس جیسے کی پوری نوٹ کر پالی درج کر دی ہے

نیلوی صاحب کا اقرار | نیلوی صاحب شفاء الصدور ص ۳ طبع اولیٰ میں ان چوتھے
 حدیثوں کے بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں باقی رہا ایک حدیث
 کہ ان میں کوئی صریح روایت نہیں جس میں لکھا ہو کہ مردے نہیں سٹنٹے۔ دراصل بات یہ ہے
 کہ ایک امر یہی ہے کہ اگر کوئی دلیل بیان نہ ہو۔ تو کوہ مضائقہ نہیں اے بلطفہ ۱

قارئین کرام! نیلوی صاحب نے مان لیا کہ وہ تاویلات سے کام چلاتے ہیں۔ فلہذا
 صفحہ ۱۸ پر نیلوی صاحب کے تسلیم شدہ ہیں۔ تو نیلوی صاحب کو اس کا نتیجہ بھی ضرور تسلیم
 کرنا ہوگا۔ صفحہ ۱۹ یوں ہے۔ نیلوی صاحب مسئلہ نزاع میں تاویلات سے کام چلاتے ہیں
 کہی ہوئی ہے۔ اور مسئلہ نزاع میں تاویلات سے کام چلانا سمجھنا غلطی ہے۔ نتیجہ یوں آتا ہے
 فلہذا نیلوی صاحب کی سخت غلطی ہے۔ نیز نیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم سماع موقی کا
 مسئلہ بدیہی ہے۔ یہ سخت غلطی ہے۔ اگر یہ مسئلہ بدیہی ہو تو نیلوی صاحب کو دلائل قائم
 کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نیلوی صاحب کو سمجھ عطا کرے۔

دھوکہ نمبر ۸ | نیلوی صاحب طبقہ ثنائیہ کی کتابوں کے بارے میں کہتے ہیں۔ یاد
 رہے کہ طبقہ ثنائیہ کی اکثر احادیث فقہاء کے نزدیک معمول نہیں
 بلکہ ان کے خلاف پرجا جاع ہو چکا ہے۔ اور مسند ابویعلیٰ موصیٰ اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
 داؤد بن علی مسند ابی داؤد طیالسی، مستدرک حاکم کتب بہیقی تصانیف طبرانی طبقہ ثنائیہ کی
 کتابیں ہیں۔ ہم لوگ اس قاعدہ پر پختہ ہیں۔ اور قاعدہ ہذا ہے سرسوا غراض و اسرار نہیں
 کرتے (ندائے حق جلد ثانی ص ۶)

الجواب | نیلوی صاحب نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹ بولا ہے۔ نیلوی صاحب نے
 اپنی اسی کتاب کے لئے حق میں بہت سے مقامات پر طبقہ ثنائیہ بلکہ راہ

بلکہ خامسہ و سادسہ کی روایتوں سے بھی استہلال کیا ہے۔ ملاحظہ کریں۔ (زندائے حق
 جلد اول صفحہ ۳۵) سببیں مقام بزدخ کے عنوان کے تحت (پھر صفحہ ۷۵ میں ہے) (رواہ
 ابن ابی الدنیا) نیز رواہ ابن ماجہ نیز رواہ البخاری فی التاريخ نیز اسے صفحہ ۷۵ میں ہے (رواہ
 ابن حاکم نیز اسے صفحہ ۷۵ میں ہے) (رواہ ابن ابی الدنیا) نیز صفحہ ۷۵ میں شرح الصدور کے حوالے
 سے روایتیں نقل کی ہیں ۹۳ میں ابونعیم اصفہانی سے اور بیہقی کی ملاحظہ النور سے
 احمد ابن ابی حاتم احمد ابن مرویہ کی تفسیروں سے روایتیں نقل کی ہیں۔ ۹۴ میں الحادی
 بشری الکلبی بطرائی۔ ابن ماجہ ابن حاکم سے روایتیں نقل کی ہیں۔ ۹۵ میں طبرانی
 الدر المنثور اور ۹۶ میں روت الدانی سے ۹۷ میں ابن جریر خازن و مالک کے حوالہ
 سے روایتیں نقل کی ہیں۔ کہاں تک قارئین کی خدمت میں کہوں۔ اکثر زندائے حق ہی طبقہ
 ثالثہ و رابعہ وغیرہ کی روایتوں سے بھرا ہوا ہے مگر نیلوی صاحب کو بات کرتے ہوئے
 شرم بھی محسوس نہیں ہوتا ہے

دنیا میں ڈھیٹ اور بے عیاد رہی ہیں مگر سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی کی
 قارئین کس ام نیلوی صاحب کی کتاب میں تلبیس و دجل و خدائے کا پلندہ
 ہیں۔ باب بہت طویل ہو جائے گا۔ لیکن نیلوی کے فریب ختم نہیں ہوں گے۔ اس لئے
 مجبوراً ان چند سطروں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

باب المشاہدات

آنکھوں دیکھے واقعات

واقعہ نمبر ۱

۱۹۳۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح نے خواب میں حکم شاہ فیصل اول شاہ عراق سے فرمایا کہ ہم دونوں کو موجودہ قبروں سے منتقل کر کے دریچہ جلد سے تھوڑے فاصلہ پر دفن کر ڈھائے اس لئے کہ میرے مزار میں پالی اور حضرت جابرؓ کے مزار میں نمی شروع ہو گئی ہے۔ شاہ یہ خواب مسلسل دو راتوں میں دیکھتا رہا۔ اور سوچتا رہا کہ کیا کر دوں۔ تیسری شب حضرت خلیفۃ المسیح نے عراق کے مفتی اعظم کو خواب میں یہی ہدایت فرمائی کہ کہہ دو راتوں سے بادشاہ کو کہہ رہے ہیں۔ لیکن اس نے اب تک اس کا انتظام نہیں کیا۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس کو متوجہ کر کے اس کا فوری بندوبست کراؤ۔ چنانچہ اگلے روز صبح ہی صبح مفتی اعظم نور علی السید پاشا وزیر اعظم کو ہمراہ لے کر بادشاہ سے ملے (بالآخر جب ان دونوں حضرات کو اپنی اپنی قبروں سے نکالا گیا۔ تو نقش ہٹے مبارک کا کفن حتیٰ کہ ریشے مانے مبارک کے بال تک صیغہ حالت میں تھے۔ نقشوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ڈوٹیں گھٹنے سے زائد وقت نہیں گزرا حالانکہ تیرہ سو سال گزر چکے تھے۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ ان دونوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور ان میں اتنی پراسرار چمک تھی کہ بہتوں نے چاہا کہ ان سے انکھیں ملائیں مگر ان کی نظریں اس چمک کے سامنے نہ ٹھہر سکتی تھیں۔ بڑے بڑے ڈاکٹر یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ایک ڈاکٹر جو سن ماہر چشم جوین الاقوامی شہرت کا مالک تھا۔ جبے اختیار ہوا اور آگے بڑھ کر مفتی اعظم عراق کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ آپ کے مذہب اسلام کی حقانیت اور ان صحابہ کی بزرگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ لائیے مفتی اعظم ہا تھ بڑھائیے۔ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

قائمین کو ام! اس واقعہ کی مکمل تفصیل ماہنامہ تسیم القرآن راولپنڈی ۱۹۶۳ء میں موجود ہے۔ اس لئے اس کا کھس ملاحظہ کریں۔

جناب علیہ السلام

ناقابل انکار صداقت

مذہب کی سچائی و درستی کی سب سے بڑی دلیل عام فہم نبوت اور ناقابل انکار حقیقت ہے۔ مشاہدہ (چشم دیدہ و اذنی سمعی) آپ پر صد اقصیٰ و سبیل اسلام و تائید فشرک پر اپنے ہی زبان کا ایک مشاہدہ (چشم دیدہ و اذنی سمعی) کرتے ہیں تاکہ من رست و انصاف پسند اہل علم و فہم و فہم و فہم سے بلند ہو کر جو سچیں سمجھیں اور حقیقت تک پہنچیں۔

قصبہ سلیمان پاک جو بغداد سے ۴۰ میل کے فاصلے پر ہے زمانہ قدیم میں جس کا نام حاکم تھا جہاں کثیر صحابہ کرام گزرے تھے جس کے بعد سے یہاں ایک شاندار مقبرے میں حضرت سلمان فارسی مشہور صحابی مدفون ہیں اور آپ کے جنہم مزار سے متصل یعنی آخر الزمان کے دو صحابہ حضرت حسن و حسین علیہما السلام اور حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے مزارات ہیں ان دونوں اصحاب رسول کے مزارات پہلے سلیمان پاک سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک حجر آباد جگہ پر تھے۔

پھر ایک کہ حضرت حذیفہ بن یشاق نے خواب میں مکہ فیصلہ اولیٰ شاہ عراق سے فرمایا کہ ہم دونوں کو مجروحہ اور بے منتقل کر کے دیا ہے وہ بکلیت تھوڑے سے فاصلے پر دکن کر دیا جائے، اس لئے کہ میرے حمران میں پانی اور جابڑ کے مزار میں بھی شریعت ہو گئی ہے۔

شاہ نے خواب مسلسل دو راتوں میں دیکھا تھا اور شاہ نے پھر فرمائی یا انہا کی امر و سلطنت کے باعث قبول کیا۔ تیسری شب حضرت موصوف نے عراق کے مفتی اعظم کو خواب میں یہی ہدایت فرما کر کہا کہ ہم دو راتوں سے بادشاہ کو کہہ رہے ہیں لیکن اس نے اب تک اس کا اختلاف نہیں کیا، اب یہ قصداً کام ہے کہ اس کو متوجہ کر کے اس کو فوری بند و بست کراؤ۔

چنانچہ اگلے روز صبح ہی مفتی اعظم نوری التمیمہ بادشاہ ترمذی عظم کو ہمراہ لے کر بادشاہ سے ملے اور اس سے اپنے خواب بیان کیا، شاہ فیصلہ لے کر یہی دو راتوں سے خواب میں یہی دیکھ رہا ہوں۔

آخر کار نوری ترمذی کے بعد شاہ نے مفتی اعظم سے کہا کہ آج ہزارات کھولنے کا فتویٰ دے دیں کہ اس کے لئے تیار ہوں۔ جب مفتی اعظم نے ہزارات کے کھولنے اور اسلحہ کو منتقل کرنے کا فتویٰ دیدیا تو فوری طور پر شاہی فرمان و نوری اس اعلان کے ساتھ ہزارات میں شائع کر دے کہ جو کہہ کر

عید قربان بعد نمازِ قربان دونوں اصحابِ سرِاج کے مزارات کھولے جائیں گے۔

ان مزارات میں حاشا شائع ہونا تھا کہ تمام دنیا نے اسلام میں غیبتِ مہدی کی طرف سے پھیل گئی، واضحاً اور دوسری خبر رساں ایجنسیوں نے اس خبر کو تمام دنیا میں پہنچا دیا۔ کسی اتفاق دیکھتے کہ ان دونوں موسیٰ حج پرٹے کے باعث تمام دنیا سے مسلمان بھی کھینچے ہوئے ہیں۔ یہ یقین (نکلتے دینے) یہ کہ جس پر ہر شخص جب انھیں یہ حال معلوم ہوا تو انھوں نے شاد و عراق تہ۔ خواہش ظاہر کی کہ مزارات کی کے چند، و زید کھولے جائیں تاکہ وہ بھی شرکت کر سکیں۔ اس وقت حماز، حمزہ، شام، لبنان، فلسطین، ترکی، ایران، بغداد، افریقہ، روس، ہندوستان وغیرہ وغیرہ ملکوں سے شاد و عراق کے نام پہ شمار تانبہ پہنچے کہ ہم بھی جنازوں میں شرکت ہونا چاہتے ہیں، باقی فرما کر خیرہ تانبہ چند روز بڑھادی جائے۔

چنانچہ دنیا کے مسلمانوں کی خواہش پر یہ دوسرا جنازہ جاری کر دیا گیا کہ اب یہ رسم حج کے دس دن بعد ادا کی جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی عراق میں اہل مزارات کی مجلس کی تائید کے یہ بھی نظر احسنی ملی تھا کہ ہر کسی کی مجلس کی باقی مزارات تک پہنچنے نہ پڑے۔

آخر کار مدد دہی کیا جس کی کارروائیوں میں لوگ جوق درجوق مسلمان پاک میں بھیہ ہو گئے، وہ شہر کے دن بارہ بجے کے بعد لاکھوں انسانوں کی موجودگی کے مزارات کھولے گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت مہدیؑ عیسیٰؑ کے مزار میں گہرے آچکا تھا اور حضرت صاحبزادہؑ کے مزار میں بھی پیدا ہو چکی تھی۔ حالانکہ وہ دیا گئے دجلہ والے سے تم ازہم وہ فلا ملک دور تھا۔

تمام امتِ نبی کے سفیرِ عراقی حکومت کے تمام ارکان اور شاہ فیصل کی موجودگی میں جیسے حضرت حدیثت الیہا نے ان کی نفس جانتے کہ کون کے ذریعے زمین سے اس طرح اور بڑا اٹھا لایا کہ ان کی نفس کی پیر نصب کئے نمونے سر پہر پہر نمود بخود آگئی۔ اب کہیں سے سر پہر پہر نمود کے کہ وہ جیسے شاہ فیصل، مفتی اعظم عراق، وزیرِ مختارِ جمہوریہ ترکی اور پرنس نامق ولی محمد مصر نے کندھادیا اور بڑے احترام سے ایک منشیہ کے تابوت میں رکھ دیا، پھر اس طرح حضرت صاحبزادہؑ کی نفس جانتے کہ کون کے مزارات سے باہر نکالا گیا۔

نفس نے مبارک کہ ان کی نفس بخشی کر دینے ملے مبارک کے بال تک! ان کی صحیح حالت میں تھے، نفس کو بھیہ کر کہ اندازہ ہو کر زمین پر تھا کہ یہ تیرہ سو سال قبل کی نفسیں ہیں، بلکہ گن بہر تھا کہ شاید انھیں وہ وقت فراتہ وہ بین گھٹنے سے زائد وقت نہیں گزرا، سب عجیب بات یہ تھی کہ ان دونوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں اتنی بڑا سرد چمک تھی کہ بہتوں نے چاہا کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں، لیکن ان کی غریبہ ہر چہ کہ کسے سے جبراً ہی نہیں، مگر بھیہ کیسے تھیں؟

بڑے بڑے کہ، بڑے بڑے کہ، بڑے بڑے کہ، ایک جرم اس پر چمک جو بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا، اس قلم کار والی میں بڑی دل ہوی لہر تھا جس نے جو حضرت دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا، وہ اس سے کچھ اتنا بڑھتا

نیلوی صاحب سمجھتے ہیں۔ میت پانی میں ڈوبنے کے لئے
واقعہ نمبر ۲ منتقل کیا جاسکتا ہے۔ فی المصنف لابن ابی شیبہ ص ۳۹ مکان

حدثنا ابو اسحق قال اخبرنا اسمعيل انا قيس قال سألني مروان طلبة يوم
 الجمل بسهم في ركبته فمات فدفنا على شاطئ الكلاء فسرأى
 بعض اهلهم انه قال الا تريحوني من هذا العلاء فاني قد
 غرقت ثلاث مرات يقولها قال فنبشوه فاشتروا له داس
 آل ابى بكره بعشرة آلاف فدفناه فيها

یعنی جب مروان نے محل کی لڑائی میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے چمکے میں تیر رکھا۔ تو
 طلحہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ انہیں شاطئ کلاء کے پاس ہم نے دفن کر دیا۔ حضرت
 طلحہ کے متعلق لوگوں میں سے کسی کو یمن بار غلاب آیا کہ حضرت طلحہ فرما رہے ہیں کہ میرا
 جسم کو اس پانی سے کیوں راحت نہیں دیتے کیونکہ میرا جسم پانی میں ڈوب رہا ہے۔ تب
 انہوں نے اس کی قبر کھود کر نکالا۔ اور آل ابوبکر سے دس ہزار دینار کی جگہ خرید کر وہاں
 دفن کیا۔ (ماہنامہ جشن بہار سرگودھا گلستان اہلسنت ج ۱۸ خاص شمارہ جلد ۱۹
 شمارہ ۲/۱ فروری ۱۹۹۷ء / بیس الاول ۱۴۱۷ھ) اس کا عکس اگلے صفحہ پر ملے
 کریں۔ قادیان کوام! ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ اسی قبر میں راحت و تکلیف
 ہوتا ہے۔ اور قبروں والے جسمانی دروہانی حیات سے متصف ہوتے ہیں جیسا کہ اہل
 سنت کا مسلک ہے۔

نیلوی صاحب حضرت تھانویؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت معاویہ
واقعہ نمبر ۳ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُحد میں ایک نہر جاری کی گئی۔ نہر میں قبور

شہداء مدفون تھیں۔ تو ماہرین نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہنا کہ سوائے قبور
 پر سے نکالنے کے ہیں کوئی راستہ نہیں ہے۔ تو انہوں نے اجازت دے دی جب
 نہر کے لئے قبور کھودیں گئیں تو بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ شہداء کی لاشیں
 اس طرح برآمد ہوئیں کہ معلوم ہوتا تھا۔ سونہ ہے۔ پھر انہیں کندھوں پر لاد لاد کر وٹا

سے عیدہ کیا گیا۔ اور اسی سلسلہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں پھلورہ
 ٹپکی۔ تو خون نکلی آیا۔ حالانکہ یہ واقعہ کم از کم شہادت کے چالیس سال بعد کا ہے
 ندائے حق جہز اول ص ۲۸۴، ۳۸۵۔

قارئین کرام! جسم سے خون کا نکل آنا۔ حیات جسمانیہ کی دلیل ہے۔

افغانستان کے محاذ جنگ سے ایک رپورٹ۔ مولانا نیک
 واقعہ نمبر ۳ | بہادر خاں افغانستانی فاضل دارالعلوم حقانیہ بنام مدیر الحق

ایک شہید طالب علم کی زندہ کرامت | میرے محترم واجب القدر
 استاد۔ ایک عیب واقعہ پر
 خط نم کربلا ۱۸۵۸۵ واقعہ کے کچھ حصے میں نے بحث خود دیتے۔ کچھ دوسروں سے متواتر کئے
 جن میں مرد و عورت بے شمار افراد شامل ہیں۔ واقعہ یہ ہے۔

کہ ایک طالب علم مولوی محمد شریف شہید نرمل کے باشندہ تھے۔ اپنے والد نے
 بطیب خاطر لڑائی میں شرکت کی اجازت نہ دی۔ یہ معرعتے مگر والد اجازت نہیں دے رہے
 تھے۔ بالآخر بلا اجازت والد موضع شاہ تود کا علاقہ ارگون اپنے اور معاون عبد الحمید صاحب
 حرکت انقلاب اسلامی کے زیرِ کمان ایک دوست کے ہمراہ ارگون کے جہاد میں شریک ہوئے
 لڑائی نے شدت اختیار کی تو چاروں طرف سے مسلمان ارسل خاں امیر صاحب کے اس معاون
 کی امداد کے لئے آپہنچے۔ یہ شہید طالب علم بڑی بے جگر اور بہادری سے دشمن کا مقابلہ کرتے
 رہے۔ مگر بالآخر کلاشنکوف کی گولیاں دل پر گئیں۔ اور شہید ہو گئے۔ برف باری کا آخری
 موسم تھا۔ یہ شہید ہو کر اپنے مورچے میں دو دن تک پڑے رہے تیسرے دن لاش مبارک
 مرکز لے جاتی تھی۔ اور وہاں دفن کئے گئے۔ ان کا دو صلہ مجاہد دوست نرمل چلا گیا۔ اور
 والدین کو اطلاع دی۔ سات دن بعد مرکز صید انک کو واپس آیا۔ اور امیر مجاہدین
 حرکت سے عرض کیا کہ شہید طالب علم کا بوڑھا والد گاؤں صراؤڑہ آیا ہے اور اس کا
 اصرار ہے کہ میرے شہید طالب علم بیٹے کو نکال کر واپس لے جاتے۔ بڑی روداد
 کے بعد آخر میں ان کو نکال کر جمع دینے کا ہوا۔ جب قبر کھولا گیا۔ تو یہ شہید بہت

خوبصورت اور جوانانہ تھا۔ اور زخمی ہاتھ دل پر پڑا ہوا تھا۔ معاون عبدالحمید صاحب نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے اس کا ہاتھ سات دفعہ سے زیادہ دل سے ہٹا کر سیدھا کیا۔ مگر چشم زدن میں وہ دوبارہ ہاتھ دل پر رکھ دیتا۔ ہم نے ایسے ہی کر رہنے دیا اور مجاہدین کے ساتھ باپ کے پاس لاش بھیج دی۔ لاشس گاؤں پہنچی بوڑھا باپ لاش کے سر ہانے کھڑا ہوا اور سب لوگ گاؤں والے شہید کو دیکھ کر رورہے تھے کا چانک شہید کے غم زدہ لہجے میں کہیں کہیں گویا کہ۔ اے میرے نوت مگر اگر تم حق کے لئے اچھے عقیدے کے ساتھ شہید ہو چکے ہو اور تم سے خدا راضی ہوا۔ تو اب مرنے کے بعد مجھ سے معاف کرو گے۔ اور میں اپنا حق بخش دوں گا۔ ورنہ میں اپنا حق نہیں بخشتا۔ نہ بلا اجازت جانے کو معاف کروں گا۔ کہ بوڑھے باپ کے بغیر خراب عقیدے کے لئے جنگ میں کیوں شریک ہوئے۔ مجاہدین اسی منکڑوں لوگ ارد گرد جمع دیکھ رہے تھے۔ کہ باپ کے جملوں کے ختم ہونے کے ساتھ شہید نے اپنا ہاتھ زخمی دل سے اٹھایا اور اپنے باپ کے ساتھ معاف کی غرض سے بڑھا کر گرایا۔ اور اسے مضبوطی سے سے تھام لیا۔ پھر ہاتھ چھوڑ کر دوبارہ اپنے دل پر رکھ دیا۔ باپ نے اسی کے بعد باواز بلند اپنا حق بخش دیا۔

یہ واقعہ علاقہ کے ایک ہزار سے زیادہ بوڑھے اپنے بیان کر رہے ہیں اور میں ہزار کی آبادی اس پر گواہ تھی۔ اس کا دوبارہ کھولا گیا قبر بھی میں نے جاکر دیکھا۔ ہم نے فاتحہ پڑھا اور کھوسے گئے قبر کو مجاہدین آکر دیکھتے اور مزید جذبہ ایٹمی کے ساتھ خداوند متعال کی خوشیاں حاصل کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔ محترم! یہ واقعہ جتنا جیسے کچھ دیکھا رپورٹ ارسال خدمت ہے۔ حزب اسلامی خالص گرد و پا اور حرکت انقلاب اسلامی کو

آپ کے پیغام پہنچے ہیں اور رپورٹیں بھیجی جائیں گی۔ ۸۱/۱۰/۲

ماہنامہ الحق اکوڑہ نمٹک غرم المرم مشکوٰۃ ص ۲۶ تا ۲۷

باب کا برین جمعیۃ اشاعت التوحید کا پہلا مسک

باب العقیدۃ الاولیٰ

حوالہ علی تقسیم القرآن راولپنڈی ماہ ستمبر ۱۹۶۷ء ص ۲۵ میں ہے
پیام اسلام اور ترجمان اسلام کے نام از یادگار سلف شیخ الحدیث
حضرت علامہ مولانا نصیر الدین صاحب غورخشتی مدظلہ العالی۔

مکرمی جناب میر صاحب پیام اسلام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے
میرے متعلق لکھا ہے کہ میں نے آپ کے سامنے اقرار کیا ہے کہ میرے عقائد مولانا
غلام اللہ خاں صاحب کے عقائد سے مخالف ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے یہ اقرار
کبھی نہیں کیا۔ میں اور مولانا غلام اللہ خاں صاحب عقیدہ میں متفق ہیں۔ میں بھی نبی علیہ السلام
کی وفات کے بعد برزخی حیات کا قائل ہوں اور وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں
میں بھی یہ کہتا ہوں کہ روضہ پاک کے قرب میں جب درود چھڑا کر جا جائے تو نبی
ﷺ سننے ہیں۔ اور جواب دیتے ہیں۔ اور جناب مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے بھی ا
ماہ نامہ تقسیم القرآن میں یہ لکھا ہے (الخ)

قارئین کرام! مولانا نصیر الدین غورخشتیؒ حضرت مولانا حسین علی صاحب
پھر ان کے خلیفہ اعظم تھے۔ اور جمعیۃ اشاعت التوحید والسنہ کے سرپرست اعلیٰ
تھے (دیکھئے ماہنامہ تقسیم القرآن ص ۵۲ نومبر ۱۹۶۷ء)

حوالہ علی اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف چھڑا سلام ڈالے تو حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اُٹھتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اور
اگر کوئی درود سے درود شریف پڑھے تو فرشتے رسول اکرم کے پاس پہنچاتے ہیں
اور میں اس مسئلہ کو حق اور صحیح سمجھتا ہوں۔ احادیث شریف فقہاء عظام۔ سلف
صالحین سے بھی اس مسئلہ کی حقانیت اور صحت ثابت ہے۔ میں نے مولانا حسین علی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کا کبھی اختلاف نہیں سنا۔ اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے یہ پوچھا تھا۔ یہ تو ایک اہل سنت والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔

مسکین نصیر الدین : نوغشت وی (بحوالہ مقام حیات مطبوعہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ)

حضرت مولانا محمد عبد الرحمن بہبودی فرماتے ہیں۔ الحمد للہ وکفی
حوالہ [در سلاطین علی عبادہ الذین اصطفیٰ] **الابعد! احقرنا کارہ**

عرض گزار ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق متعدد اصحاب نے مجھ سے بھی دریافت کیا میں یہی عرض کرتا رہا کہ مسئلہ بدرجات نہیں۔ اس میں چھپر چھاپہ اختلاف و تمنا زوہد مناسب نہیں تاہم بعض حضرات کے اصرار پر رسالہ حنفیہ لاہور میں رسالہ رحمت کا نام دیکھا۔ لیکن میں نے اپنی رائے مختصراً ظاہر کر دی تھی۔ میرے نزدیک مولانا محمد منظور صاحب صاحب کا شہسوار جو مختلف رسائل میں طبع و شائع ہو چکا۔ اس باب میں بہترین مضمون ملاحظہ فرمایا جائے۔ دیوبندی حیات بالمعنی المتبادر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اب تک تو بہر برزخی حیات جو دیوبندی حیات بالمعنی متبادر سے ہزار درجہ اعلیٰ و ارفع ہے۔ یہی کوئی صحیح اور حق سمجھتا ہوں آمین واللہ اعلم بندہ عبد الرحمن غفرلہ (تعلیم القرآن ص ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴

مَسْئَلَةُ حَيَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى

آج کل دیوبندی حضرات میں مسئلہ "حیات النبی" موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ اور پاکستان میں دیوبندی حضرات دو جماعتوں میں منقسم ہو چکے ہیں۔ ایک جماعت "حیات النبی" کے اثبات میں ہے اور دوسری انکار پر۔ اس سے قطع نظر کہ کوئی حق ہے اور کوئی حق پر نہیں۔ اس نازک موقع پر طوائف دیوبند پر فرض مائد ہوتا ہے کہ وہ کسی طریقہ سے ہر دو جماعتوں کی نظر نبیاں دھوکے کے جھوٹ کی سی کریں۔ کیونکہ بقول شاعر:

تفرقہ کے ذکر سے بہتر ہے ذکر اتفاق وہ پیام موت ہے یہ ہے پیام زندگی
آج سے اسیس سال پہلے جب کہ اس قسم کے نزاع کا موجودہ صورت میں وجود نہ تھا۔ حیدر
الفرقان کے مکی صاحب نے اس مسئلہ کی حقیقت پر بھی غمی توجہ نہ مانظر نہائی کے بغیریت نگار
قلم نے اس کا مدخل جواب الفرقان بابت جمادی اولیٰ ۱۳۵۵ء میں ایک مضمون کی صورت میں دیا
اٹاؤ حمام کے پیش نظر وہ مضمون اشاعت کیلئے ارسال خدمت ہے۔ (امجد قادری مکی عثمانی)
پیشی ملخ لاہور سے ایک صاحب لکھتے ہیں:-

کسی کا یہ خیال کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک لمحہ کیسے بھی روپ مہارک جسب
الہر سے جدا نہیں ہوئی، کہا ننگ بیخ ہے؟ الفرقان کی قرین اشاعت میں اس مسئلہ کی تحقیق فرما کر
محمیان فرمائیں؟

تحقیق یہ یہ نہیں غلط ہے اور نفسوس قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اور شاید ایسا خیال
کر نیا لوں کو "مسئلہ حیات النبی" کی حقیقت سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
موت کا نفس و رو دو ایک ناقابل انکار بلکہ ناقابل شک و ریب حقیقت ہے۔ قرآن مجید میں رسا

تکون میں ارشاد فرمایا گیا ہے: مَنْ نَفَسَ ذَاتَهُ الْمَوْتِ (جو جان کو موت کا مزا چکھتا ہے) اور خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مشفق ارشاد فرمایا گیا ہے إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمُ مَيِّتُونَ (تو مرنے والا ہے، رسول اللہ آپ کو بھی مرنے والے سے دو چار ہونا ہے) اور وہ بھی یقیناً مرنے والے ہیں۔ پھر احادیث بھی اس بات میں بکثرت ہیں۔ اگر انجملہ حضور کے آخری وقت کے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ آنحضرت کے سامنے اس وقت لکڑی کے ایک پیالہ میں پانی تھا۔ آپ باز بار اس میں ہاتھ ڈال کر چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے جاتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، إِنَّ الْمَوْتَ مَسَّكَ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ بیشک موت کی کچھ تھیلیاں ہیں) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ثم نصب يده فجعل يقول في الوحي الاصل حتى قبض ومالت يده (مجھ بخاری) پھر آپ نے اپنا ہاتھ ادرہ کی جانب اٹھایا اور فرماتے تھے اب رفق اعلیٰ میں پہنچاؤں گا۔ موت مبارک قبض کر لی گئی۔ اور آپ کا ہاتھ نیچے آگیا۔

بزرگوار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

فَالَمَّا قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَسَلَ اخْتَلَعُوا فِي دَفْنِهِ فَقَالَ ابُوبَكْرٍ مَا خِيفْتُ مَا جَمَعَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قَبِلَ اللَّهُ بَنِيَّ إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يَجِبُ أَنْ يَدْفَنَ فِيهِ. أَدْفَنُوا فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ لَتَمُوتَ فِي رِجْلِ الْغَوَاةِ	دو دن فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کر لی گئی۔ اور آپ کو غسل دے دیا گیا تو مقام دفن کے بارے میں اختلاف آ رہا ہو گیا۔ اس وقت مدینہ اکبر نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی جو کہیں ابھی تک نہیں ہوئی۔ آئیے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو روح میں نہیں کرتا ہے جہاں انکا دفن ہو نہ چاہتا ہے۔
---	---

بوز چاہتے ہیں۔ بعد اسطورہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ستر مبارک ہی کی جگہ دفن کرنا چاہیے۔

اور صحیح بخاری و شافعی ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری وقت کی تکلیف شروع ہوئی تو حضرت سید فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زبان سے نکلا و اکبر ہا کہ دے لے کسی بیچنے سے، تو حضور نے ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا لا کم ب علی ابیک بعد

الیومہ انہ قد حضر من اہل بیت ما لیس اللہ بتا لہ احدًا۔ المحدث (یعنی آج کے بعد)
 قربانت باپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے سب تو ہمارے باپ کے لئے وہ وقت آیا ہے جس سے اللہ
 پاک کسی کو بھی مستثنیٰ کرے (یہ نہیں)۔

اور وفات نبوی کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے جو کچھ اس باب میں ارشاد فرمایا ہے وہ تو
 نص میں قرآن و حدیث کے بعد اس بارہ میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ ارا بخیر صبح بخیر میں حضرت
 عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب صدیق اکبرؓ کو وفات نبویؐ کی خبر پہنچی تو آپؐ سیدھے حضورؐ کے
 پاس آئے۔ پہلے پیشانی مبارک کو بوسہ دیا پھر آنسو کرتے ہوئے کہا:-

بلی انت و احمی لا یجمعہم اللہ علیک

موت میں اے اللہ موت و الحیات کی کھجبت

علیک فقد صلتا

کیلئے مقدر ہو چکے ہیں وہ بہر حال آپؐ پر ہوا

نہ چکے۔

فایا حضرت صدیق اکبرؓ کا مقصد ان لوگوں کی ترغیب کرنا تھا جو اس وقت یہ سمجھ رہے تھے
 کہ حضرتؓ کی یہ وفات آخری وفات نہیں ہے بلکہ مغرب آپؓ اٹھیں گے اور فلاں فلاں کاموں کی
 تکمیل جب خود آپؓ کے ہاتھوں سے ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپؓ کو آخری وفات آئے گی بمغربت صدق
 اکبرؓ نے اس خیال کی تردید فرمائی کہ "ایسا نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آپؓ پر دو دفعہ موت کو
 وارد کرے۔ آپؓ کے ایک ہی موت مقدر تھی جو آگئی۔"

ایک دوسرا مطلب حضرت صدیق اکبرؓ کے اس ارشاد کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ عوام ان اس
 کئے کے دو ذمے ہیں۔ پہلی دفعہ اس دنیا میں ان پر موت وارد ہوتی ہے۔ پھر قبر میں ان کی موت آتی ہے
 و جو اب کے وقت ان کو زندہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس سے فراغت کے بعد دوبارہ ان پر موت
 طاری کر دی جاتی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے لئے مرنے والی ایک موت مقدمہ
 تھی جو آپؐ پر وارد ہو گئی۔ اس کے بعد جب قبر مبارک میں آپؓ کو پھر حیات بخشی جائیگی تو وہ براہِ نظام
 رہے گی۔ اور عوام الناس کی طرح ان پر دوبارہ موت طاری نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

اور صحیح بخاری اور دیگر صحاح میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وفات نبویؐ کے دن

جب حضرت عمرؓ کا حکم کر فرمایا ہے۔ ”واللہ ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت وارد نہیں ہوئی، تو حضرت صدیق اکبرؓ نے انکو خاموش کیے قلعہ دینا شروع کیا، جس میں خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

من کان یحب عیسیٰ فان عیسیٰ قد مات ومن کان یحب اللہ فان اللہ صلی لا یموت وقال فایاتک عیسیٰ

جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر موت وارد ہوئی یا نہیں؟ اور جو اللہ کا پرستار ہو تو اللہ تعالیٰ

بیشک ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

کیلئے موت نہیں (مجدد غائب نبوی کے ثبوت میں)

آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ کو بھی (رسول) موت آتی ہے۔

اور آپ کے بڑے بڑے دشمن بھی مرزولے ہیں نیز

صدیق اکبرؓ نے یہ آیت بھی تلاوت فرمائی اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اس رسول حق قویوں کو کوئی حق و قیوم خدا تعالیٰ نہیں

دیکھا، گمراہ و گمراہی کے یا شہید کر دیئے جائیں تو تم اپنے پاؤں گراہی کی طرف پلٹنا

کے اور یہ، یہ مجھ کو ہی سہی کہ تم اپنے پاؤں گراہی کی طرف پلٹنا

برہان دے گا، اللہ تعالیٰ اپنے شاگردوں کو جواب دے گا۔

چند اشعار ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے خطبہ میں یہ کلام کے بھرے مجمع میں دیا، اور کسی نے

اس کے کسی جز پر کوئی تنقید نہیں کی، بلکہ خود حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ”ابو بکر کے اس بصیرت و افریقہ

نے خود ہی انہیں حوال دینے اور میں نے اپنی عقلی کو صوبوں کے دیا۔

گویا ایک حرف تو پسند رکھو اور اس صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کے عام قانون کل تعین فی الحق

المؤید نے، تحت موت و حق پرستی انصاف، قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اور دوسری طرف گویا

صاحب کرام، کہ یہ بات بھی ہے، یہاں سوال میں کسی کو جو خیال ذکر کیا گیا ہے اس کے لئے ہرگز کوئی

تجلی نہیں ہے۔

اور جیسا کہ عرض کیا گیا تھا ان صاحب کو یہ غلط فہمی معنیوں کے کلام میں "حیاتِ انبی" کی مراد نہ سمجھنے کے باعث ہوئی ہے۔ شاید انہوں نے سمجھا ہے کہ طوائف کرام جو حیاتِ انبی کے قائل ہیں، انکا مطلب یہ ہے کہ حضور پریموت وارد ہوتی نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کاغشاہ نہیں ہے بلکہ ان حضرات کی مراد یہ ہے کہ اس بات کے بعد حضور اقدس کو حیاتِ بخشہ دی گئی ہے۔ قائلانِ تقدیر میں امامِ بیہقی پیچھے وہ شخص ہیں جنہوں نے مسئلہ حیاتِ انبیاء پر مستقل رسالہ لکھا ہے۔ امداس میں اس مسئلہ کے متعلق تمام احادیث جمع کی ہیں۔ انہوں نے خود اس کی تشریح اس طرح کی ہے۔

ان الانبیاء بعد ما قبضوا سادت انبیاءہم مسلم کہ ارواح وفات کے بعد
الیہم اس واسطہ کہ وہاں حیات عند انہیں ہو مادہ کا نہیں۔ پس وہاں تک کہ یہاں
دہم کا شہد آؤند تالی شرح مہرب زندہ ہیں جیسے کہ شہدائے کرام۔

(صفحہ ۵)

پھر بعد کے دور میں جن اکابر طوائف نے اس مسئلہ پر خاص توجہ کی ہے ان میں ایک جلیل القدر شخصیت علامہ تقی الدین سبکی رہیں آپ نے اپنی مشہور کتاب "شفا السقاہ میں "حیاتِ انبیاء" پر ایک مستقل باب لکھا ہے جس میں پوری قوت کے ساتھ مسئلہ کا ثبوت دینے کے بعد خود ہی یہ شبہ وارد کیا ہے کہ فرقہ عزیزیہ صاف حضور کی موت کا اعلان کر رہے ہیں (وَلَا تَلْفَحْتُمْ وَلَا تُنْهَضُوا فَيَقُولُونَ) اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ انی مقبوض (میں سمجھ گیا ہوں) اور حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں ان محمدًا اقدس ہات (یعنی حضور اقدس وفات پا گئے) اور ساری امت کا اجماع ہے کہ علامہ امجدی صاحب الایمان میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں من صلی علی عند قبوی صحف ومن صلی نائیا ابھلختہ ذکر فیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میری ترکیب اس درد و شریفہ پر لکھا میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو درد سے درد و شریفہ پڑے گا وہ درشتوں کے ذریعہ) پھر تک پہنچا دیا جائیگا۔

علامہ امجدی کی اپنی کتاب الدنۃ المخیبہ فی الزیارات المحیطویہ میں (فرماتے ہیں)۔

ومن أعظم فوائد زیارۃ آن الزائر زیارت قبر اقدس کے پڑھنے فائدوں میں سے
اذا انتہی وصلہ علیہ عند قبوی صحف ایک ہے کہ زائر جب اپنی تشریف لے جاتا ہے

کہ آپ کے متعلق حرت کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔ پھر خود ہی جواب دیتے ہیں:

یَقَالَ إِنَّهُ مَوْتٌ غَيْرُ مُسْخَرٍ وَأَنَّهُ
أَحْيَىٰ بَعْدَ الْمَوْتِ (شعبہ استقامت ص ۱۱۱)
ذکر ہے۔ اور حضورؐ کو اس موت کے بعد زندہ
قلم نے حیات عطا فرمادی۔

بہر حال حیاتِ انبیاء کا مطلب کسی کے نزدیک بھی نہیں ہے کہ ان پر ”موت“ قطعاً طاری
ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وفات کے بعد ان حضرات کو پھر حیات (مع
الجسد) بخشی دی جاتی ہے۔ اور وہ صبح و سہم قربر میں محفوظ رہتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث
میں وارد ہے۔

هَذَا الْجَوَابُ وَيَتَوَبَّ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ تَابٍ. محمد منظور عثمانی حنا امروہ

(حاشیہ یقینہ از ص ۱۱۱)

سَامَا حَقِيقَتِيَا وَدَعَلِيهِ مِنْ غَيْرِ
وَامَسْطَهْ جَلَا فَمِنْ يَحْطِ اَوْ يَسْلَمِ
عَلِيهِ مِنْ بَعِيدٍ فَاَنْ ذَالِ لِيْجَلْفَهْ
اَلْاَوْ اَسْطَهْ لِمَا جَاوَعْنَهْ جَسَدِ
جَبِيْطٍ مِنْ صُلَىٰ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِى
سَمْعْتَهْ وَمِنْ صُلَىٰ عَلَيَّ مِنْ بَعِيدِ
اَعْلَمْتَهْ۔
شخص دور سے پڑھتا ہے اس کی جے اطلاع دی جاتی ہے۔

(الحمد)

صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی قائل تھے۔ جیسا کہ اس رسالہ ماہنامہ حنفیہ لاہور ج۱ البتہ نمبر کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بابت تعلیم القرآن راولپنڈی میں بھی ان کا عقیدہ اسی طرح واضح ہوتا ہے (کما سیبھی انشاء اللہ)

مولانا محمد منظور نعمانی مظلہ کا مضمون حیات البتہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ماہنامہ تمییم القرآن راولپنڈی نومبر دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۳۵ تا ۴۰ و تعلیم القرآن مئی ۱۹۵۹ء صفحہ ۲ تا ۴ میں موجود ہے۔ جس میں جہات روح مع الجسد کی حشر ہے۔ دونوں حملے مولانا موصوف کے عنقریب گذر چکے ہیں (فَلَا نَبْعِدُ هُما) اور مئی ۱۹۵۹ء کے پرچہ میں حدیث من صلی علیٰ مند قبری سمعہ الخ کے بارے میں فرمایا۔ عمدہ سند سے منقول ہے (تسمیم القرآن صفحہ ۲) فلہذا مولانا محدث عبدالرحمن بہبودی کا مولانا محمد منظور نعمانی کے مضمون کو بہترین قدر دینا انصاف و حق پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب کی کتاب مسابک العلماء طبع اول صفحہ ۱۷ میں لکھا ہوا موجود ہے کہ جس طرف مولانا نعیر الدین جیسے فرشتہ سیرت انسان اور مولانا عبدالرحمن صاحب جیسے جید عالم جن کی عمریں قاتل قاتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھاتے گذر گئیں۔ وہاں حق کی فتح تو یقینی ہے۔ الخ۔

قارئین کرام! آپ نے ان دونوں بزرگوں کا عقیدہ پڑھ لیا ہے۔ فلہذا اس عقیدہ کے خلاف جس کا نظریہ ہوگا۔ جیسا کہ آج کل کی جمیعت اشاعت التوحید والحد کا عقیدہ ہے اس کے باطل ہونے میں شک و شبہ نہیں ہے

مولانا محمد عبدالعلیم قاسمی فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ مولوی ندیر اللہ **حوالہ** آغا صاحب موصوف یہاں مدرس میں تشریف لائے تھے تو ان کو عرض کیا گیا کہ ماہ الانسراع کیا ہے۔ ان کو شاہ (عنایت اللہ بٹھاری) صاحب کے خیالات سے باخبر کر دیا گیا۔ تو کہنے لگے کہ ابھی انسراع صمد ہو گیا ہے۔ اب میں مطمئن ہوں لیکن جگہات پہنچتے ہی مولوی صاحب نے مضمون ”رسالہ دارالعلوم“ کو روانہ کر دیا جس میں مشرکین حیات کو خطاب تھا۔ حالانکہ مولوی صاحب یہاں سے بالکل مطمئن ہو

کہ تشریف لے گئے۔ آج مولوی صاحب جن دوستوں پر کچھ اجمال رہے ہیں ان کے اساتذہ کرام میں سے ہی نہیں۔ بلکہ ان کے مربی اور محسن ہیں۔ مولوی صاحب کو اٹھنا، بیٹھنا اور کھنا پڑھنا ان حضرات نے سکھایا ہے۔ لیکن مولوی صاحب ہیں کہ عالم جنوں میں اور مضبوط الحواسی میں ان اساتذہ کرام کو "منکرین حیات" قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ بظاہر ہتان ہے۔ یہ حضرات حیات النبی کے قائل ہیں جس طرح خود مولوی صاحب قائل ہیں۔ اس دوران میں حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی کا مضمون "رسالہ الفرقان" میں شائع ہوا۔ جو بہ لحاظ سے موزوں اور قابل تحسین تھا۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ مولانا موصوف نے مسئلہ حیات النبی کو کتاب و سنت آثار و صحابہ اور اپنے اکابر علماء کی تصریحات سے مزین فراکر مسئلہ کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔ غالباً مولانا کا وہ مضمون "رسالہ تعلیم القرآن" میں من و عن شائع کر دیا گیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس مضمون کی اشاعت کے بعد اس مسئلہ کو بند کر دیا جاتا۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء)

قارئین کرام! اس حوالہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ سید عنایت اللہ صاحب بھی پہلے ہی عقیدہ رکھتے تھے جو مولانا نذیر اللہ خاں صاحب کا تھا۔ اور اس حوالہ سے یہی معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحلیم تاسلمی کا عقیدہ یعنی حیات جسمانی و سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تھا۔ جیسا کہ حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی بظلمہ کا عقیدہ ہے۔ مولانا عبدالحلیم فرماتے ہیں۔ مولوی نذیر اللہ صاحب کے مضمون کا خلاصہ ان کے الفاظ میں من و عن نقل کر دیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ کی حیات برزخی ہے۔ ذبیوی نہیں ہے۔ اب آپ مولانا غلام اللہ خاں صاحب کے رسالہ تعلیم القرآن کو ملاحظہ کریں جو مسئلہ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں اپنی قطعی رائے پیش کرتا ہے۔ بلکہ بالاتحسیر سے ظاہر ہوا کہ حیات برزخی ہے۔ دیوی نہیں۔ امداد اعلیٰ وارن ہے۔ رُوح کا تعلق باقی ہے۔ البتہ اس تعلق کی کیفیت میں معلوم نہیں ہے

اکابر علماء دیوبند نے اپنی تحریروں میں نصرتِ حق کی جے کہ انبیاء کا سماع بلاشبہ ثابت ہے خصوصاً سید الانبیاء کا مقام بہت بلند ہے۔ اور آپ کے سماع میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ رسالہ تعلیم القرآن ص ۱۰۱ بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء بحوالہ تعلیم القرآن نومبر ۱۹۵۹ء ص ۲۱)

حوالہ محترم سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں۔ باقی مارچ پاک کا بدن طاہر کے ساتھ تعلق تو اس کا کون منکر ہے۔ مگر یہ تعلق عالم غیب کی ایک چیز ہے۔ اس لئے اس کی نوعیت کا یقین اور اس کی کیفیت کا ادراک انسانی ادراک سے باہر ہے الا ان یقوم علیہ دلیل قطعی (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۴ فروری ۱۹۶۱ء)

حوالہ محترم سجاد صاحب بخاری لکھتے ہیں۔ فزن العلوم والفیوض بابت ماہ جنوری ۱۹۶۱ء کے ص ۲ پر ایک نظم کے پہلے تین شعر ملاحظہ ہوں

۱۔ روضہ میں جسدِ روح مبارک سے تھی ہے
۲۔ گجرات کے طائفے یہ کیا بات کہی ہے
۳۔ اے تیرو نظر تجھ میں بعیدۃ نہیں روز
۴۔ سرخسہ فیضانِ نبوۃ ہی وہی ہے
۵۔ اے عقل سے عاری تری ہر تباہی زالی
۶۔ دل تیرا عقیدہ سے محبت سے تھی ہے

کیا شاعر صاحب اور مدیر صاحب نے یہ جہارت کرتے وقت اس حقیقت پر غور فرمایا تھا کہ دلوں کی باتیں جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہے (الی) پھر امتِ مسلمہ کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ حضور علیہ السلام کی روح جسدِ طاہر سے خارج ہوگئی اور اب حشر تک اس کا ٹھکانا اعلیٰ علیین ہے۔ نہ کہ حضور علیہ السلام کا جسدِ طاہر اور آپ کا جسدِ طاہر قبر میں محفوظ و معصوم ہے۔ البتہ روح کو بدن سے ایک قسم کا تعلق ہے جس کی کیفیت انسانی ادراک سے بالاتر ہے الخ

(ماہ نامہ تعلیم القرآن ص ۱۰۱ ماہ مارچ اپریل ۱۹۶۱ء)

حوالہ تعلیم القرآن میں ایک استفتاء اور اس کا جواب شائع ہوا ہے۔ وہ تائین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

کی فرماتے ہیں علماء دین متین دریں صورتہ کہ کیا ^۱روح مقدرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے بدن مبارک سے نکالی گئی ہے یا کہ نہیں

متا۔ پھر دوبارہ بدن مبارک میں داخل کی گئی یا اعلیٰ مقام جنت میں رکھی گئی ہے
متا۔ اور حیات برزخی ہے۔ جو اس حیات دنیوی سے اعلیٰ وارفع ہے۔ یا حیات دنیویہ
ہے۔ یا ایں معنی کہ روح مبارک بدن مبارک سے نہیں نکالی گئی۔ یا نکالنے کے بعد
بدن مبارک میں داخل کی گئی ہے۔

متا۔ نیز کیا روح مبارک کا تعلق بدن پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسا ہے
یا نہیں۔

حق۔ نیز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سامع عند القبر، اخاف اور علمائے دیوبند
کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں۔

جو جواب تحریر فرمایا جاوے۔ اس پر حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب
کے کسٹنٹ ضروری ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان کی اور ان کی جماعت کی اس
مسئلہ میں کیا تحقیق ہے

السائل عمر حیات شاہ ۲۷ صفر ۱۳۷۹ھ

واللہ الموفق للصواب قارئین کرام! پہلے اور
الجواب دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ روح بدن سے نکالی گئی
ہے۔ اور دوبارہ داخل نہیں کی گئی۔ چونکہ ان کی عبارت طویل ہے۔ اس لئے اس
کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔ اور عہد سے اصل عبارت پیش کی جا رہی ہے
(نقل محمد حبیب اللہ ڈیرہ کا)

۲۔ اس مذکورہ بالا تحریر سے اس کا جواب بھی ظاہر ہوا۔ کہ حیات برزخی ہے
نہ دنیوی اور وہ اعلیٰ ہے اور ارفع ہے اور دونوں معنی حیات دنیوی کے نہیں ہیں
حق۔ تعلق باقی ہے۔ چنانچہ فتح العزیز کی عبارت بالا میں مصرع ہے (تعلق
بر قبر نیز اردو) (جاری باشد) قبر کے ساتھ تعلق باقی ہے۔ تو اجساد کیساتھ خود

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں سے درج ذیل صورت: کہ کیا روح متعلقہ علیہ عقلوۃ والسلام آپ کے جن مبارک سے نکالی گئی ہے۔ یا کہ نہیں۔ پھر دوبارہ بدن مبارک میں داخل کی گئی ہے یا اہل جہنم جہنم میں رکھی گئی ہے۔ حیوۃ برزخی ہے۔ جو جس حیوۃ دنیا سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ یا حیوۃ دنیویہ ہے۔ یا اس نئی روح مبارک بدن مبارک سے جسے نکالی گئی۔ یا نکالنے کے بعد بدن مبارک میں دوبارہ داخل کی گئی ہے۔ نیز بارگاہ مبارک کا تعلق بدن پاک حضور علیہ السلام کے ساتھ ہے یا نہیں۔ نیز انبیاء علیہم السلام و السلام کا جامع عند القبر حاثات اور ملائے دوزخ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ جو جواب تحریر فرمایا جاوے اس پر حضرت مولانا غلام شاہ صاحب کے تحت نظر فرمائی ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ انکی ادنیٰ بھی جماعت کی اس مسئلہ میں کیا تحقیق ہے۔

اساتیل عمر حیات شاہ ۲۷ صفر ۱۳۷۶ھ

الحکماء والادلاء المتوفی للصلوات

پھر علیہ السلام کی روح مبارک بدن سے نکالی گئی ہے۔ اور اس میں میرے علم کے مطابق کبھی میرا ملک عالم کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیتیں اس پر حوالہ دہر کر رکھتی ہیں۔ ایک اس میں ہے وہ ہے جو عزت ہو کر یہ بتاتے ہو اب کریم کے سامنے پیش خلیہ میں پرچی جس کا ذکر امام بخاری نے کتاب الجنائز میں باب الفتح علی البیت عند الموت ذی الاربج فی القافیہ کے تحت فرمایا ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے روح پاک کا نکل جانا بعض حضرات کو مسئلہ تھا چنانچہ علامہ عافہ ابن حجر فرماتے ہیں "وَعَمْرُوهُمُ خِفَتُهُ اَنْ يَمُوتَ اَنْ يَمُوتَ" (حضرت عمرؓ آپ کی عزت کا اس وقت انکار کرتے تھے کہ جس مرد سے ان پر بہشت و عذاب شدید طاری ہوا تھا۔ عزت ہو کر میدان میں پہنچے اس معاملہ کو درست کرنے کے لئے خطبہ پڑھا۔ اور آواز بلند جہاں اہل مجلس کے سامنے قَائِلٌ مُحَمَّدٌ اَمَدٌ کائنات کہا۔ جبکہ قبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ آپ کے بدن مبارک سے روح متقدس برہنہ ہو چکی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور اس پر آیت "يَحْيٰى وَرُوحُكُمَا اَلَا رُءُوسُ الْاَشْيَاءِ سَبَّحُ لِلّٰهِ الَّذِي فِي يَمِينِهِ رُءُوسُ الْاَشْيَاءِ" (ہر چیز کے سر اس کی دایرہ میں ہے۔ اور وہی آواز بلند ہوئی۔ جسے خوب گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے۔ جبکہ جس حالت میں سے صدارت کا سرگرمی اس سلسلہ کے متعلق سلوک ہو گیا۔ حضرت محمدؐ کی دست

باقی ہے۔ اور فقہاء کرام نے بھی تصریح کی ہے کہ تنعم وغیرہ میں اجساد کو بھی شمولیت ہے اور وہ اسی بقاء تعلق پر مبنی ہے۔ البتہ اس تعلق کی کیفیت میں معلوم نہیں ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ یہ تعلق مثل تعلق ذریعہ کے ہے۔

۵۔ کئی اکابر علماء دیوبند نے اپنی تحریروں میں تصریح کی ہے کہ عید الفطر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سماع بلاشبہ ثابت ہے خصوصاً سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بہت بلند ہے۔ اور آپ کے سماع میں تو کچھ شبہ ہی نہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَسَلَامُ دَائِمِیْنَ (ہذا والہمنا علمہ وعلمہ ائمہ) عبدالرشید مثنوی واولاء العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی ۲۷ صفر ۱۳۹۹ء

الجواب صحیح لاشی غلام اللہ خاں مہروللا خان

(ماہ نامہ تعلیم القرآن ص ۹ تا ص ۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء)

مولانا فضل الرحمان صاحب کنڈیا نومی لکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حوالہ ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء میں پہلی قسط قارئین کی خدمت میں پیش ہو چکی ہے۔ اس میں ہم اپنا مسئلہ پورا واضح کر چکے ہیں جس کی یہ آپ کی پیش کردہ جہازات بھی واضح دہل ہیں۔ اور صلوٰۃ و سلام عند القبر کے متعلق حضرت گنگوہی مرحوم اقدس شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ کے حوالہ سے فتویٰ بھی شائع کر چکے ہیں۔ (تعلیم القرآن بابت دسمبر ۱۹۵۹ء ص ۷)

قارئین کرام! جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ نے جو فتویٰ صلوٰۃ و سلام عند القبر کے بارے میں حضرت گنگوہی مرحوم و حضرت حافظ ابن ہمام رحمۃ اللہ کا شائع کیا ہے۔ وہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ لیکن ان حضرات کی اصل کن بولی میں وہ فتویٰ موجود ہے۔ اس کو نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت گنگوہی کا فتویٰ
مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں ماسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے

بنا رشاد القرآن اور اہل بیت علیہم السلام

فصل دوم در بیان حیات النبی

مسئله حیات النبی ﷺ

بحر اربع من حیات النبی ﷺ مولانا زبیر الدین خان صاحب جلالا نامہ پیام شرقی و اکبر

دوسری قسط

مَحْمُودٌ وَ تَعْلِيْلٌ عَلٰی اَسْوَءِ الْاَكْثَرِ اس سلسلہ میں انشاء تعظیم اہل بیت علیہم السلام پہلی قسط میں حیات میں بشر مرگے ہیں ہم اپنا مسلک پورا دل سے کرتے ہیں جس کی ہم آپ کی پیش کردہ عبادات بھی واضح دل سے اور سزاوارتہ اور سزاوارتہ کے متعلق حضرت گوید ہم اور شیخ ابن حمام جو پیش کے حوالہ سے قوی بھی ثابت کرتے ہیں تو ہم آپ کا اس سلسلے سے غلطی سے ہٹانے کے لیے اپنا جہاد شروع کر رہے ہیں جو آپ کی سلف صالحین کا طریقہ تھا

ہے !

مولانا نے ہمیں ہمارے انگریز حیات النبی کے دل آنا خطاب سے نرا نے میں لیکن ہم اس کے جواب میں صرف مافطیہ سیرت کا یہ شعر پیش کرتے ہیں

نہ کہتے نیک نامی : را گذر نہ داوند

مگر تو نمی پسندی تفسیر کن قصارا

اور صاحب مکتوف نے اپنے مضمون میں جو پُر زور قلامی سے کام لیا ہے اس کے متعلق صرف اتنا عرض ہے کہ

ہم محقق و خود سندی ہر ایک اندر نگر گفتی

جواب سخ می زید لب لعل و شکر خمار

البتہ ہم یہ واقعہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہم حیات النبی کے نگر نہیں ہم فیصلے اندر فلسفہ کے لیے بدالہات حیات برزخ کے مفہوم میں قابل ہیں انہی کے مقدمے تمام سلف صالحین کا اور اس کی وہ عبادات شاہ ہیں جو آپ نے پیش کی ہیں و مکتوف الہادی کی وہ عبادت جو سب سے پہلے آپ نے پیش کی لان الانصاف آجاء عند اللہ وان كانوا في صورة الاموات بالقبلة الى اهل الدارين دینہ و قدوس کر

وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواز کے واسطے کافی دلیل ہے (فتاویٰ رشیدیہ)۔ انبیاء عظیم السلام کو اسی وجہ مستثنیٰ کیلئے کہ ان کے سامع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ

حضرت حافظ ابن الصائم کا فتویٰ | حافظ صاحب کہتے ہیں۔

بما روٰی ابو حنیفہ فی مسندہ عن ابن عمر قال من السنة ان تأتي قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلة وتجعل ظہرک الی القبلة و تستقبل القبر بوجهک ثم تقول یا علیہ السلام یا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (فتح القدیر شرح الصالحین ۳۲۲)

اما ابو حنیفہ نے اپنے مسند میں حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ سنت طریقیہ ہے کہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طرف زیارت کے وقت قبلہ کی طرف سے آئے تو قبلہ کا طرف پشت ہو اور قبر نبوی کا طرف منہ ہو۔ پھر یہ سلام پڑھو السلام علیہ یا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پھر فتح القدیر ص ۳۲۲ میں کہتے ہیں
ثم یسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشفاعۃ
فیقول یا رسول اللہ اسألك الشفاعۃ
یا رسول اللہ اسألك الشفاعۃ والوسل
یک الی اللہ ان اموت مسلماً علی ملک
ونسک ویدن کرکھ ما کان من قبیل
استعطف

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے پس یوں کہے اے اللہ کے رسول بن آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بطریق کے پیش کرتا ہوں کہ میں اسلام کی حالت میں

ہی آپ کی منت و سنت پر مروں اور اسی پر جینے کا ذکر کرے جو رحم اور شفقت کا سبب ہے
حافظ ابن ابی شامہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ پھر اس شخص کے سلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں جس نے ودیعت کی ہو۔ (دریغی فتح القدیر ج ۳ اختتام کتاب الحج)

قارئین کرام ! یہ وہ دو فتنے ہیں۔ جن کو جمعیتہ اشاعتہ التوحید والسنۃ نے خود شائع کیا تھا۔ جبکہ اس عقیدہ پر قائم تھے۔ مگر اب ان حضرات کے ہاں ایسا عقیدہ رکھنے والا شرک ہے۔ (معاذ اللہ) کیا جمعیتہ اشاعتہ التوحید والسنۃ پہلے شرک کے عقیدہ پر قائم تھی۔ اس نئی روشنی کے دور میں عقیدہ بھی نیا تیار کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کو قرآن مجید سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اٹھا کر باہر پھینک دو گلی میں نئی تہذیب کے انڈے میں گدے

مولانا فضل الرحمن صاحب کنڈیا نوری فرماتے ہیں۔ سیدھی سادی بات ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا فانی سے رحلت بطریق خروج روح اقدس من البدن ہوگی ملاحظہ ہو صحیح بخاری (جلد ۱) ج ۱، عن ابی بردۃ قال اخرجت الینسا عائشۃ کاسۃ ملبڈاً و قالت فی هذا انزع روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اس چادر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بدن سے نکالی گئی) پھر اس کے بعد روح اطہر کا عالم بالا میں ہوتے ہوئے جسما طہر سے جو قبر مبارک میں بسوال محفوظ ہے تعلق ہے جس کی وضاحت حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے مذکور ہو چکی ہے۔ اس تعلق کا نام ہے حیاتِ اویہی حیاتِ برزخیہ ہے جس کی بناء پر قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے۔ تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سننے ہیں۔ بتلائے یہ عقیدہ ہے سلف صالحین کا یا نہیں۔ تعلیم القرآن راولپنڈی دسمبر ۱۹۵۹ء

قارئین کرام ! آپ نے اچھی طرح معلوم کر لیا ہو گا۔ کہ جمعیتہ اشاعتہ التوحید والسنۃ کے ہاں حیاتِ برزخیہ کا مطلب پہلے کیا تھا۔ لیکن اب جمعیتہ اشاعتہ التوحید والسنۃ کے ہاں حیاتِ برزخیہ کا یہ مطلب ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے حیاتِ جسمانی فی القبر بھی نہیں ہے اور عقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے۔ تو سماع بھی نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) نئی تہذیب میں نئے عقیدے جنم لیتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ راولپنڈی ۱۶ ————— بیت ۱۰ دسمبر ۱۹۵۵ء

لوگ ایسے بیانات سے دھوکے میں آجاتے ہیں، لہذا مجھے کچھ لکھنا پڑا ہے۔ یہ کتاب کے اس مقدمہ کی کہ آنحضرتؐ کبر شریف میں مجتہدہ دعویرہ زندہ ہیں۔ قرآن کریم میں کوئی دلیل ہے نہ سنت نبویؐ میں۔ یہ صحابہ کرام کے اقوال میں اور زائد وہ ہیں اور سلف صالحین کے ارشادات میں اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے مسلک کے پڑھے لکھے لوگ چونکہ یہ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس دلیل کوئی نہیں، اس لئے وہ وعدہ اس پر ظور نہیں اٹھاتے بلکہ آپ جیسے بزرگوں کو آگے کر دیتے ہیں جنہیں لکھتے وقت یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ہم اپنی تائید میں لکھ رہے ہیں یا رد میں۔

یہودی سادی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذیل سے خانی سے رحلت بطریق خروج روح اقدس من البدن ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیے بحوالہ جلد ۱۰ ص ۱۱۱ بودۃ قال اخوحت ایسا حاشیہ کا ۱۵ ملحقاً اور قالت فی هذا النوع روح انفسی صلی اللہ علیہ وسلم اس پارہ میں بھی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بدن سے نکالی گئی، پھر اس کے بعد روح الہیہ کا عالم بالا میں ہوئے ہوئے جسے بعد الہیہ سے جو قبر مبارک میں بحال محفوظ ہے تعلق ہے جس کی وضاحت حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کی کلام سے مذکور ہو چکی ہے۔ اس تعلق کا نام ہے حیات۔ اور یہی حیات برزخیہ ہے جس کی بنا پر قبر مبارک کے پاس حلوۃ و سلام پڑھا جائے تو آنحضرتؐ سے تیس۔ بتلویئے یہ عقیدہ ہے سلف صالحین کا یا نہیں؟

اب ہم آپ کے سامنے اپنا مسلک اپنے اکابر کی زبانی پیش کرتے ہیں چنانچہ شیخ الاسلام برلن شہیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں۔

① واما بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لروحہ المقدسة فقد استقرت فی الرفیق الاعلیٰ مع احوال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ولا یتوهم من هذا ما یریبنا نہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الشریف فان لروحہ اشراقاً فاعلی البدن المبارک بالجلل و اشراقاً و تعللاً بیدہ نہ فی صریحہ غیرہ مغفور و اذ اسلم علیہ المسلم ثم ان الله تم علیہ روحہ حتی یروہ علیہ

وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک ازلح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں مستقر ہوئی۔ اس سے کسی کو حیات فی القبر کے انکار کا کوئی بھی نہ پڑے کیونکہ روح مبارک کے لئے اشراق و اشرفی اور تلقی البدن ہے اور آپ کا بدن قبر میں محفوظ ہے۔ اور جب مدہ کوئی سلام کہے والا قبر مبارک پر سلام کہتا ہے تو اللہ تم روح کو لوٹا دیتا ہے اور رفیق اعلیٰ بھی برا نہیں دیتا۔ اس کی مثال آگے میں کہ حضرت وود ہے جس کے جیسے سورج کا استقرار آسمان ہے اور

تہذیب نو کے منہ پر وہ تپتے پتھر سیسکے جو اس حرامزادی کا ٹیلے بجا رہے
(ظفر علی خاں)

۹۷۰ | ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ جنوری ۱۹۶۲ء کے ص ۳۲
حوالہ | اس مکتب ہم پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ قارئین کرام خود ہی پڑھ کر
اندازہ کر سکیں۔ کہ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام اکابرین کا پہلے مسک
کیا تھا۔

۹۷۱ | محترم سجاد صاحب لکھتے ہیں۔ باقی رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حوالہ | کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ و سلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں ملحق
کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہیں تھا۔ جیسا کہ آج سے تقریباً تین سال پہلے
ماہنامہ تعلیم القرآن شمارہ ستمبر ۱۹۵۹ء اور پھر اس کے بعد شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۶۲ء
میں دوسرے فریق کے اس بارے میں مسک کی مراحۃ موجود ہے۔ البتہ اس
فریق کے بعض حضرات جن میں خصوصیت سے حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری
خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ بعد القبر سماع صلوٰۃ و سلام کے دوام اور
بہرہ وقتی ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ الاخرق العادۃ (تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۶۲ء
ص ۱۸-۱۹)

حضرت استاذ محترم محدث اعظم ابوالخیر محمد سرفراز خاں صاحب مہندہ کا
فرمان بالکل صحیح ثابت ہوا۔ کہ اس بدعت کے مرتکب سب سے پہلے سید عنایت
شاہ صاحب بخاری ہیں۔ ورنہ امت مسلمہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کے عدم
سماع کا کوئی بھی قائل نہ تھا۔

بادہ عصیاں سے دامن ترن ترہے شیخ کا پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دوعالم تہ ہے
۹۷۲ | محترم سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں۔ حضرت قاری صاحب دامت
حوالہ | برکاتہم نے اس سلسلے کا جواب سے پہلا عظم مولانا غلام اللہ خاں
صاحب کو لکھا تھا۔ اس میں حضرت موصوف نے اس نزاع کو ختم کرنے کے لئے مسئلہ

حیات النبی کے لئے حسب ذیل مشترکہ عنوان تجویز فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 جسمانی طور پر برزخ میں حیات ہیں۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اس کے جواب
 میں اس عنوان کو رد کئے بغیر ایک اور عنوان تجویز کر کے محترم قاری صاحب کی خدمت
 میں ارسال کیا۔ مگر حضرت قاری صاحب نے اس کے جواب میں اس عنوان پر اسے
 تجویز فرمودہ عنوان کو رائج خیال فرمایا۔ اور قطع نزاع کے لئے اسی پر یقین کے
 متفق ہو جانے کو ضروری سمجھا۔ چنانچہ مولانا غلام اللہ خان صاحب اور ان کی
 جماعت کے باقی تینوں مذکورہ صدر (مثلاً) پر قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا
 قاضی شمس الدین صاحب مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کا ذکر ہو
 چکے (حافظ ڈیروی) حضرات نے باہمی مشورہ کر کے حضرت قاری صاحب
 مدظلہ العالی کے عنوان سے کئی اتفاق کیا۔ اور چاروں حضرات نے اس پر دستخط
 کر کے محترم قاری صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا الخ
 ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۹

حوالہ

(فریقین کا معاہدہ)

وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدا طہر کو برزخ (قبر شریف)
 میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے۔ اور اس کی حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر
 حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔

احقر محمد طیب ولد حال راولپنڈی ۲۲ جون ۱۹۶۲ء

لاشعنی (مولانا) غلام اللہ خان (مولانا قاضی) نور محمد خلیف جامع مسجد قلعہ دیار سکھ

(مولانا) محمد علی جالندھری عفا اللہ عنہ

اس مختصر عبارت کی کافی تفصیل چونکہ مولانا قاضی شمس الدین صاحب (برادر
 خورد مولانا قاضی نور محمد صاحب) اپنے مکتوب میں لکھ کر مولانا محمد علی صاحب
 جالندھری کے پاس بھیج چکے تھے۔ اس لئے یہ عبارت بالا ان کی مسئلہ ہے

مرزا آقاخان محمد شاہ مسئلہ حیات النبی علیہ وسلمترجمان اسلام

مسئلہ حیات النبی علیہ وسلم پر جو مسکے کافی
 لے دے ہر مذہب سے ایک ہی بنیادی مسلک رکھنے
 والوں کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن
 اختلاف ابھی حدود سے تجاوز کرتا ہوا نظر آ رہا ہے جہاں
 کچھ غیر ضروری لوگوں کی تفریدوں اور تحریروں کو نظر انداز
 کر دیا جائے۔ وہاں کچھ ذرا مداخلت کے ذریعہ پائوس
 بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ حال میں سرحدوں ترجمان اسلام
 اور جو حضرت عرف احمد علی صاحب کی سرپرستی میں
 شائع ہوتا ہے کی ۲۰۰۰ اکثر برصغیر کی اہل حق میں
 پہلے صفحہ پر غیر شائع ہوئی ہے۔

دعائی امداد ایں امر کے پہلے تاریخی دلائل
 کے موافق برہنہ ہیں وہ قطعاً کے ایک گنہگار
 ہیں کہ برصغیر کے لئے جو کس صورت حال پر
 غور کیا ہو جو ان تمام اشغال صاحب اور
 ان کے مدرسے کے طالب علموں کی سختی تیزی
 اور اہل علم کی مخالفت سے پیدا ہوئی ہے
 ان کے بعد جو کچھ ملے گا ہم گئے ہیں اور ان کے بعد مسئلہ
 مرقوم ہیں۔

مسئلہ حیات النبی علیہ وسلم پر جو مسکے کافی
 لے دے ہر مذہب سے ایک ہی بنیادی مسلک رکھنے
 والوں کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن
 اختلاف ابھی حدود سے تجاوز کرتا ہوا نظر آ رہا ہے جہاں
 کچھ غیر ضروری لوگوں کی تفریدوں اور تحریروں کو نظر انداز
 کر دیا جائے۔ وہاں کچھ ذرا مداخلت کے ذریعہ پائوس
 بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ حال میں سرحدوں ترجمان اسلام
 اور جو حضرت عرف احمد علی صاحب کی سرپرستی میں
 شائع ہوتا ہے کی ۲۰۰۰ اکثر برصغیر کی اہل حق میں
 پہلے صفحہ پر غیر شائع ہوئی ہے۔

مسئلہ حیات النبی علیہ وسلم پر جو مسکے کافی
 لے دے ہر مذہب سے ایک ہی بنیادی مسلک رکھنے
 والوں کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن
 اختلاف ابھی حدود سے تجاوز کرتا ہوا نظر آ رہا ہے جہاں
 کچھ غیر ضروری لوگوں کی تفریدوں اور تحریروں کو نظر انداز
 کر دیا جائے۔ وہاں کچھ ذرا مداخلت کے ذریعہ پائوس
 بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ حال میں سرحدوں ترجمان اسلام
 اور جو حضرت عرف احمد علی صاحب کی سرپرستی میں
 شائع ہوتا ہے کی ۲۰۰۰ اکثر برصغیر کی اہل حق میں
 پہلے صفحہ پر غیر شائع ہوئی ہے۔

دعائی امداد ایں امر کے پہلے تاریخی دلائل
 کے موافق برہنہ ہیں وہ قطعاً کے ایک گنہگار
 ہیں کہ برصغیر کے لئے جو کس صورت حال پر
 غور کیا ہو جو ان تمام اشغال صاحب اور
 ان کے مدرسے کے طالب علموں کی سختی تیزی
 اور اہل علم کی مخالفت سے پیدا ہوئی ہے
 ان کے بعد جو کچھ ملے گا ہم گئے ہیں اور ان کے بعد مسئلہ
 مرقوم ہیں۔

مسئلہ حیات النبی علیہ وسلم پر جو مسکے کافی
 لے دے ہر مذہب سے ایک ہی بنیادی مسلک رکھنے
 والوں کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن
 اختلاف ابھی حدود سے تجاوز کرتا ہوا نظر آ رہا ہے جہاں
 کچھ غیر ضروری لوگوں کی تفریدوں اور تحریروں کو نظر انداز
 کر دیا جائے۔ وہاں کچھ ذرا مداخلت کے ذریعہ پائوس
 بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ حال میں سرحدوں ترجمان اسلام
 اور جو حضرت عرف احمد علی صاحب کی سرپرستی میں
 شائع ہوتا ہے کی ۲۰۰۰ اکثر برصغیر کی اہل حق میں
 پہلے صفحہ پر غیر شائع ہوئی ہے۔

مذہبی کلیات اللہ صاحب دلی و مروجہ کامیابی تک
تھا چنانچہ ان کے اہل کلمہ ہمارے مرنے والے تھے میرا صاحب
خلیبہ مگر گورنر کے پاس موجود ہے جس کے احکام
ہیں کہ ۔

مکھنرٲ کو اٲک قسم کی حیات منڊھل
۽ جس کی کٲنت خااالی ہی مانڊھ
لیکن حیات ڏیری کٲنا عاالی منت
الهامت ۽

اسی طرح ملکی ماحول پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
ایضاً ایک نئے سرے کی ہے اس کو مل محمد یوں صاحب کے
پاس مبارک آئی میں محمد سے مل کر نظر آئی ہے۔

جیت و خیری ظاہری کا قندیاں کھاتی ہیں
 قائل نہیں خزان کریم کہ انہی صریح مخالفت کن
 مسلمان کر سکتا ہے جو بھی قائل ہیں حیات
 ہر مہنی ہی کے قائل ہیں۔

[illegible][illegible]

اور میں نے خلافتِ نبوتِ محمدؐ کے لیے مصروف ہے تو
 بہر حال میں اس مسئلہ کا کیا بھیجے گا
 ترجمہ میں اس مسئلہ کا فائدہ نہایت ہے تاثر کی پیدا
 کرتا ہے کہ تمام علماء کرام عبادتِ ربّی کے خالق ہیں اور
 وہ تمام متفقہ خالق صاحب کے ہمارے متفقہ ان کے مدد
 کے لیے علم ہی ہیں اور علماء میں سے کوئی بھی ان کے
 ساتھ نہیں جاتا نیز شیخ ابوبکر حضرت مولانا فیض الدین
 صاحب فرمودی خالق کہیں کہیں خود خالق کہیں کہیں
 تمام متفقہ خالق اس مسئلہ میں علم ہی ہوتا ہے حاکم
 میں کی حیاتِ نبوت کی کوئی دلیل نہیں ہے جوئی حیات
 کے ہیں اور وہاں ہی تمام متفقہ کے خلیفہ حضرت خلافت
 الخلیفہ کے ساتھ وہ پاکستان کے متعدد علماء کرام اور
 شیوخ عظام بھی صرف حیاتِ نبوت کے قیدیہ میں ہوتا
 تمام متفقہ خالق صاحب کے ساتھ ہیں جن میں سے کوئی خلافت
 کے مدد کا کوئی بھی

[illegible]

ن علماء دین کے علاوہ فنی و لہجہ ہند حضرت مولانا

بناء بریں اس عبادت پر دستخط کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ عبادت بالاکوان کا مسئلہ
سمجھا جائے۔ (تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء ص ۲۳ تا ۲۵)

مولانا قاضی شمس الدین صاحب کی تحریر کے بارے میں اسی رسالہ کے صفحہ ۵۳
پر ہے۔ محترم قاری صاحب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اصل کے لئے ایک ایسی مشترکہ
عبادت تجویز کیا جائے۔ جو تمام علماء دیوبند کا متفقہ مسلک ہو۔ اور جس پر علماء دیوبند
کے یہ دونوں فریق متفق ہو جائیں۔ اور جو عبادت میں نے تجویز کیا ہے۔ وہ فریقین
کے درمیان قدرے مشترک ہو۔ اور اس میں میں نے کوئی نامذہبات نہیں رکھی۔ یہ تحریر
مولانا قاضی شمس الدین صاحب اسی کی ایک تحریر کا خلاصہ ہے۔ جو مولانا محمد علی
صاحب کے پاس موجود ہے۔ اس لئے مجھے امید ہے۔ کہ اس عبادت پر فریقین کے
دستخط ہو جانے سے نزاع کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ مولانا غلام خاں صاحب
نے محترم قاضی نور محمد صاحب سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا۔ کہ اس پر دستخط کر دیئے
جائیں۔ کیونکہ سماع، صلوة عند القبر الشریف پر تمام اکابر علماء دیوبند متفق ہیں۔ اس
لئے اگر جماعت کی خواہش ہو تو نزاع کو ختم کرنے کے لئے اس پر دستخط کر دیئے جائیں۔
چنانچہ دونوں حضرات نے دستخط کر دیئے۔ یہ دونوں حضرات مولانا قاضی شمس الدین
صاحب کی طرف سے مطمئن تھے۔ کیونکہ وہ سماع صلوة کو اپنے ایک خط میں تسلیم
کر چکے تھے۔ جو انہوں نے کسی وقت مولانا محمد علی جالندھری کو دکھایا تھا۔

قارئین کرام! یہ بنی جمعۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے اکابرین کا پہلا عقیدہ
جسکو وہ دیوبندی تھے۔ اور سماع صلوة و سلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علماء
دیوبند کا اجماعی عقیدہ کہتے تھے مگر نوشتہ تقدیر کو وہ کیسے تبدیل کر سکتے تھے
بالآخر انہوں نے اس اجماعی عقیدہ کو چھوڑ کر اپنی بدعت کے عقیدہ کو قبول کر لیا
الا ماشاء اللہ سچ ہے! اِذَا جَاءَ الْقَدَرُ عَمِيْ الْبَغْلُ كَرِجَبٍ تَقْدِيرِ آتِيْ هُوَ۔ تو
آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔) مگر تقدیر کو ناخبر تدبیر کو قبول نہیں سکتا۔

اس معاہدہ اور فیصلہ کو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے منسوخ کر دیا تھا۔

اعتراض نمبر ۱

یہ محض دھوکہ ہے۔ حضرت قاری صاحب نے ہرگز اس معاہدہ کو منسوخ نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ دوسری تحریر تھی جو مولانا تاج عتایت اللہ شاہ کے خلاف لکھی گئی تھی جس پر مولانا غلام اللہ علیؒ اور قاضی نور محمد صاحبؒ نے دستخط کئے تھے۔ اور وہ تحریر اس معاہدہ کے بعد لکھی ہوئی ہے۔ دیکھئے تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۶۲ء ص ۲۵۔ چنانچہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۵۳ میں ہے اور شاہ صاحب کے بارے میں جس تحریر پر فریقین کے دستخط ہوئے تھے چونکہ اس تحریر کی وجہ سے صلح نامہ میں توازن قائم نہیں رہا تھا اس لئے حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم نے ہندوستان کو روانگی کے دن یعنی ۸ جولائی ۱۳۸۲ء کو بمقام لاہور اسے کالعدم قرار دے دیا۔ آہ بلفظہ ۵

جھوٹ بولنے سے جن کو حائر نہیں ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے اکابرین نے اس معاہدہ کو منسوخ کر دیا تھا۔

اعتراض نمبر ۲

حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ تو اس معاہدہ کے بعد فوراً وفات پا گئے تھے۔ اور وہ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے پہلے صدر تھے حضرت مولانا غلام اللہ خاں مرحوم کی بھی کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جس میں اس معاہدہ کے منسوخی کا ثبوت ہو۔

اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ کو چھوڑ دینا اور معاہدہ کو منسوخ کر دینا کیا تمہارے نزدیک جائز ہے اگر جائز ہے تو یہ

جواب

بتاؤ کہ آپ کے اکابر کا پہلا عقیدہ قرآن و حدیث کے موافق تھا یا مخالف !! پہلا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے موافق تھا یا مخالف !! پہلا عقیدہ اگر شرک تھا تو زندگی کا دروازہ اس پر کھل گیا عقائد میں بھی نسخ ہوتا ہے جہاں گھبرائے دہاں قبریں جہاں دل خدا وال شعلے یہ ماتم نیز منظر سامنے ہے غرض دل کیے

ص ۱۰۰

باب سیمین علیہ السلام

بعض حضرات امام اعظم ابو حنیفہؒ سے عدم سماع موتی کی روایت پیش
قارئین کرام کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ محض
 زبردستی بلا جواز ہے۔

سوال نیلوی صاحب شفاء الصدور ج ۱ ص ۱۱۱ میں غرائب فی تحقیق المذہب
 منقول من رسالہ تقسیم المسائل من محمد بشیر الدین القنوجی سے نقل کرتے ہیں جس
 کا ترجمہ یوں ہے۔ ایک شخص کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دیکھا کہ صلوات کی قبول پڑا، اور سلام
 کرتا اور ان کو مخاطب کر کے عرض دینا کرتا تھا۔ بایں الفاظ کہ تمہاری قبول پڑا ہوں۔ اور کئی
 ماہ ہو گئے۔ کہ پکار رہا ہوں۔ محض اس لئے کہ تم میرے لئے دعا کرو۔ کیا تم کو میری باتوں کا
 علم بھی ہے یا نہیں۔ جب ابو حنیفہؒ نے اس کی یہ بات سنی۔ تو اس کو فرمایا۔ کہ کچھ جواب بھی دے
 یا نہیں۔ تو اس نے کہا کہ نہیں پس فرمایا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ہلاکت اور چٹکار ہو تجھ
 پر لادنا مراد بھروسے تو تو ایسے اجسام سے کام کرتا ہے جو نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے

ہیں اور نہ متصرف ہیں۔ اور نہ آواز کو سنتے ہیں۔ پھر حضرت امامؒ نے یہ آیت پڑھی
 وھا انت بسمع من فی القبور حضرت امام ابو حنیفہؒ نے تصریح فرمادی کہ مرے نہیں سنتے
 مولانا ابوالقاسم رقی دلاویؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے

الجواب فرماتے ہیں۔ (جواب) قنادی غرائب کوئی غیر معوف کن ہے
 معلوم نہیں اس کا یہ بیان کہاں تک مستند ہے (عماد اللہ بن) ہمارے استاد محترم

محمدؒ اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفہ دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔
 یہاں چند امور قابل توجہ ہیں۔ اول قاضی بشیر الدین قنوجی شہ گرو
الجواب مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب اور استاد نواب صدیقی حسن خاں

غیر مقلد تھے۔ سب سے پہلے اس حوالہ کا ماخذ ہماری معلومات کی بناء پر انہی کی کتاب ہے انتہائی حیرت کی بات کہ حضرات فقہاء احناف میں سے مسئلہ سماعِ موسیٰ کے مثبت اور منفی پہلو میں نہ تو متقدمین حضرات کو یہ حوالہ دستیاب ہوا ہے۔ اور نہ متأخرین کو ہماری دانست میں کسی معتبر حنفی فقہ نے ان سے پہلے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور نہ فقہ حنفی کی کسی معتبر کتاب میں اس کا ذکر ہے۔ من ادعی خلاف فعلیہ البیان بالبرہان دقلم۔ یہ فتاویٰ غرائب کس کی تالیف ہے۔ اور اس کے مصنف کون تھے۔ اور کس مسک سے تعلق رکھتے تھے۔ اور پر کس زمانہ کی تالیف ہے۔ اور فقہاء احناف اور دیگر فقہاء احناف اور دیگر فقہاء کے نزدیک اس کے مصنف کا اور کتاب کا کیا پایہ ہے ستوم۔ ایسی غیر متعارف اور مجہول کتاب کے حوالے کا مرتکب اور صحیح احادیث اور جمہور امت کے وافیح اقوال کے مقابلہ میں کیا وقعت اور اعتبار ہو سکتا ہے۔

(سماع الموقوتی ص ۲۳ تا ص ۲۲)

نظر لیا آتا ہے کہ یہ حوالہ فتاویٰ غرائب میں نہیں ہے۔ نیلوی صاحب نے فتاویٰ غرائب دیکھا ہے۔ اور اس کے حوالے بھی ذکر کئے ہیں۔ مثلاً رقی منشور ۱۹ میں لکھتے ہیں۔ (۲۰) فتاویٰ غرائب قلمی میں ہے لا دواع بعد الرابطة فی ظاہر الروایت ظاہر الروایت میں جو حقیقی تکبیر کے بعد کوئی دواع نہیں (نہ سلام سے پہلے نہ پیچھے) (۲) نیلوی صاحب لکھتے ہیں (۱۹) و فی فتاویٰ الغرائب ورق ۷۵ ص ۱

نقل البیت من بلد الی بلد یس بمکروہ ان کان قبل الدفن
و بعد الدفن اخراجه مکروہ الا بعذر الخ

(ماہنامہ حبس بہار سرگودھ، مہستان اہلسنت نمبر فروری ۱۹۶۹ء ص ۱)

(۲) نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ " فتاویٰ غرائب قلمی ورق ۱۷۶ ص ۱ میں ہے۔ استماع الفت
محال۔ ندائے حق جلد ثانی ص ۳۸

مگر نیلوی صاحب نے امام صاحب کی طرف منسوب حوالہ کا ذکر براہ راست فتاویٰ غرائب سے پیش نہیں کیا۔ بلکہ رقی منشور ص ۷۵ میں تفہیم المسائل ص ۱۷۷ کے حوالے سے پیش کیا

پس ثابت ہوا کہ یثیر الدین قنوجی غیر مقلد کی کاروائی ہے جس سے احناف حضرات کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ اور غیر مقلد ایسی کاروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اہم اطراف نے تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین میں غیر مقلدین حضرات کی غیبتوں اور تحریف کا ذکر تفصیل سے کر دیا ہے۔ اس کتاب قہر حق حصہ اول کی طباعت کے بعد تنبیہ الغافلین کو طبع کر دیا جائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

نیلوی صاحب کا جاہلانہ جواب | نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ ایک سوال کا جواب فتاویٰ غرائب غیر مجرب ہے

سوال نمبر ۱ | فتاویٰ غرائب کتاب غیر متعارف اور مبہول ہے اور فقہی مسائل کا غیر متداول اور مبہول کتابوں سے نقل کرنا منع ہے۔

جواب | فتاویٰ غرائب وہ کتاب ہے جس کے حوالے مجتہد کتب میں موجود ہیں۔ فتاویٰ عالمگیریہ جس کو حکم حضرت عالم وقار می و حافظ و حاجی سلطان الہند اور محکم زبیب عالمگیری رحمہ اللہ تعالیٰ پانچ سو علماء کرام نے مل کر ترتیب فرمایا تھا۔ اس میں جگہ جگہ اس فتاویٰ غرائب کے حوالے موجود ہیں۔ اگر یہ کتاب مجرب نہ ہوتی۔ تو ۵۰۰ علماء اس کتاب کا حوالہ نہ دیتے۔ ہم اس بات کے مکلف نہیں۔ کہ ہر مؤلف کے سوانح حیات سے بخوبی واقف ہوں۔ ان معتبر علماء پر ہمیں پورا اعتماد ہے کہ وہ غیر مجتہد اور مبہول علماء کا فتویٰ ہم پر لاگو نہیں کرتے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اس کتاب میں جو باتیں ہیں وہ شرع شریف کے موافق ہیں یا نہیں۔ اگر موافق ہیں تو ٹھیک ہیں خواہ اس کا مصنف کوئی ہمدانہ اگر اس کتاب میں ایسی باتیں ہیں جو شرع شریف کے خلاف ہیں تو غلط ہیں۔ اگرچہ کسی بڑے محدث اور معتبر عالم نے بھی ہمدانہ

لا تظنوا انی من قال وانظروا فی ما قال الخ زندگانی ص ۳۳ نام ۴۲

جواب | اس میں معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ غرائب میں یہ بات سرے سے سنائی نہیں گئی تھی کہ وہی نہیں یا مذکور ہے۔ مگر جھوٹی روایت ہونے کے باعث فتاویٰ غرائب سے فتاویٰ

عالم گیر یہ میں نقل نہیں کی گئی۔ اور فتاویٰ مالگیریہ میں فتاویٰ غرائب سے کوئی ایسا حوالہ نقل نہیں کیا گیا۔ جو معتبر کتابوں میں موجود نہ ہو۔ فتاویٰ غرائب سے اگر کوئی حوالہ فتاویٰ مالگیریہ میں نقل ہوا ہے۔ تو وہ محض تائید کر کے درج میں ہوگا۔ اس سے فتاویٰ غرائب کا معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ غیر معتبر کتابوں کے حوالے تائید کے درج میں بعض اوقات معتبر کتابوں میں نقل کئے جاتے ہیں۔ خود نیلوی صاحب نے رقی منشور کے ص ۱۸ میں چند غیر معتبر کتب کی فہرست نقل کی ہے۔ جن میں قیۃ الزوائد ہی معتبر شریعہ کتب کا شمار نہیں کیا جاتا۔ درختہ شرح تنزیل البصائر، نہر الفائق، زاد اللیب، خزائن الروایات۔ جامع الرموز ابوالکلام رحیل بھول و لکھن بہ تفسیر فشری تفسیر لغوی وغیرہ

مگر خود نیلوی صاحب نے ان کتابوں کے حوالوں سے اپنی کتابوں کو پُر کیا ہوا ہے مثلاً خود اسی رقی منشور میں زاد اللیب کے حوالے سے عبارتیں پیش کی ہیں دیکھئے ص ۵۹، ص ۶۰، ص ۶۱، ص ۶۲۔ اور تفسیر سے استدلال رقی منشور ص ۱۸ میں موجود ہے اسی طرح جامع الرموز سے استدلال رقی منشور کے ص ۱۸ میں ہے نہر الفائق سے استدلال ص ۵۷ میں ہے۔ درختہ کا حوالہ ص ۵۷ میں ہے۔ خزائن الروایات کا حوالہ ص ۵۹ میں ہے۔ اسی طرح ان غیر معتبر کتابوں کے حوالے ندائے حق میں بھی موجود ہیں۔ مثلاً ندائے حق جلد ثانی ص ۴۴ میں جنی شرح کنترا کا حوالہ موجود ہے۔ جبکہ رقی منشور ص ۱۸ میں اس کو غیر معتبر کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور ندائے حق جلد ثانی ص ۵۷، ص ۵۸ میں نہر الفائق کا حوالہ موجود ہے۔ لغوی کا حوالہ ندائے حق جلد ثانی ص ۵۷ میں موجود ہے تفسیر فشری کا حوالہ بھی ندائے حق جلد ثانی ص ۵۷ میں موجود ہے۔

قارئین کرام! یہ صرف چند حوالوں کی نشان دہی کرنی تھی۔ جن سے ندائے حق لبریز ہے۔ اب نیلوی صاحب سے گزارش ہے۔ وہ خود ہی بتائیں کہ ان غیر معتبر کتابوں کے حوالے دینے سے کیا وہ نیلوی صاحب کے نزدیک معتبر ہو گئی ہیں۔ یا محض ان غیر معتبر کتابوں کے حوالے دے کر مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا مقصود ہے۔

ۛ تو خود آپ اپنے دام میں سیاد آگیا۔

نیلوی صاحب کا ایک زبردست جھوٹ

نیلوی کا یہ کہنا کہ فتاویٰ مالگیریہ کے مرتب کرنے

وہ پانچ صد معتبر علماء پر ہیں پورا اعتماد ہے۔ وہ غیر معتبر علماء ہوں علماء کا فتوے ہم پر لاگو نہیں کرتے۔ نیلوی صاحب نے یہ زبردست جھوٹ بولا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نیلوی صاحب کا فتاویٰ عالمگیریہ کے مرتب علماء کرام پر بالکل اعتماد نہیں۔ اگر اعتماد ہوتا۔ تو جس طرح فتاویٰ عالمگیریہ کے مرتب علماء نے فتاویٰ غرائب کے اس حوالے سے جس میں امام اعظمؒ کی طرف عدم سامع موتی کی نسبت کی گئی ہے۔ اعراض کیا ہے۔ نیلوی صاحب ان علماء پر اعتماد کرتے ہوئے اعراض کہتے اور اس حوالہ کو پیش نہ کرتے اور جس طرح ان پانچ صد علماء کرام نے فتاویٰ عالمگیریہ میں اس عقیدہ کو اختیار کر لیا ہے کہ قبر مبارک کی زیارت کے وقت اسے بجز خیر وادب سے کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور آپ کی شکل مبارک کو دل میں تصور کرے کہ گویا آپ اپنی قبر میں زندہ کی حالت میں آرام فرما رہے ہیں۔ جاننے والے ہیں اور میری کلام کو سننے والے ہیں۔ (الاختیار شرح المنار میں یوں ہی لکھا ہوا ہے)

پھر جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی تاکید کی ہو۔ اس کا سلام بھی عرض کرے پس یوں عرض کرے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے اہل سعادت بنانا ہے پس آپ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت کریں۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ۲۸۲ طبع مصر ترجمہ عربی عبارات کا راقم اطراف نے تائید کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔) پھر حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ پر سلام کرے اور کہے کہ تم دوڑو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار میں وسیع بناتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے لئے شفاعت کریں۔ اور ہمارے رب سے درخواست کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت و طرہ پر زندہ رکھے اور اس کا پر موت دے (فتاویٰ عالمگیریہ ۲۸۲ اختتام کتاب الخ)

اگر نیلوی صاحب کی یہ بات سچی ہوئی کہ ہمیں ان پر پورا اعتماد ہے۔ تو نیلوی صاحب اس عقیدہ کو اختیار کرنے جو قانونی عالمگیریہ میں موجود ہے۔ اور بدعت اور گمراہی اور بے دینی کا راستہ ہرگز اختیار نہ کرتے۔
 جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

نیلوی صاحب کے نزدیک قاضی عالمگیری کے مرتبین کا فرائض

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ کیوں جناب قرآن کے یہ الفاظ یا احادیث صحیحہ پر ثابت ہے کہ نبی پاکؐ اور شیخینؓ سے شفاعت کی درخواست کرنا جائز ہے۔ (مذاہب حنفیہ ج ۲ ص ۲۸۷) نیز نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ نیز آپؐ نے صحابہ کرامؓ پر بہتان باندھا۔ کہ ان کے حضورؐ کی صحبت میں رہ کر پھر وہی جاہلیت والی باتیں ان میں عود کرتی ہیں۔

کہ جیسے پہلے لات، عیسیٰ، اہل کو خدا کے مال سفارشی مانستے تھے۔ اب ان کی بھلے نبی پاکؐ اور شیخینؓ کو سفارشی ماننے تک مجھے۔ (مذہب حق جز ۲ ص ۲۸۷) گویا نیلوی صاحب کے مال شفاعت طلب کرنا لاکھ فیس ہے۔ فلہذا ان پانچ صد علماء نے قضا و عالمگیریہ میں یہ مسلک مکہ مکرمہ و شرک کا ارتکاب کیا ہے اس لئے وہ کافر ہیں۔ (معاذ اللہ) لیکن نیلوی صاحب کو بائیں ہمہ ان پر پورا اعتماد بھی ہے۔ گویا نیلوی صاحب کو کفار پر پورا اعتماد ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) اور مولانا عثمان اللہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ نیلوی صاحب پر پورا اعتماد ہے۔

تنہا تھی سے ملے نہ ہوئیں غم کی نثریں وہ بھی قدم قدم پر شریک سفر ہے

اکو بک الدری ص ۲۱۹ میں حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۲

واستدل المنکرون ومنہم عائشہ وابن عباس ومنہم

الامام بقولہ تعالیٰ انک لاتسمع الموتی ترجمہ۔ سماع موتی کے منکرین نے جن میں حضرت عائشہؓ و حضرت ابن عباسؓ اور امام ابو جعفرؓ بھی ہیں قرآن مجید کی اس آیت۔ انک لاتسمع الموتی ذکر نور و دل کو نہیں سنا سکتا،

عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ و حضرت ابن عباسؓ کی طرح حضرت امام اعظمؒ بھی سماع موتی کے منکر تھے۔

الجواب اکو ب الدردی حضرت گنگوہیؒ کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ ان کی تقریر ہے۔ جس کو شاگرد نے کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ یہ تحسیر حضرت گنگوہیؒ کے فتوے کے خلاف ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲ میں ہے۔

جب سماع موتی کے حضرت امام صاحب قائل ہیں ہیں۔ پھر فقہاء حنفیہ تلقین میت کو کیوں تحریر فرماتے ہیں۔

جواب مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ پس تلقین اسی مذہب پر مبنی ہے کیونکہ

اقل زمانہ قرب دفن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہیں۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں۔ شاذ ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قارئین کرام ! یہ حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ ہے۔ اور مفتی بقول ہی قابل عمل ہوتا ہے۔ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سوال کا جواب کہ امام ابو حنیفہؒ روایت عدم سماع

موتی شاذ ہے (نمائے حق ص ۴۴) نیلوی صاحب نے اس کے جواب دینے کی مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کی تحسیر سے کوشش کی ہے۔ جو کہ درست نہیں کیونکہ مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کا مرتبہ حوالہ آگے آ رہا ہے جس میں امام اعظمؒ سے عدم سماع موتی کی روایت کی وہ وضاحت کرتے ہیں۔ اکو ب الدردی کے حوالہ سے جو ابن عباسؓ کو سماع موتی کے منکرین میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ بھی بہت عجیب و غریب بات ہے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کو کسی قابل اعتماد عالم نے سماع موتی کے منکرین میں شمار نہیں کیا۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دفن میت

ابن عباسؓ کا مسلک

سمع خفي فقال له اذا دفنوا عنه فنعصر فين رواه الطبراني في الكبير ودرجا
(جمع الزوائد ص ۴۵ ج ۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت کو دفن کر دیا جائے تو وہ پھر نہ جائے واپس کے جوڑوں کا کھسکا ہوا منقبت اس حدیث کی سند کے تمام راوی معتبر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے

گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔ وہ جب بھی اسے سلام کہتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (بحوالہ سماع الموتی ص ۱۹۵)

اس حدیث کو محدث عبداللہ بن عبدالحقؒ اور علامہ سید احمد عطاردیؒ حقیقہ اور قاضی شوکانیؒ غیر متقدمین صحیح قرار دیا ہے۔ ان دونوں محدثوں کے راوی ابن عباسؓ ہیں۔

نیلوی صاحب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو عدم سماع موتی کے تائین میں سے شاکر کرتے ہوئے درمنثور کا حوالہ دیتے ہیں۔ (ذکر ندائے حق جلد ثانی ص ۱۹۰ وایان الاولی ص ۱۹۰)

نیلوی صاحب نے تفسیر درمنثور کا نہ صغیر کا ذکر کیا ہے۔ نہ جلد کا جواب ذکر کیا ہے۔ آخر کچھ تو ہے جس کی پروا داری ہے۔

ڈال نیلوی صاحب ندائے حق جلد ثانی ص ۱۹۰ میں کہتے ہیں۔ یہ حدیث (یعنی تلبیس بدروالی) قرآن شریف کی آیت وما تمسح من فی القبور کے نازل ہونے کے ساتھ منسوخ ہو گئی۔ یہ جواب علامہ سیوطیؒ نے درمنثور میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ نیز نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ جواب ۱۰ آیت کریمہ سے حدیث منسوخ ہو گئی۔ امام سیوطیؒ نے درمنثور میں ابوسہیل سعدی بن سہیل جنید نیشاپوریؒ کی کتاب میں سے اس کی پانچویں حدیث کا حوالہ دے کر لکھا ہے۔ جو عبدالقدوسؒ کے طریق سے مروی ہے کہ ابوصالح انب لانسع الموتی اور امانت مسیح من فی القبور کا شان نزول اس المنع من حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے اس طرح نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے غزوہ میں مشرک مفتولوں کے کنویں پر آگھڑے ہوئے تھے

جس میں ان کی لاشوں کو پھینک دیا گیا تھا۔ اور فرمانے لگے کیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو مدد فرمایا تھا۔ الخ (نہ ملے حق جلد ثانی ص ۲۷)

نیلوی صاحب کے جھوٹ و دھوکے | نیلوی صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جواب علامہ سیوطیؒ

نے درمنثور میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ یہ دھوکہ ہے کیونکہ علامہ سیوطیؒ کا طریقہ اس کتاب میں یوں ہے۔ کہ وہ مخالف و موافق روایتوں کو جمع کر دیتے ہیں۔ اور ترجمہ نہیں کرتے۔ لہذا ایک جانب کی روایت کو لے کر یہ کہنا کہ علامہ سیوطیؒ نے جواب دیا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ و دھوکہ ہے۔

۲۔ ابوسہل سدی بن سہیل جنید نیشاپوری کا ترجمہ و حالات نقل نہیں کئے۔ کہ وہ کون اور کیا تھا۔

۳۔ پھر نہ کو نام بھی غلط نقل کیا ہے۔ السری کو نیلوی صاحب نے سدی بنا دیا ہے اور الجندیسیا بوری کو نیلوی صاحب نے جنید نیشاپوری بنا دیا ہے (ما شاء اللہ بہت خوب) اصل نام یوں تھا۔ ابوسہل السری ابن سہیل الجندیسیا بوری دیکھئے (تفسیر درمنثور ج ۵ مطبوعہ ایران)

۴۔ ابوسہل السری اور عبدالقدوس بن عن ابی صالح عن ابن عباسؓ کے درمیان سند کے کئی راوی غائب ہیں معلوم نہیں وہ کون اور کیسے تھے۔

۵۔ پھر یہ روایت طبقہ سادہ کی ہے۔ جبکہ نیلوی صاحب کا دعویٰ یہ تھا۔ طبقہ ثانی کی کتابوں کی اکثر احادیث فقہاء کے نزدیک معمول نہیں۔ ہم اس قاعدہ سے میرٹو اغراض و اعراض نہیں کرتے۔ (نہ ملے حق جلد ثانی ص ۲۷)

ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں یہ دھوکہ بازی گر گھلا

۶۔ عبدالقدوس عن ابی صالح کی سند کی نیلوی صاحب نے وضاحت نہیں فرمائی کہ عبدالقدوس کون ہے۔ اور ابوصالح کون ہے۔ بظاہر عبدالقدوس سے مراد عبدالقدوس بن حبیب ہے۔ جو کہ کذاب اور فساد (جھوٹی حدیث بنانے والا

منفی عزیر الرحمن صاحب کا وہ عبارت جس میں آتا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ و حنفیہ سماع موتی کے قائل نہیں۔ اس کی حقیقت منفی صاحب نے خود ہی واضح کر دی ہے اس حقیقت کے واضح ہوجانے کے بعد اس مشہور قول کی کوئی پوزیشن باقی نہیں رہتی ہے

ہولے مدی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں زینہائے کیا خود پاک امن ماہ کنکال

قبرستان میں جو تول کے ساتھ چن امام اعظمؒ کے ہاں جائز ہے۔ نیلوی صاحب نے مراقی الفلاح کے حاشیہ کے حوالے سے علامہ سید احمد طحاویؒ سے بول نقل کیا ہے۔ ولا میکرو المشی فی المقابر بالنعلین عندنا و لئنا قولہ

علیہ السلام و انہ یسمع قسوع نعالہما اذا انصرفوا۔ یعنی قبرستان میں جو تول کے ساتھ چلنا ہمارے مذہب حنفی میں مکروہ نہیں جس کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوان ہے کہ جب لوگ قبرستان سے واپس گھروں کو جاتے ہیں۔ تو مرؤہ ان کے جوتوں کی آواز سنتے ہیں۔ (ندائے حق جز اول ص ۲۲) امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص ۲۲ ج ۱ میں باب المشی بن القبور بالنعال کے تحت یہ دلیل بیان کرتے ہیں۔ انہ یسمع خفق نعالہم حین تولوا عنہ مدبرین (وہ مرؤہ واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز بلند سنتے ہیں) پھر امام طحاویؒ ص ۲۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔ (وہذا قول ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد صاحبہما اللہ)

(امام ابو حنیفہؒ و صاحبینؒ کا یہی قول ہے) نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نہیں متعدد بار مع گھوڑے صاب کرام رضی اللہ عنہم جمیع جنازوں کے دفن کرنے کے لئے جوتے پہن کر قبرستان تشریف لایا کرتے تھے جو قطعی طور پر مستند طرق سے صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ پھر حضرت علامہ ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار ص ۲۹۵ باب المشی بن القبور بالنعال کے باب میں صاف اور مزید طور پر امام اعظم رحمہ اللہ و امام الیوسف و امام محمد رحمہما اللہ کا مذہب لکھا ہے۔ کہ ان کے نزدیک قبرستان میں جوتوں سمیت جانا بلا کراہت جائز ہے۔

(ندائے حق جز اول ص ۲۲ تا ص ۲۳)

امام الاحاف ملا علی قاری فرماتے ہیں

وقد ثبت فی الحدیث ان النبیت یسمع قرع نعالہم اذا ولوا
عنه مدبرین وهو دال علی جواز سماع النعال فی المقابر قال و
قد ثبت حدیث انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی نعلیہ

فاذا جانا ودخل المسجد بالنعل فالصیحة اذنی (مرقاۃ ۲۸۳ باب النعال)
حرج۔ حدیث شریف میں یہ بات ثابت ہے کہ مردہ واپس جانے والوں کی جوتوں کا
آواز یقیناً سُننا ہے۔ تو یہ حدیث دلائل کرنے والی ہے۔ اس بات پر کہ قبرستان
میں جوتوں کا پس کر چلنا جائز ہے اور کہا کہ ثابت ہو چکا ہے حضرت انسؓ سے کہ بیشک
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتوں سمیت نماز پڑھی ہے۔ جب مسجد میں جوتوں کے
ساتھ داخل ہونا جائز ہے (جب کہ پاک ہوں) تو قبرستان میں بطریقہ اولیٰ داخل ہونا
جائز ہوا۔

سوال نمبر ۱۱ نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ یسمع خفق نعال اپنے حقیقی معنی
پر محمول نہیں ہے اور نہ صحابہؓ نے اس کا حقیقی معنی سمجھا اور نہ
جب غیب بدر کی حدیث پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے گفتگو فرمائی اور آپؐ نے قرآن
پاک کی آیت سے جواب دیا تھا۔ تو صحابہ کرامؓ آیت پاکؐ کو خاموش ہو گئے تھے اور
ان میں سے کسی نے یہ حدیث خفق نعال والی پیش نہیں کی۔ اگر حقیقی معنی مراد ہوتے تو ضرور
حدیث مورد استدلال میں پیش ہوتی۔ نیز جرب صحابہؓ نے استدلال میں اس حدیث
کو پیش نہیں کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کو سماع موتی کے ساتھ کچھ تعلق نہیں صحابہ کرامؓ
سے بڑھ کر اور سلف صالحین کون ہیں۔ (ندائے حق جلد اول ص ۱۹۹)

الجواب نیلوی صاحب جیسا سادہ انسان دنیا میں ہیں اور کوئی نظر نہیں آتا
پہلے تو نیلوی صاحب نے حدیث کے الفاظ ہی غلط نقل کئے ہیں
چنانچہ کہتے ہیں۔ یسمع خفق نعال۔ حالانکہ صحیح اس طرح ہیں۔ یسمع خفق نعال
دوسرے نیلوی صاحب نے حضرت عائشہؓ کے جواب کے وقت صحابہ کرامؓ کے خاموش

ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ نیلوی صاحب کی فالص کذب بیانی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے موجود ہونے کا ذکر کسی حدیث میں بھی نہ ملتا ہے۔ باب الکذبات میں راقم الحروف نے اس کو تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لیں۔ تیسرے جب صحابہ کرامؓ کی موجودگی کا ذکر نہیں ملتا۔ تو نیلوی صاحب کا تائید نکال اور مرتب کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہے چوتھے اگر اس حدیث کے حقیقی معنی مراد نہ ہوں۔ یعنی جو قول کی آواز بلکہ اس سے مراد سرعت ہو کہ اگر زندہ ہوتا تو جو قول کی آواز سن ہی رہا ہوتا۔ تو فرشتے آجاتے۔ تو پھر اس حدیث سے احناف حضرات کا قبرستان میں جو قول کے ساتھ جانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں رہے گا۔ اور استدلال کی بنیاد ہی ختم ہو جائے گی امام اعظمؒ و صاحبینؒ کا مذہب کہ قبرستان میں جو قول سمیت جانا جائز ہے۔ اس کی بنیاد ہی اسی صحیح و درست حدیث پر ہے۔ جب کہ حقیقی معنی پر محمول ہو۔ نیلوی صاحب جیسے کسی سادہ آدمی نے طاعلی قاریؒ کے زمانہ میں یہی بات کہی تھی۔ کہ یہ حدیث حقیقی معنی پر محمول نہیں۔ تو طاعلی قاریؒ تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وهو ضعيف اذ ثبت بالا حاديث ان الميت يعلم من يكذبه

ومن يصلي عليه ومن يحمل ومن يدفنه وقال ابن العربي

اي موت دفنها وفيه دلالة على حياة الميت في القبر لان الاشارة

بداون الحيا لا محتج عاده

طاعلی قاریؒ نے بایں طریق تضعیف فرمائی ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ میت

اس کو بھی پہچانتا ہے۔ جو اسے کفن دیتا ہے اور ان کو بھی جو اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور

ان کو بھی جو اس کی چار پاٹی اٹھاتے ہیں۔ اور ان کو بھی جو اس کو دفن کتے ہیں۔ پھر شاید یہی

مسئلہ سمجھانے کے لئے کہ دفن کر کے واپس جانے والوں کے جو قول کی آواز میت قبر

کے اندر سچ سچ سنتا ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے جیسے بعض نے تاویل

کی ہے۔ ابن کثیرؒ کا قول اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ کہ ابن عربیؒ فرعنا لہم سے مراد اسی

صوت دقبا (جو تول کے دب دب کی آواز)۔ تاکہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قبر

کے اندر میت کی حیات کی دلیل ہے۔ وہ دین اس طرح بنتا ہے کہ میت کو جو قبر کے اندر سے باہر جوتوں کی آواز کا احساس ہوتا ہے۔ تو بغیر حیات کے احساس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عافۃ اللہ اسی طرح جاری ہے (بدائے حق جز اول ص ۱۹۵ و ص ۱۹۶) پس ثابت ہوا۔ کہ امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ، امام طحاویؒ ملا علی قاریؒ علامہ محمدؒ ابن الملک حنفیؒ، علامہ سید احمد طحاوی حنفیؒ وغیرہم اس حدیث کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں۔ اور سماع موتی کے قائل ہیں۔ امام بخاریؒ بھی اس کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ باب قائم کرتے ہیں۔ باب المیت یسئذ النعال (بخاری ص ۱۶۸) مرنے والوں کی آواز سنتا ہے۔ یہ حدیث انسؓ سے مروی ہے اور ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ جیسا کہ عنقریب اس کا حوالہ گزرنے والا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے (طحاوی مستدرک حاکم مسند احمد) اور حضرت براء بن عازبؓ سے بھی مروی ہے۔ (تہذیب الآثار للطبریؒ) حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے (تہذیب الآثار للطبریؒ) تو یہ حدیث خبر واحد سے نکل کر حدیث مشہور کے درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ اور حدیث مشہور کی نام پر کتب پر نیز دئی کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ دیکھیے شفاء الصدور (مستوفیٰ اول ص ۱۹) پانچویں حضرت عائشہؓ کا سماع موتی کے انکار سے رجوع ثابت ہے۔ باقیم اطراف صرف ایک صحیح روایت پیش کرتا ہے

امام احمد بن حنبلؒ | **حضرت عائشہ کا عدم سماع موتی سے رجوع** | فرماتے ہیں۔ حدثنا

عقیم قال أخبرنا ه غيرة عن ابراهيم عن عائشة (التي ان قال) قالوا يا رسول الله كيف تكلم قومنا جيفوا فقال ما انتم با نعم لقولي منهم اولئك لقولي منكم (مسند احمد ص ۱۶)

قارئین کو ام! اس صحیح سند سے حدیث کے آخری حصہ کا ترجمہ یوں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیسے کلام کرتے ہیں۔ ایسی قوم سے جو مرد و بو

پچھے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ان سے زیادہ میری بات کو سمجھنے والے نہیں ہو۔ یا وہ تم سے میری بات کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔

قارئین کو اہم! بات کو سمجھنا سماع پر موقوف ہے۔ جیسا کہ استاد عابد علم کو سبقت کے درمیان کہتا ہے کچھ بات سمجھ آئی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خود بیان کر کے اپنی پہلی اجتہاد کی رائے سے جبرع کر چکی تھیں۔ (روئتہ الحمد، ملبذا صحابہ کرام کے درمیان بھی سماع موتی کا مسئلہ اختلافی نہ رہا۔ بلکہ سماع موتی پر اتفاق ہو گیا تھا۔ جیسا کہ دلائل سے معلوم ہوا (بفضل اللہ تعالیٰ) (تفسیر، حضرت ابراہیم نخعیؒ کی تمام روایات منقطع و منقطع صحیح ہیں۔ جیسا کہ نور العبابہ ص ۱۸۳ میں رافضی اطررف نے تفصیل سے ذکر کر دیا ہے۔ ابراہیم بن عائشہ کی سند سے روایت فقہ حنفی میں مقبول ہے چنانچہ ہدایہ باب ابنہ ۱۳۰ امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔

دلیل خبر
 فَوَمنَ بَعَذَابِ الْقَبْرِ نَعْمَ لِمَن كَانَ لِّلْآلِکِ اَهْلًا
 وَلِسَوَالٍ مُّکْرُوکٍ لِّلْمِیّتِ فِی قَبْرِہِ مِنْ دِبَہٍ وَدِنَہِ وَنَبِیّہِ عَلٰی
 مَا جَاءَتْ بِہِ الْاَخْبَارُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ وَعَنْ اَہْلِہٖ
 اَجْمَعِیْنَ وَالْقَبْرِ وَضَعَتْ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حَضَرَتْہَا مِنْ حَضَرِ النَّوَارِ
 (عقیدۃ الطحاوی ص ۱)

ہم ایمان لگاتے ہیں۔ عذاب قبلہ اس میں نعمتوں کے پہنچائے جانے پر اس شخص کے لئے جو اس کا اہل ہو اور ہمارا ایمان ہے کہ قبر میں مردہ سے منکر و کبیر کا سوال ہوگا۔ اس کے رب و دین و نبی کے بارے میں جیسا کہ حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا ہے اور تمام صحابہ کرامؓ سے بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور قبر حنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے

قارئین کرام! منکر و کبیر کا مردہ سے سوال کرنا اور مردہ کا جواب دینا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ سماع و حیات رکھتا ہو۔ علامہ سید احمد طحاویؒ فرماتے ہیں طحاوی علیہ رحمۃ اللہ ابی حنیفہ و صاحبیہ (طحاوی علی اوراقی الفلاح ص ۲۴)

ترجمہ: امام طحاویؒ امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے مذہب کو اچھی طرح جانتے ہیں
 علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں: ثابت شدی فی ہذا الباب عقیدۃ الطحاوی
 فانہ کتب فی اولہ انہ یکتب فیہ عقائد الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ
 وابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ (فیض الباری ص ۳۳۳) عقائد کے باب میں امام طحاویؒ
 کا رسالہ عقیدۃ الطحاوی بہت مضبوط چیز ہے۔ کیونکہ اس نے اس رسالہ کی ابتدا میں لکھا
 ہے کہ وہ اس میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے عقائد بیان کرے گا شیخ القرآن
 حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب فرماتے ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مختصر
 سے رسالہ میں وہ عقائد جمع کئے ہیں۔ جن پر حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور
 امام محمد متفق ہیں (جواہر التوحید ص ۲۶۳)

قال اهل السنة والجماعة عذاب القبر
 علامہ شامی کا فتویٰ و عقیدہ | حق و سوال منکروں کی روغنہ و غفلت القبر

حق لکن ان کان کافر افعذابہ یدوم الی یوم القیامۃ و یسرق
 یوم الجمعة و شہر رمضان فی عذاب اللعن من صلا بالروح والروح
 متصلاً بالجسم فیتألم الروح مع الجسد (شامی اختتام باب الحقیۃ ص ۳۳۳)
 اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور منکروں کی
 کا سوال اور قبر کی تنگی حق ہے۔ لیکن اگر کافر ہے تو قیامت تک عذاب میں مبتلا
 رہے گا۔ البتہ جمعہ کے دن اور رمضان کے ماہ میں اس سے عذاب ہٹا
 لیا جائے گا۔ گوشت کو عذاب ہوگا۔ روح کے تعلق سے اور روح کو غذا
 ہوگا۔ جسم کے اتصال سے پس روح و جسم دونوں درد محسوس کریں گے
 و اعلم ان مسئلۃ کلام المیت و سماعہ واحد

و انکرا حنفیۃ العصر و فی رسالۃ غیر مطبوعۃ

علیہ القاری ان احداً من الثمنا لم یذہب الی انکارہا و
 انما استنبطوا من مسئلۃ فی باب الایمان و ہی حلف و جہل

ان لا یتکلم فلا تافکلمہ بعد ما دفن لا یخنب قال القاری
ولادیل فیہا علی ما قالوا فان مبنی الایمان علی العرف وھم
لا یستنون کلاماً (فیض الباری ص ۶۶)

ترجمہ - جان لے کلام میت اور سماع میت کا مسئلہ ایک ہے۔ آج کے
زمانہ کے حنفیہ منکر ہوئے ہیں۔ حالانکہ ملا علی قاریؒ کے ایک غیر مطبوعہ
رسالہ میں ہے کہ ہمارے ائمہ کرامؒ میں سے کوئی بھی سماع موتی کا منکر نہیں
ہے۔ اس زمانہ کے منکرین نے ایمان (۱) و قسموں کا اٹھانا، کے مسئلہ
سے استنباط کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ فلاں
شخص سے کلام نہ کروں گا۔ پس اس شخص کے دفن ہونے کے بعد کلام کیا
تو حانت رہوگا۔ ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ اس میں کوئی دلالت نہیں عدم
سماع موتی پر جیسا کہ منکرین نے کہا ہے۔ کیونکہ قسموں کا دار و مدار عرف
پر ہوتا ہے اور عرف والے اس کو کلام نہیں کہتے۔

واشتہر علی السنة ان من ان الموتی لیس لہم سمعاً
عند ابی حنیفہ وحنف ملا علی القاریؒ رسالۃ و ذکر

دلیل نمبر ۶

نیہا ان المشہور لیس لہ صم من الائمة اصلاً بل اخذ هذا
من مسئلة باب الایمان انه حلف انه لا یتکلم مع فلان ثم
الرجل فکلمہ معہ علی قبرہ میت لا یخنب اقول وجہ عدم
الحث ان مبنی الایمان علی العرف و اهل العرف لا یعلمون
ان الموتی تسمع والمحقق ان ابا حنیفہ لا ینکر سمع الاموات
و ان خالف ابن العمام وقال الموتی لا تسمع وان ذہیری
المحدث تدل علی سمع الموتی وقال الشیخ ان الموتی لا تسمع
دیشنی ہنہ سمع قرم النعال والسلام علیکم الخ
(العرف الشذی ص ۲۰ ج ۱ ص ۱۴۱ مجمع الترمذی)

ترجمہ: اور کچھ لوگوں کی زبان پر مشہور ہو گیا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ کے مرنے کے بعد نہیں سُننے اور ملاحظہ قاری نے ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں اس نے ذکر کیا ہے کہ اس مشہور قول کی ائمہ احناف سے کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ باب الایمان سے لیا گیا ہے۔ کہ ایک آدمی نے قسم اٹھائی کہ فلاں شخص سے بات نہ کروں گا اور وہ مر گیا۔ تو قسم اٹھانے والے نے اس کی قبر پر جا کر کلام کیا تو حانت نہ ہو گئیں (سید محمد نور شاہ) کہتا ہوں کہ حانت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مدار قسموں پر ہے اور اہل عرف نہیں جانتے کہ مرنے سے سُننے میں۔ اور تحقیقی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سماع موتی کے منکر نہیں ہیں۔ اگرچہ ابن حاتم نے مخالفت کی ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرنے سے نہیں سُننے۔ مگر احادیث کا ذخیرہ سماع موتی پر مال ہے۔ اور شیخ ابن ہمام نے کہا ہے کہ مرنے سے نہیں سُننے۔ لیکن مرنے دفن کیا ہوا داپس جانے والوں کے جوتوں کا آواز حقیقتہً سُننے کے لئے اسلامِ مکرم یا اہل القبور۔ یہ سلام بھی مرنے سے سُننا ہے۔ اس کو شیخ ابن حاتم نے تسلیم کیا ہے۔

شیخ ابن الصمام کا عقیدہ شیخ ابن الہمام کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے پر جب بھی سلام کیا جائے وہ سُننے میں ہیں اور

جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ ومن ابن عمر رضی اللہ عنہما سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمصعب بن عمیر فرقی علیہ وقال اشہد انکم احیاء عند اللہ فنزورہم وسلموا علیہم فوالذی نفسی بید لا یرسلہ علیہم احد الا ردوا علیہ السلام الی یوم القیامۃ

(فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۹) مکتبہ شہیدہ کوثر پاکستان اختتام کتاب الم (م) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر کے پاس سے گزرے۔ پس ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں۔

وہد رسول اللہ، گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے مائدہ زندہ ہو پس مسلمانو! تم ان کی زیارت کیا کرو۔ اور ان پر سلام کیا کرو۔ پس مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ان پر کوئی سلام نہیں کرے گا۔ مگر یہ کہ وہ قیامت تک اس کے سلام کا جواب دیتے رہیں گے۔

قارئین کرام! شیخ ابن ہمامؒ نے اس حدیث کو مقام استدلال میں پیش کیا ہے۔ اور اس پر کسی قسم کا جرح نہیں فرمائی جس سے ثابت و واضح ہوتا ہے۔ یہ شیخ ہمامؒ کا عقیدہ ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات و سماع کا بھی قائل ہے۔ اور عام مردوں کے دیکھنے اور پہنچنے کا بھی قائل ہے۔

و قالوا فی زیارۃ القبور، مطلقاً الاولیٰ ان یأتی الزائر من قبل اجل المتوفی
فقہاء احناف کا فیصلہ
 لا من قبل ما أسبہ فانه اتعب بصر الميت بخلاف الاول لانه یكون مقلاً
 بصره لان بصره ناظر لانی جہتہ قد میہ اذا کان علی جنبہ
 (فتح القدیر ص ۹۵)

ترجمہ : مشائخ احناف نے فرمایا ہے۔ کہ عام قبروں کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ زائر مرد بچہ پاؤں کی جانب سے آئے۔ سر کی جانب سے نہ آئے۔ کیونکہ یہ میت کی نظر کو زیادہ تمکین میں ڈالنے والا ہے۔ یہ پہلی صورت کے خلاف ہے۔ کیونکہ زائر پاؤں کی جانب ہونے کی وجہ سے مردہ کی نظر کے سامنے ہوتا ہے۔ کیونکہ مردہ کی نظر اس کے پاؤں کی طرف پڑتی ہے۔ جب مردہ کے پہلو میں زائر کھڑا ہوتا ہے۔

علاء شیخ ابن الصمام حنفی محدث ہیں
زیارۃ قبر البقی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب
 ثم یأتی القبر الشریف فیستقبل

جدارہ ویستدبر القبلة علی نحو اربعة اذراع من الساریۃ الی عند
 رأس القبور فی نماوینہ جدارہ و ما عن الی الیث انه یقف
 مستقبل القبلة مسرود و بما روی ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی مسند

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال من السنة ان تأتي قبر النبي صلى
الله عليه وسلم من قبل القبلة وتجعل ظهرك الى القبلة وتستقبل
القبر بوجهك ثم تقول السلام عليك ايها النبي ورحمة الله و
بركاته (فتح القدير ص ۹۵)

ترجمہ : پھر زائر قبر شریف کے پاس آئے۔ پس قبر کا دیوار کی طرف منہ کرے اور
قبلہ کی طرف پشت کرے چار گز دور کھڑا ہو۔ اس ستروں سے جو قبر شریف
کے سرنگ کی دیوار کی جانب واقع ہے۔ اور جو ابواللیث سے منقول
ہے۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ یہ مردود ہے۔ اس سبب سے
کہ امام اعظمؒ نے اپنے مسند میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت
کیا ہے۔ کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف پشت ہو۔ اور قبر شریف کی
کی طرف منہ کرے تو صحیح تو کہے السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته

نیلوی صاحب کا ایک فیلظ جھوٹ | ۳۶ میں عنوان قائم کرتے ہیں

سلف صالحین سے صاحب تسکین کا اختلاف۔ پھر ملازم میں لکھتے ہیں۔ مجتہدین میں سے
سب نے مکروہ کہا۔ عند قبر النبی صلعم۔ اسلام علیکم قبلہ رخ ہو کر کہے۔ (صاحب کیسے
ہیں) بلکہ حضورؐ کے معصوم چہرے کے بالمقابل قبلہ کی طرف پیٹھ کر سلام کہے

قارئین کرام ! نیلوی صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ سب مجتہدین قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے قریب قبلہ رخ ہو کر سلام کرنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ یہ زبردست فیلظ جھوٹ ہے
ابھی امام اعظمؒ کا حوالہ آپ نے پڑھا ہے کہ وہ اس طریقہ کو سنت کہتے ہیں۔ نیلوی صاحب
نے ندائے حق طبع دوم میں اس کو کاٹ دیا ہے۔ اور ذکر نہیں کیا۔ (حق کا بول بالا
جھوٹ کا منہ کالا۔

مسند ابوحنیفہ کے بارے میں نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ اس
سوال نمبر ۵ | کا راوی حسن بن زیاد جو امام اعظمؒ کا شاگرد ہے۔ کذاب ہے

دیکھئے شفاء الصدور طبع اول ص ۱۱

نیلوی صاحب کا حسن بن نیاؤ کو کذاب کہنا درست نہیں۔ بعض مٹھین
الجواب نے ان پر حرج نصب کی بنا پر کہ ہے۔ احناف کے ہاں مسند ابو حنیفہ
 معجز کتب ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن ہمام نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا حوالہ
 دیا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ خود نیلوی صاحب نے ص ۱۱، حوالہ کو اس طرح ذکر کیا
 ہے۔ اور مسند امام اعظم ص ۱۲۶ میں ہے

ابو حنیفۃ من فادى عن ابن عمر قال من السنة ان قاتى قبر
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلة وتقبل ظهرک الی القبلة
 وتقبل القبور یوجہک ثم تقول السلام علیک ایہا النبی ورحمة
 اللہ وبرکاتہ

یعنی طریقہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس توڑ
 آئے اور اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر کی طرف کر کے السلام علیک ایہا
 ورحمة اللہ وبرکاتہ کہہ (مندانے حق جز اول ص ۵۴)

بالا غرض نیلوی صاحب نے وہی بات کہہ دی جو صاحب تسکین الصدور نے کہی تھی۔ آنچہ
 کندہ فاتا کندہ ناوال۔ لیکن بعد از خرابی بسیار۔

نیلوی صاحب نے خیر الکلام ص ۱۱ میں مسند امام اعظم ص ۲۶ کے حوالے سے ایک حدیث
 بطور احتجاج کے ذکر فرمائی ہے۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب بھی مسند ابو حنیفہ سے
 بطور احتجاج کے حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے تحریرات حدیث ص ۲۵ اور بقیۃ الحیران
 ص ۱۱ میں بھی مسند امام اعظم کا ذکر کیا ہے۔ اور ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نومبر ۱۹۷۲ء ص ۱۱

نیلوی صاحب لکھتے ہیں پھر ص ۱۱ کا قبلہ رخ ہو کر سلام کرنا اور ائمہ مجتہدین
لطیفہ کا قبلہ رخ سلام کہنے کا طریقہ مرتبہ دلیل ہے اس امر کی کہ صحابہ و ائمہ مجتہدین
 میں سے یعنی خیر القرون میں سے کوئی بھی سلام اللہ علیہ وسلم عند قبرہ الشریف
 کا قائل نہیں (مندانے حق طبع اول ص ۱۳)، قبلہ رخ ہو کر سلام کرنا جب نیلوی صاحب

اس کو معتبر قرار دیا ہے اور تحریرات حدیث میں ہے۔ اسند امام اعظم

کے نزدیک مرتجہ ویس عدم سماع کی ہے اور اب ثابت ہو گیا۔ مسند ابو حنیفہ کے حوالے سے
تبدلی کی طرف پشت اور قبر شریف کی طرف منکر کے سلام کرنا چاہیے تو اب مرتجہ ویس برہم ہو گیا
کہ سماع عند قبر انبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ و اہل ام المظہر کا نہیں ہے۔

حافظ ابن ہمام حنفیؒ کہتے ہیں۔

ان کلمات سے سلام کرے | ثُمَّ يَقُولُ فِي مَوْقِفِهِ - السَّلَامُ عَلَيْكَ.....

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقٍ اللَّهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ
الْعَالَمِينَ جَمِيعٍ خَلْقِهِمُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ
وَلَدِي أَدَامَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّكَ عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَقْدَمْتَ بِرِسَالَةٍ وَ
أَدَيْتَ الْأَمَانَةَ وَكُشِفَتِ الْغُمَّةُ فَجَزَاكَ اللَّهُ
عَنَّا خَيْرًا جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَازَى نَبِيًّا مَنَ أُقْبِمَهُ اللَّهُمَّ أَطْلِعْ
سَيِّدَنَا عَبْدَكَ وَرَسُولَكَ مُحَمَّدًا (الرَّسُولَ وَالنَّبِيَّ وَالْمُرْسَلَةَ وَالنَّبِيَّةَ وَالْمُرْسَلَةَ)
الْعَالِيَةَ الرَّبَّيْعَةَ وَالنَّعْشَةَ الْفَنَاءَ الْمَعْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَ
أَسْرَلَهُ الْمُتَزَلِّ الْمُتَرَوِّبَ عِنْدَكَ إِنَّكَ جُحْنَانُكَ وَذَا لَفْظٍ الْفَلِيمِ

حافظ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں۔ کہ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے وسیلۃ سے کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفا طلب کرے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت ان الفاظ کیساتھ طلب کرے ۶

حافظ ابن ہمام حنفیؒ کہتے ہیں۔

ثُمَّ يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّفَاعَةَ يَقُولُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ
وَأُقَرِّضُكَ إِلَى اللَّهِ فِي أَنْ أَمُوتَ مُسْلِمًا عَلَى مِلَّتِكَ وَسُفَاتِكَ

ترجمہ ۱۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرے پس کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت طلب کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں میں آپ کی امت و سنت پر مسلمان ہو کر مروں۔

جس کے سلام کی وصیت کی ہو اس کے سلام پہنچائے | حافظ ابن ہمام کہتے ہیں۔

وَنُبَيِّنُكَ سَلَامًا مِّنْ أَذْوَءٍ بَيْنَهُ سَلَامُهُ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ أَوْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

۱ حافظ ابن ہمامؒ کی مذکورہ بالا عبارت فتح القدیر ص ۹۵ اختتام الراجح میں موجود ہیں۔

ترجمہ ۱۔ اور چلیجئے کہ سلام پہنچانے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس شخص کا جس نے وصیت کی ہو سلام پہنچانے کی۔ پس یوں کہے یا رسول اللہ فلال بن فلال کی طرف سے آپ پر سلام ہوں یا فلال بن فلال یا رسول اللہ آپ پر سلام بھیج رہا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن ہمامؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ پر بھی سلام عرض کرے۔ تفصیل فتح القدیر یہ ہے۔ عقیدہ مذکورہ بالا صرف حافظ ابن ہمامؒ حنفیؒ کا نہیں بلکہ تمام ائمہ مسلمہ کا ہے۔ اور پہلے فتاویٰ عالمگیریہ کے حوالہ سے یہ عقیدہ ذکر ہو چکا ہے۔

جمعیتۃ اشاعت التوحید و سنتہ کا پہلا فتویٰ | مسئلہ ثانی

اس سلسلے میں ماہنامہ تعظیم القرآن بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء میں پہلے قارئین کی خدمت میں پیش ہو چکی ہے۔ اس میں ہم اپنا مسک پورا واضح کر چکے ہیں۔

اور صلوٰۃ و سلام عند القبر کے متعلق حضرت گنگوہی مرحوم اور شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ کے حوالے سے فتویٰ بھی شائع کر چکے ہیں۔ رہا ہمارے تعلیم القرآن راولپنڈی دسمبر ۱۹۵۹ء ص ۹ زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب مدیر سید احمد حسین سبزواری (س)

شیخ ابن ہمام مذہب حنفی سے خارج ہو گیا ہے

شفاء الصدور ص ۶۶ مترجم میں ہے۔ اگر کہا جائے کہ امام ابن الصّام کا قول فتح الفقہ میں ایسا ہے۔ جس میں سلع موتی سمجھا آئے ہے۔ صاحب بحر الرائق نے کتبہ ہے کہ مفتی ابن ہمام صاحب تریخ میں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ان کے قول کی اتباع تب تک ہے جب تک مذہب کے خلاف نہ ہو خلاف مذہب ہونے کی صورت میں ان کا قول مجر نہ ہوگا۔ نیلوی صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں وفي هذه المسئلة قد نخرج عن مذهبه فلا يتابع عليه (شفاء الصدور مترجم طبع اقل ص ۶۶) اور اس سماع موتی کے مسئلہ میں ابن ہمام مذہب حنفی سے خارج ہو گیا ہے۔ پس اس کی موافقت نہیں کی جاسکتی۔

قائمین کرام! نیلوی صاحب کے اس: فتویٰ سے معلوم ہوا کہ جب جمیعتہ اشاعت التوحید والسنۃ نے ابن ہمام کی موافقت کی تھی۔ اور ان کا عقیدہ فتویٰ کی صورت میں شائع کیا تھا (جیسا کہ ابھی ہمارے تعلیم القرآن کے حوالے سے معلوم ہوا) اس وقت یہ جمیعتہ مفتی نہ تھی۔ مذہب حنفی سے خارج تھی۔ سبحان اللہ! مفتی مدق نیلوی صاحب جیسے ہونے چاہئیں

گر ہیں مکتب و ہیں ملّا کار لفظاں تمام خواہ شد

عنایت اللہ شاپر کوئی وحی نازل ہوئی ہے حضرت مولانا قاری شہاب الدین صاحب

نیلیدہ مجاز حضرت سلطان الاولیاء مولانا محمد عبداللہ صاحب پہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا

کتاب کے کیلوی صاحب میرے استاد ہیں۔ جب اجتہاد میں ضیاء العلوم سرگودھا میں نیلوی صاحب تشریف لائے تو فرماتے تھے۔ کہ حیات انبیاء علیہم السلام اور سماع انبیاء علیہم السلام عند القبر کی احادیث کو عنایت اللہ شاہ کی کول ضعیف کہتا ہے۔ اس پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔ حدیث کی کتابیں اور اساماء الرجال کی کتابیں ہمارے سامنے بھی موجود ہیں۔ مگر ہمیں تو یہ نظر نہیں آتا کہ اس سلسلہ کی ساری احادیث ضعیف ہیں۔ مولانا قاری شہاب الدین صاحب زید مجدہ کا کہنا ہے کہ جب ایک زمانہ آیا۔ تو نیلوی صاحب بھی وہی چال چلتے گئے۔ جو عنایت اللہ شاہ صاحب پہلے ہوئے تھے۔ تو میں نے کہا استاد جی اب آپ پر وحی نازل ہو گئی ہے۔ تو نیلوی صاحب ہنس کر خاموش ہو کر چل پڑے۔

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ جس طرح نیلوی صاحب کے نزدیک امام ابن ہمام حنفی مذہب سے خارج ہو گئے ہیں۔ تو گویا نیلوی صاحب بھی پہلے اپنے ذہن نارسا کے مطابق حقیقت سے خارج تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نیلوی صاحب حقیقت سے اب خارج ہو کر اہل بدعت، معتزلہ، کلامیہ۔ جمعیۃ باطل فرقوں میں داخل ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔

و فی فتح القدير عن ابی حنیفۃ ان الن اشو
يستقبل القبر ويستدير القبلة ویتأمن شیئاً

لیس الا المیت سهلا (العرف الشذی مع الترمذی ص ۲۲)

ترجمہ: اور فتح القدير میں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ زائر قبر کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی طرف پشت کرے اور کچھ دائیں جانب ہو جائے تاکہ میت اس کو آسانی سے دیکھ سکے۔

نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ بعض فقہی کتابوں میں ہے کہ زیارت کرنے والا میت کے پاؤں کی طرف سے جائے کیونکہ یہ صورت میت کے لئے آسان ہے۔ سوائے اس کی طرف نہ جا

کیونکہ اس میں میت کو نگاہ پھیرنے میں اور سر کی طرف متوجہ ہونے میں دقت اور مشقت اور تکلیف ہوگی۔ زنداے حق جلد ثانی ص ۳۸

علامہ شامی حنفیؒ فرماتے ہیں۔

فتاویٰ شامی | در فی شرح الباب للملا علی القاری ثم من آداب

الزیارة ما قالوا من انه يأتى الزائر من قبل رجل المتوفى لا
من قبل رأسه لانه تعجب بصر الميت بخلاف الاول لانه
يكون مقابل بصره و شامی ص ۶۶ : مطلب فی زیارة القبور مطبوعہ
(کوئٹہ پاکستان)

ترجمہ :- اور ملا علی قاریؒ کی شرح الباب میں ہے۔ کہ پھر آداب زیارۃ میں سے یہ طریقہ
ہے۔ جو مشائخ فقہاء احنافؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ قبروں کی زیارت کرنے والا مردہ کے
کے پاؤں کی جانب سے آئے سر کی جانب سے نہ آئے اس لئے کہ یہ میت کی نظر کو زیادہ
مشقت میں ڈالنے والا ہے۔ بخلاف پہلی صورت کے یعنی جب پاؤں کی جانب سے آئے
تو وہ تکلیف میں ڈالنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ مردہ کی نظر کے سامنے ہوتا ہے۔

جميعته اشاعة التوحيد والسنة كاترجمانها تسليم القرآن

۱۔ منار تہذیب القرآن راولپنڈی ماہ جولائی ۱۹۶۹ء ص ۴۴ میں ہے۔
و شرح الباب للملا علی القاری ثم من آداب الزیارة ما
قالوا من انه يأتى الزائر من قبل رجل المتوفى لا من قبل
رأسه لانه تعجب بصر الميت بخلاف الاول لانه يكون
مقابل بصره و الم لا علی قاری الحنفی کی کتاب شرح الباب میں ہے
کہ علماء کرام نے جو آداب زیارت قبر کے بتلائے ہیں۔ ان میں ایک یہ
ہے کہ زیارت کرنے والا میت کے پاؤں کی جانب سے آئے اور سر کی
جانب سے نہ آئے کیونکہ پاؤں کی جانب سے آنے میں میت کی آنکھوں

اور نظر کے سامنے ہو گا۔ بخلاف سر کی جانب آنے کے۔ پس جہاں تک ممکن ہو ایسا ہی کرے۔ اسی طرح دیگر کتب فقہ میں ہے الخ۔ فتویٰ مفتی عبدالرشید صاحب مفتی اعظم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی نگران شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان۔ مدیر سجاد بخاری

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو روون کا یہ مزاج ہے آگے کی خیر ہو
مولانا عبدالحی کمصنیؒ سماع موتی پر بحث کرتے ہوئے
کہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۸

وبالجملة لم يدل دليل قوی علی نفی سماع الميت —
— دادا اکہ وفہمہ وتألّمہ لامن الکتاب ولا من السنّة
بل السنن الصّحیحة الصّریحة والّٰتہ علی ثبوتہا لہ والحق فی هذا
المقام ان هذا کلمہ من تفسیرات المشائخ وتوجیہاتہم و
تکلفاتہم ولا یمیزہا بحاجین مخالفتہا للاحادیث الصّحیحة
وآثار العمی بقتہ الصّریحة واما ائمتنا فہم یرئیون من انکار
هذا الامر وانما حکموا فی الحلف بالضرب والکلام والدخول
علیہ ونحوها بعدم الحث عند وجود هذه الاشیاء بال
لکون الايمان مبنیة علی العرف والعرف قاض علی ان هذا
الامر یؤاد بہا ارتباطہا مادام الحیاة لا بعد الموت فانکلام
بالمیت وان کان کلاما حقیقة ویوجد فیہ الاسماع والافہام
لکن العرف یمکّم بان المراد فی قولہ لا اکلمک هو انکلام حال
حیاتہم وکذا الاسلام وان کان یتحقق فی المیت لکن العرف
قاضی علی ان المراد فی قولہ لا اضربک هو ضربه حیث لا ضربہ
میتا وبالجملة فالوجه فی تفسیر هذه الايمان هو حکم
العرف لا ما ذکرہ (عمدة الرماہیم حاشیہ شرح الوقاہد باب الايمان ج ۲ ص ۲۲۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میت کے ساتھ ، اور آگ ، قہم اور درد اٹھانے کی نفی پر
 ہر کوئی ایک قوی دلیل بھی دلالت نہیں کرتی نہ کتاب اللہ سے نہ سنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ صحیح اور صحیح حدیثیں ان امور کا میت کے لئے ثبوت فراہم
 کرتی ہیں۔ اور اس مقام میں حقیقات یہ ہے کہ نفی سماع کی جملہ تاویلات مشائخ
 کی اپنی تقریریں اور توضیحات اور تکلفات ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں جبکہ
 یہ تاویلات احادیث صحیحہ اور آثار صحابہؓ کے خلاف ہیں۔ ہمارے ائمہ (امام
 اعظمؒ و صاحبینؒ) میت کے ساتھ ، اور آگ ، قہم ، آگ کے انکار کے
 برہنہ ہیں۔ علماء کرامؒ نے مارنے کلام کرنے داخل ہونے وغیرہ کی وجہ
 سے حاشیہ نہ ہونے کا جو فیصلہ دیا ہے۔ جب کہ میت کے ساتھ ضرب
 و کلام کا وجود پایا جاتا ہے۔ تو وجہ یہ ہے کہ قسموں کا دار مد عرف پر
 ہوتا ہے اور عرف کا فیصلہ یہ ہے کہ ان چیزوں کا تعلق حیات سے ہوتا
 ہے نہ موت کے بعد۔ پس کلام میت کے ساتھ اگر حقیقتہً کلام ہے
 اور اس کلام میں میت کو سنانا اور سمجھانا بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن عرف
 کا فیصلہ یہ ہے کہ زندہ کے ساتھ صرف کلام شمار ہوگی اور اسی طرح درد
 پہچانا اگرچہ یہ بھی مردہ میں حقیقتہً پایا جاتا ہے۔ لیکن عرف کا فیصلہ یہ ہے
 کہ ضرب زندہ کو ہوتی ہے نہ مردہ کو۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ قسموں کا دار مد
 عرف پر ہے نہ مشائخ کے تکلفات پر :

امام اعظمؒ خود فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۷

رَسُولٌ مُّبَكِّرٌ وَ مُبَكِّرٌ حَقٌّ كَأَنَّ فِي الْقَبْرِ زَعَاذُ

الرُّوحِ إِلَى الْجَنَّةِ فِي قَبْرِ حَقٍّ وَ مَسْخَطُهُ الْقَبْرِ وَ عَذَابُهُ حَقٌّ كَأَنَّ

بَلْخَابٍ كَقَبْرِهِ وَ يَنْفِضُ عَقَابَ الْمُؤْمِنِينَ حَقٌّ جَابِزٌ

و الفقه الاکبر مع اردو ترجمہ ، البیان الازہری ص ۳۲ ، تا شراوہ نشروا

مدرسہ نعرو! علوم گوجرانوالہ

سوال نیلوی صاحب کہتے ہیں فقہ اکبر کی نسبت امام ابو حنیفہؒ کی طرف غلط
در اصل یہ کتاب ان کے شاگرد ابوالمطیع البلیخی کی تصنیف ہے۔ دیکھو:

(امام ذہبی رحمہ اللہ کی العبرۃ ص ۲۲۰ (نوائے حق ص ۴۹ جزا اول)

الجواب فقہ اکبر امام اعظمؒ کی تصنیف ہے۔ مگر اس کے راوی امام اعظمؒ
سے ان کے شاگرد ابوالمطیع البلیخی ہیں۔ بہت سے محققین حضرات کی
تحقیق یہی ہے

کاتب چلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱ الفتنۃ الکبریٰ فی الکلام للامام الاعظم البانی حنیفۃ

نعمان بن ثابت العتوفی (سنہ ۱۰۰ھ) خمسین ومائۃ وادی
عنه ابوالمطیع البلیخی واعتنی بہ جماعۃ من العلما وفسرہ
غیر واحد من الفضلاء منہم الخ (کشف الظنون ص ۱۳۸ ج ۲)
ترجمہ: فقہ اکبر علم کلام میں امام اعظمؒ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی سنہ ۱۰۰ھ کی
ہے۔ ابوالمطیع بلیخی نے آپ سے روایت کے طور پر ذکر کیا ہے۔ علماء احناف
کی ایک جماعت نے اس کو قابل اعتماد گردانا ہے اور بہت سے فضلاء نے
اس کی شروح کیں ہیں۔ (پھر ان شروح کا تفصیل سے ذکر کیا ہے چلبی
صاحب نے)

ملا علی تارخی حنفی فرماتے ہیں

دلیل نمبر ۲ قال الامام الاعظم والمام الافخمہ الاقدم

قد وثق الانام ابو حنیفۃ الکوفی رحمۃ اللہ فی کتابہ المستمى

بالفقه الاکبر (شرح فقہ اکبر ص ۴)

علامہ شیخ ابوالمنتمی احمد بن محمد الحنفی (المتوفی فی حدود سنہ ۹۰۰ھ)

دلیل نمبر ۳ فرماتے ہیں۔ الفقه الاکبر للامام الاعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنه (شرح الفقہ الاکبر لابن المنتمی ص ۳ قریب کتب خانہ کراچی)

حافظ ابن قیمؒ بھی اسکو امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ وکذا انک النعمان قال وبعده۔ یعقوب والا لفاظ لثمان

من لم یقر بعشر شہ سجائہ۔ فوق السماء وفوق کل مکان ولیقرا ان اللہ فوق العرش لا یتغنی علیہ ہوا جس الاذہان۔ فہو الذی لا شک فی تکفیرہ۔ للہ دہاک من امام زمان۔ ہذا الذی فی الفقہ الاکبر عند ہم۔ ولط شرع عدۃ بیان رقصیدہ نویریہ ص ۶ تا ۹۶ ناشر سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۶ھ

علامہ عبد القادر القرشی الحنفی ابو المطیع البلخیؒ کے متعلق فرماتے ہیں
دارمی کتاب الفقہ الاکبر عن ابی حنیفہ (الجوامع المفیدہ ص ۲۶۵)
امام ابو مطیعؒ نے کتاب فقہ اکبر حضرت امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے

(نحو المتقدمہ البیان الاذہر ص ۱)

علامہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ غیر مقلد تاریخ المحدثین ص ۶۶ میں لکھتے ہیں۔

اس کے بعد ہم خود امام صاحب مدوح کے کلام فیض التمام سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ آپ ارجاء اور مرجئہ سے اور اعترا

اور اہل اعتزال سے بالکل بیزار اور بری ہیں۔ چنانچہ آپ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں (پھر میر صاحب غیر مقلد نے فقہ اکبر کی طویل عبارت نقل کی ہے) میر صاحب تاریخ المحدثین ص ۶۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں فقہ اکبر کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قرار دیتے ہیں۔

پس مولانا شبلی مرحوم کے انکار کی بناء پر اسے معرض بحث میں لانے کی ضرورت نہیں۔ ۱۲ منہ۔ پھر میر صاحب تاریخ اہل حدیث کے ص ۶۶ میں فقہ اکبر کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس عبارت میں آپ نے خالص اہلسنت کے مسائل لکھے ہیں۔ جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ اور صحابہؓ اور خیار تابعین ان پر کراہت تھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ لکھتے وقت جزائسرائے متعلق آیات و احادیث کا

آپ کے سامنے رکھا تھا۔ سب امور کو ملحوظ رکھ کر نہایت احتیاط و اعتدال کی باتیں کہی ہیں الخ ۔ مدنی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دلیل نمبر ۷ حضرت مولانا حکیم نجم الغنی رامپوریؒ الحنفی المتوفی ۱۳۵۱ھ نے شرح فقہ اکبر لکھی ہے جس کا نام ہے تعلیم الایمان یہ اسکو زبان میں ہے اور طویل شرح ہے۔ اس میں مولانا نجم الغنی نے فرمایا ہے کہ فقہ اکبر امام صاحبؒ کی ہے۔ البتہ معتزلہ فرقہ اس کا انکار کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۸ مولانا عبدالجلی بکھنوی کے والد مولانا عبدالعلیمؒ فرماتے ہیں۔
والد اسمی الامامہ الا عظم قدس سرہ کتابہ فی الکلام

الفقہ الاکبر الخ (تقریرات حاشیہ نور الاولیاء ص ۵)

دلیل نمبر ۹ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جلی حنفی متوفی ۱۳۳۲ھ فرماتے ہیں۔
حکم بن عبداللہ بن سہر بن عبدالرحمن بنی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے علامہ کبیر اور فہامہ بصیر تھے۔ ابو مطیع کنیت تھی۔ امام سے ان کی فقر اکبر آپ ہی راوی ہیں۔ (حدائق الحنفیہ ص ۱۶)

دلیل نمبر ۱۰ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی کو مناظرہ کے درمیان فرمایا۔ متفقہ تصنیف حضرت امام اعظمؒ کی فقہ اکبر ہے جس میں علم غیب مدعیوں پر فتویٰ کفر کا ہے ہیں۔ فقہ اکبر کو کہاں رکھو گے (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۵۹ء ص ۳۴)

دلیل نمبر ۱۱ جمعیت اشاعت التوحید والائتہ کے رسالہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ نومبر ۱۹۶۲ء ص ۲۸ میں ہے۔ ۳ فقہ اکبر صاحب کشف الظنون اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ رسالہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی (متوفی ۱۵۰ھ) کا ہے۔ جو کلام و عقائد پر مشتمل ہے جس کو ابو مطیع بنی نے روایت کیا ہے۔ علامہ نے اس کی مختلف شرحیں لکھی ہیں۔ مثلاً فی الدین محدث بہاؤ الدین المتوفی ۵۶۱ھ نے اس کی مفصل شرح لکھی ہے اور اس کا نام.....

القول الفصل رکھا ہے۔ مولیٰ ایاس بن ابراہیم السینوبی ر: (المستوفی ۸۹۱ھ) مولیٰ احمد بن محمد الخفیسوی حکیم اسحاق وغیرہم۔ ابوالقواء الاحمدی نے ۹۱۸ھ میں اس کو مستلم کیا۔ اور اس کا نام عقد الجوبہ بنظم الفقہ الاکبر رکھا۔ اسی طرح ابراہیم بن حسام جو مشرعی کے نام سے مشہور ہیں نظم میں لکھا۔ ملا علی قاری نے بھی اس کی شرح لکھی۔ اور اس کا نام مع الاذہر رکھا۔ جو عام طور پر زیادہ متداول ہے۔ اسی طرح شیخ اکمل الدین نے بھی شرح لکھی۔ اور اس کا نام الارشاد رکھا۔ (کشف الطنون ص ۱۲۸) مضمون نگار مولانا ابوالفتح صاحب ندوی ر ماہنامہ تعلیم القرآن زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب مدیر سید احمد میمن سبکی دہلوی فاضل دیوبند و مکتفو ر

دفاؤں کے ہزاروں دیکھے ہیں امتحان ایک مکلف میں کس پر بھی میاں سے بدگون ایک (اتمام حجت) نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ مجتہداً اعظم امام اعظم انہما بن ثابت ابو حنیفہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں کہا ہے۔ "ہات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الایمان"۔ اس عہد میں اعتزال کا زور نہ تھا۔ الخ (دعاے حق جزء اول ص ۱۲)

نیلوی وہ شخص ہے۔ جو اپنی بات کی خود تردید کرتا ہے۔
گل گئے، گلشن گئے، جگل دھتورہ گئے۔ اڑ گئے دانا جہاں سے بے شعور رہ گئے
قارئین کرام! ہم نے ان چند دلائل و حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اور بھی دلائل تھے۔ چنانچہ آپ الفوائد البیہ فی تراجم الخفیفہ کو بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

استاذ محترم محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز
مقتزلہ کا انکار صاحب لکھتے ہیں۔ امام کرمدی فرماتے ہیں۔ کہ اگر کو یہ اعتراض کرے کہ امام صاحب کی تو کوئی تعینف ہی نہیں۔ تو میں یہ کہوں گا۔ کہ یہ اعتراض اور کلام مخنرہ کا ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ امام صاحب کی علم کلام میں کوئی تعینف نہیں اور ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ فقہ اکبر اور کتاب العالم والمتعلم

امام صاحبؒ کی نہیں۔ چونکہ امام صاحبؒ نے فقہ اکبر میں اہلسنت والجماعۃ کے اکثر قواعد (صحیح عقائد ہونا چاہیے) نقل کئے ہیں اور معتزلہ کا یہ بے بنیاد دعویٰ ہے کہ امام صاحبؒ معتزلہ تھے (معاذ اللہ) اور کتب فقہ اکبر معتزلہ کے خیال میں ابو حنیفہؒ بخاریؒ کی ہے۔ لیکن ان کا یہ نظریہ باطل مزاح طور پر غلط ہے۔ کیونکہ میں نے علامہ شمس الملک والدین افرودری براتیقنی العبادیؒ کے ہاتھ مبارک سے کتب ہوئی تحریر پڑھی ہے انہوں نے تعزیر کی ہے کہ یہ دونوں کتب ہیں امام صاحبؒ کی ہیں۔ پھر آگے ارشاد فرمایا۔ کہ لو اطا علی ذالک جماعة کثیرة من المشائخ ائمتہ (ذیل الجواب ص ۲۷) اسی پر مٹ سچ کی ایک بہت بڑی جماعت متفق ہے (البيان الاخر مقدمہ الفقہ الاکبر ص ۱۵ تا ۱۶)

نیز حضرت استاذ کرم کہتے ہیں۔

یہ معتزلہ کے اختراعات میں سے ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ الفقہ الاکبر امام صاحبؒ کی نہیں۔ بلکہ ابو حنیفہؒ البخاریؒ کی (مفتاح السعادت ص ۱۰۱) تسکین الصدور طبع ۱۳۱۵ نیلوی صاحبؒ کے انکار کرنے کی وجہ سے ہر گز نہیں۔ کہ چونکہ اس کے اکابر معتزلہ انکار کرتے ہیں۔ اس لئے نیلوی صاحبؒ بھی انکار کرتے ہیں۔

کنہ جنس باہم جنس پر دواز کبوتر با کبوتر بار بار سنا
قارئین کو اہر ان دلائل سے ثابت ہوا کہ امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ
امام محمدؒ امام حسین بن زیادؒ امام ابو یوسف بلخیؒ، حافظ ابن ہمامؒ، پانچ سو علماء کرام جنہوں
نے فتاویٰ عالمگیریہ مرتب کیا ہے۔ اور نیلوی صاحبؒ کو ان پر بڑا اعتماد ہے۔ اور
علامہ الفتاویٰ۔ علامہ شامی، امام ابن المکب، ملا علی قاریؒ، امام حمادیؒ، سید احمد
طحاویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت تالوکیؒ، علامہ سید محمد انورؒ، علامہ مولانا عبدالحی
کھنوی وغیرہم سب حضرات سماع موتی کے قائل ہیں۔ نیلوی صاحبؒ کہتے ہیں۔ یہی وجہ
ہے کہ ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، ابن الہادیؒ ہوں یا ابن حجرؒ، سیوطیؒ، نوویؒ، عیاضؒ
ہوں یا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، حنفی ملا علی قاریؒ، حنفی وغیرہ ہوں۔ سب سنا

عند قبر النبی کے اس لئے قائل ہیں کہ وہ مطلقاً سماع موتی مانتے ہیں۔ بدلئے حق جزو ثانی ۱۵۷

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

نیلوی صاحب شفاء
الصدور مترجم صفحہ ۴۴

علامہ بحر العلوم حنفی سماع موتی کے قائل ہیں

کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ نیلوی صاحب اور اس کے معاون بندیا لوی نے اس عہد کا ترجمہ نہیں کیا۔ راقم اطروید

وما فی امرکان اربعه مثلاً وما یقیل فی ان التلقین فغو

لان المیت لا یسمع فہذا باطل لانه قد وادی المحدث البصیح

ان المیت یسمع صوت النعال من الاحیاء ورسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلمہ قد نادى الکفرة الملقین فی تلبیہ بدس وقال انہم یسمعون

ولا یقدرون علی الجواب لما لعقہم من العذاب الشدید۔ فہذہ غویہ

بالاصول واعتمد علی المعنی وتروى القطعی ۱۲ منہ

ترجمہ : اور مولانا بحر العلوم نے جواز کان اربعہ مثلاً وصف میں لکھا ہے۔ کہ یہ بات

کہ تلقین فضول ہے۔ کیونکہ میت نہیں سنتا۔ پس یہ باطل ہے۔ اس لئے کہ

یقیناً مجمع حدیث میں وارد ہوا ہے کہ میت جوتوں کی آواز سنتا ہے اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلب بدہ میں پڑے ہوئے کفار کو پکارا اور

فرمایا کہ وہ سنتے ہیں یقیناً لیکن جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ کیونکہ

سنت عذاب میں مبتلا ہیں۔ (نیلوی کہتا ہے) مولانا بحر العلوم کی یہ بات

ذریعہ کیسٹی ہے اصول کے ساتھ۔ مولانا بحر العلوم نے احضار حیات پر پابندی

اور قطعی چیز کو چھوڑ دیا ہے۔

قاریین کسراہ : نیلوی صاحب کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے اصول

جانتا ہے۔ اور قطعی پر عمل کرتا ہے حالانکہ نیلوی صاحب جیسا ہے اصول آدمی

ہم نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ خود کہتا ہے۔ کہ سماع موتی نص قطعی سے ثابت ہے

اور نص قطعی کا منکر کافر ہے اور پھر خود کہتا ہے کہ چونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ

آیاتِ غیبیہ ہیں۔ اس لئے فتویٰ کفر سے یہ بات ماننے سے روک دیکھئے۔ نعلیٰ حق جز
ثانی ص ۲۵۶۔ تو نیلوی نے اپنا اصول چھوڑ کر امام شافعیؒ کا پکڑ لیا۔ واہ نیلوی تیرے
اصول ! کھ مگر گئے ناداں سہدہ میں جب وقت قیام آیا۔

امام زاہد صغار حنفی کا مسلک | نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ ایک
اعتراف اور اس کا جواب۔ اولام
زاہد صغار نے جو تمہیں الاذہ میں لکھ دیا ہے۔ کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔
”تلقین کرنا اور دفن کے بعد تلقین نہ کرنا معتز کا مسلک ہے۔ (نیلوی صاحب کہتے
کہتے ہیں۔ یہ ان کا وہم ہے۔) (نعلیٰ حق جلد ثانی ص ۲۲)

قارئین کرام ! یہ امام زاہد صغار حنفی بغداد کے رہنے والے ہیں۔ اپنے
وقت کے امام گندے ہیں۔ اور فخر الدین قاضی خان حسن بن مصطفیٰ کے استاذ تھے
اور پڑے بڑے فضلاء نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ ۲۶ ربیع الاول ۵۳۲ھ کو
بنی ہار میں فوت ہوئے۔ دیکھئے (حدائقِ حنفیہ ص ۲۲)

علامہ زیان امام الاحمدؒ محمد بن محمد ہاشم سندھیؒ پتوئی کا عقیدہ

علامہ محمد ہاشم سندھیؒ اپنی کتاب حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب میں نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے زیارت کے آداب، مصلوۃ و سلام کے کلمات ذکر کر کے
ص ۳۸ میں لکھتے ہیں۔ بعد ازاں سوال شفاعت کند پس گوید اسے انک الشفاعت یا
رسول اللہ صہ بار اتوسل بک الی اللہ ان اموت مسلماً علی مدیک و صلیک

ترجمہ ! صلوۃ و سلام عرض کر کے کے بعد شفاعت طلب کرے پس کہے یا رسول اللہ
میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں۔ تین بار یہ بات کہے اور کہے کہ میں آپ
کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہو کر مردوں آپ کی ملت اور آپ
کے طریقہ پر ہوں پھر علامہ صاحبؒ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ اگر کسی نے سلام نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنے کا مطالبہ کیا ہو تو اس کے سلام بھی پہنچائے ان کی اصل

جہارت یوں ہے۔ **مسلمہ** اگر گفتہ باشد کہے اور اسلامے بسوئے حضرت
پنجرہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس بگوید اسلام عیب یا رسول اللہ من فلان بن فلان
یا بگوید فلان بن فلان یسئم علیک یا رسول اللہ یا بگوید یا رسول اللہ گفتہ است مرا فلان
بن فلان سلام در جناب شریف تو ان

پھر علامہ صاحبؒ کہتے ہیں کہ شیخینؒ پھر سلام پڑھے آخر میں یوں کہے
و نحن نتوسل بکما اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشفع لنا الی
ربنا وان یتقبل سعینا ویعیننا علی ملتہ ویعیننا علیہا الخ ص ۳۱
اسے شیخینؒ ہم تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ بنا کر پیش
کرتے ہیں تاکہ وہ ہمارے لئے ہمارے رب کی طرف سفارش کرے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ
ہماری رحمت قبول کرے۔ اور ہمیں اس کی ملت پر زندہ رکھے اور ہمارے پھر علامہ صاحبؒ
کہتے ہیں و نیز بگوید السلام علیک یا رسول اللہ سمعت اللہ یقول ولواہم اذ ظلموا انفسہم الخ
وقد جئناک یا رسول ظالمین لانفسنا مستغفرین من ذنوبنا
فاشفع لنا الی ربک وانسأله ان یمیتنا علی سنتک وان یجشمننا
فی نہ مدرک الخ حیات القلوب ص ۳۲ باہتمام مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی
محمد شفیع صاحبؒ مشہور پریس کراچی میں ۱۳۹۷ھ کو طبع ہوئی۔ (ترجمہ) اور پھر کہے
اسلام عیب یا رسول میں نے اللہ پاک سے سنا ہے کہ وہ کہتا ہے اگر وہ اپنی جانوں
پر ظلم کریں تیرے پاس آجائیں اور ہم آپ کے پاس آگئے یا رسول اللہ اپنی جانوں پر
ظالم بن کر گناہوں کی مغفرت چاہتے ہوئے۔ پس آپ ہمارے اپنے رب کی طرف شفاعت
کریں۔ اور سوال کریں کہ وہ ہمیں آپ کی سنت پر موت دے اور ہمیں آپ کی رحمت
کے لوگوں کے ساتھ قیامت والے دن جمع کرے۔

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھنے اور شفاعت طلب کرے

اور کہے اَسْأَلُکَ عَلَیْکَ بِاَبْنَتِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عَلَیْکَ بِاَبْنَتِکَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَبِيبَةَ حَبِيبَتِ اللَّهِ جَزَاكَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ خَيْرًا لِمَزَادَ رَحْمَتِكَ أَحْسَنَ الرِّضَاءِ
جَنَّتْكَ زَائِرِينَ مُتَشَفِّعِينَ بِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَشْفَعْنِي لَنَا عِنْدَ لَا يَشْفَعُ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا الْكَفِيُّمُ فِيمَيْنَا عَلَى مِلَّتِهِ وَ
يُخَفِّضُ نَالِي نَا مَوْتَهُ وَيَعْلَنَانَا مِنْ أُمَّتِهِ الْخ (حیات القلوب ص ۳۱)

آخری دو سطروں کا خلاصہ یہ ہے ۔ ہم تیرے پاس آئے ہیں ۔ زیارت کرنے
والے شفاعت چاہنے والے تیرے فیصلے سے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم کے پس تو شفاعت کرے ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاں کہ وہ شفاعت کریں ہمارے لئے ہمارے رب عظیم کے ہاں پس
وہ موت دے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اور اس کی جنت
میں قیامت کے دن ہمارا حشر کرے اور کرے ہیں اس کی امت میں سے

قارئین کرام! نیلوی صاحب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
سینینؓ سے شفاعت طلب کرنے پر رفقہ تھا ۔ اور شرک و کفر کے فتوے صادر کرتا تھا ۔ آپ
تو نیلوی صاحب ۔ حضرت علامہ مزدوم مجدد ششم سندھیؒ کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
سے شفاعت طلب کرنے پر ضرور کفر کی مشین چلائے گا ۔ نیلوی صاحب کو چاہیے کہ وہ
واضح الفاظ میں حضرت سندھیؒ و حضرت مفتی محمد شفیعؒ پر کھڑا فتویٰ صادر کرے ۔ جمل
الفاظ ذکر کر کے قیہ بازی سے کام نہ چلائے ۔

شیخ محمد بن احمد الحموی الحنفیؒ استا صاحب اہراقی الفلاح کا عقیدہ

نیلوی صاحب سمجھتے ہیں ۔ سوال مراقی الفلاح میں ہے اخیر فی شیعہ محمد
بن احمد الحموی الحنفیؒ یا نہم یتا ذون تحقیق النعال ۔ یعنی مرؤے جو توں کا آواز
سے اذیت محسوس کرتے ہیں ۔

جواب ! غلط ہے جواب اس قول کا ۔ مطلب یہ ہوا کہ قبرستان میں جتنا پہن کر

جاننا منع ہے حالانکہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل اور امام ابو حنیفہؒ کو صحابی اور مذہب حنفیہ اور صحیح احادیث اور روایتیں کے تمام مسلمانوں کے خلاف ہے الخ (ندائے حق جلد ثانی ص ۳۸۶)

نیلوی صاحب وہ احادیث بیان کریں یا صحابہؓ سے کوئی روایت بیان کریں

جواب

جن میں جو تابعین کے قبروں کے درمیان چلنا پھرنا مذکور ہوا آپ صرف یسع قرع ناعلم (وہ مردہ جو تلوں کی آواز سنتا ہے) والی حدیث پیش کریں۔ تو آپ یہ پیش نہیں کر سکتے کیونکہ آپ اس کو حقیقت پر مہول نہیں کرتے فلہذا صاحب مراقی الفلاح کے استاد علامہ حموی حنفیؒ کی تردید آپ کس طرح کر سکتے ہیں۔ علامہ حموی حنفیؒ کا مطلب ہے۔

سمجھے ہی نہیں۔ علامہ صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جو تلوں کی آواز جب شدید ہو۔ تو میت کو اذیت ہوتی ہے اس لئے اس کا خیال کرنا چاہیے۔ نیلوی صاحب تم بھی ذرا خیال کرو۔ نامہ دہرول کا نذر پڑ کے کھون آتش بھری ہے اس میں کہیں ناقدین جاؤں

نیلوی صاحب کا زبردست جھوٹ

یہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں کے خلاف ہے۔ یہ نیلوی صاحب کا زبردست جھوٹ

ہے اس لئے کہ بعض آثار جو تابعین کے قبرستان میں جلنے کو منع کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ

سید احمد طحاوی حنفیؒ کہتے ہیں ولا یسکرو المشی فی المقابر بالنعلین عندنا وکرہۃ احمد و لنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم و انہ لیسمنع خفق نعالہم اذا لصرظ (طحاوی علی المراقی ص ۳)

احناف حضرات کے ہاں قبرستان میں جو کون کیسا ساتھ چلنا مکروہ نہیں ہے اور

امام احمدؒ اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ ہماری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان

ہے کہ مردہ جو تلوں کی آواز سنتا ہے۔ جب لوگ واپس گھروں کو جاتے ہیں۔ تا قی

شور کا فی غیر مقلد کہتے ہیں۔ لا یجوز المشی بین القبور بالنعلین

(ذیل الاوطار بحوالہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۵۵ ۲۴۰)۔

قبرستان میں جوتوں کیساتھ چن جائز نہیں۔ امام طحاوی فرماتے ہیں ایک قوم کے نزدیک جوتوں کے ساتھ قبرستان میں چلنا مکروہ ہے (طحاوی) نیلوی صاحب تالیف امام احمد اور اس کے متقلدین وغیرہ امداد قاضی شوکانی وغیرہ روئے زمین پر رہتے ہیں۔ یا نہ کیا یہ مسلمان نہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

ابن حزم کا مسلک | وقال ابن حزم يجوز وطأ القبور بالنعال التي ليست مبنية على عهد ان الميت يسمع خفق نعالهم ونعش المنع بالبقية وجعل هذا اجماعا بين الحديثين وهو وهم لان سماع الميت لغفقى النعال لا يتلزم ان يكون المشي على قبر او بين القبور فلا معارضة انتهى كلامه الشوكاني (تحفة الاحوزي ۱۵۵/۲۷)

ترجمہ : (شوکانی کہتے ہیں) اور ابن حزم نے کہا کہ قبروں کو جوتوں کے ساتھ روندنا ان جوتوں کے ساتھ جائز ہے جو سبستی نہ ہوں۔ اس وجہ سے کہ حدیث پاک میں ہے کہ مکروہ جوتوں کی آواز سنتے ہیں۔ اور جوتوں کے چلنا منع سبستی سے ہے ابن حزم نے دو حدیثوں کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے۔ اور یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ مکروہ کے سماع سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبر چلنا یا درمیان قبروں کے چلنا ضروری ہو د ہو سکتا ہے کہ قبروں کے قریب سے جوتوں کے ساتھ چلنا ہو اور مکروہ من راہو قادیانیں کہ امام ابن حزم کا ذکر درمیان میں ویسے ہی آگیا ہے وندا من مقبرہ لواحاف کا عقیدہ کھانا ہے۔ تاکہ یہ باطل نظریہ کا خاف سماع موتی کے قائل نہیں ہیں ختم ہو جائے۔

نوٹ | سبستی اس جوتے کو کہتے ہیں جو گلے کے رنگے ہوئے چڑے سے بنایا جائے (البحار الماجدہ حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲)

اس قسم کے چڑے سے جوتا پہن کر قبروں کے درمیان چلنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کو اس لئے منع کیا کہ وہ قبروں پر چلنا یا یا اس کے جوتے میں گند لگی ہوئی تھی۔ یا جواز مع کراہت تفسیر ہے۔ واللہ اعلم

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ کا عدم سماع موتی سے رجوع

مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ اپنے عدم سماع کے قائل تھے جب تک
ستہ ضروریہ میں سمجھتے ہیں۔ آج کل کے اہل بدعت (بریلویہ) بھی (باوجود اس کے
حنفیت) چونکہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی ایک شاخسانہ نکالا ہے
کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور شیخ حنیفہؒ بھی سماع کے قائل ہیں۔ یہ ان کی مزید جہالت
ہے یا منہ زوری۔ ورنہ کتب حنیفہ اس کی تصریح سے پر ہیں الخ (بحوالہ ندائے حق جلد ثانی ص ۱۵۷)
نیلوی صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا یہ حوالہ دیکھ کر حق جلد ثانی ص ۱۵۷
پس بھی دیا ہے۔

عدم سماع موتی سے رجوع کی دلیل

حضرت استاذ مکرم محدث اعظم
مولانا سر فراز خاں صاحب مجدد
کہتے ہیں۔ لیکن تینیس سال تک سماع موتی کا انکار کرنے کے بعد حضرت مولانا ...
محمد منظور صاحب نعمانی نے حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ کی تحقیق پر بنیاد رکھ کر
اس سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب سماع موتی کے مقرر ہو گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہوا الفرقان
مکشوفہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ء حاشیہ ص ۲۱) سماع الموتی ص ۱۹

نیلوی صاحب کا ایک سو ست جھوٹ

نیلوی صاحب اپنے مجددیاد
انداز میں ہمارے استاذ مکرم
مدظلہ العالی پر گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ادباً تو خود حضرت نعمانی کی طرف رجوع
کی نسبت فرمادی۔ مگر جس رسالہ یا کتاب میں انہوں نے رجوع فرمایا ہے اس کا حوالہ
بھی نہیں دیا (ندائے حق جلد ثانی ص ۲۱)

فائزین کرام! اندازہ کریں کہ نیلوی صاحب کو جھوٹ بولنے میں کتنی لذت الموسر
ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں۔ مگر جس رسالہ یا کتاب میں انہوں نے رجوع فرمایا ہے اس کا حوالہ
بھی نہیں دیا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

قادیان کرام! آپنے سماع مولانا کے حوالہ سے پڑھ لیا ہے۔ کہ حضرت استاذ کرم نے ماہنامہ الفرقان کھنڈ کا حوالہ دیا ہے۔ مگر نیلوی صاحب کچھ ایسے لاعلاج مریض بن چکے ہیں جن کے حق میں بس یہی کہا جاسکتا ہے۔ ع۔ بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

سرسریست اول جمیعتہ اشاعت التوحید والنسۃ کا عقیدہ ۲

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غوری خلیفہ اعظم حضرت مولانا حسین علی دہلویؒ کہتے ہیں۔ ثم اختلف فی ان عذابا لقبر للروح ۳ نقطہ اول الجسد مع الروح ۴ الثانی قول الجسد وهو المشہور والمختار ویؤیدہ الاحادیث کقولہ علیہ السلام فیقعدانہ وقولہ علیہ السلام یغوب بین اذنیہ وقولہ علیہ السلام فافترسہ من الجنۃ والبسوع من الجنة فان کل ذالک من صفات الاجساد فعلم ان التعذیب یکون للجسد مع الروح ۱۲ مولانا نصیر الدینؒ حاشید مشکوٰۃ ۲۵۵ باہتمام مولانا فخر الدینؒ و مولانا محمد ابراہیم صاحب زادگان نصیر الدینؒ ساکن غورخشتوی ترجمہ! پھر اختلاف کیا گیا ہے کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے یا جسد مع الروح کو ہوتا ہے۔ دوسرا قول (جسد مع الروح) مشہور و پسندیدہ ہے اور جمہور کا مذہب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً فرشتے مردہ کو اٹھا بٹھاتے مردہ کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے۔ اس مردہ کے لئے جنت کا پھونکا ہوا اور جنت کا لباس پہناؤ۔ یہ ساری صفات جسم کی ہیں پس معلوم ہوا کہ عذاب قبر جسد مع الروح ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سیوفیؒ کی شرح الصدور و مراقبہ سے نقل کرتے

ہیں۔ ان سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام الخ ترجمہ! تمام مردے سلام و کلام سمجھتے ہیں۔ (حاشید مشکوٰۃ از مولانا نصیر الدینؒ غورخشتوی ص ۱۲۳) صلوٰۃ و سلام انبیاء علیہم السلام کے روح مع الجسد پر پیش کیا جاتا ہے اور انبیاء اٰحیاء فی قبر ہم یعلمون (انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں

پڑھتے ہیں) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے حاشیہ مشکوٰۃ از مولانا نصیر الدین فورشتوی^{۱۳۶۲}
 ۴۔ من مٹی علیٰ عذقہ قبری سمعہ (الحديث) کے میں اسطورہ کہتے ہیں اسی سمعہ حقیقیہ
 بلا واسطہ (مشکوٰۃ ۹۲) حقیقی سمعہ سے بغیر کسی واسطہ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 سنتے ہیں (۵) میں نصیر الدین فورشتوی، اور مولانا غلام اللہ خاں صاحب عقائد میں
 متعلق ہیں۔ میں بھی نبی علیہ السلام کے وفات کے بعد برزخی حیات کے قائل ہوں وہ بھی برزخی
 حیات کے قائل ہیں۔ میں بھی یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ پاک کے قرب میں جہ درود ہرگز
 پڑھا جائے تو نبیؐ سنتے ہیں۔ جواب دیتے ہیں۔ اور جناب مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے
 بھی اپنے ماہنامہ تسلیم القرآن میں یہ لکھا ہے۔ (ماہنامہ تسلیم القرآن ستمبر ۱۹۹۰ء ص ۲۵)
 قارئین کرام! یہ باب بہت طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کو بند کیا جاتا ہے۔ اس
 باب میں دلائل کے ساتھ امام اعظمؒ و صاحبینؒ اور محققین حنفیہؒ سے سماع موفی کے عقیدہ
 کا اثبات کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ حضرات غور کریں۔ جو کہہ دیتے ہیں۔ احناف کے ہاں سماع
 موفی ثابت نہیں ہے

لگا دیئے ہیں میں نے مضامین نو کے انبار خبر کر و میر خرمین کے خوشہ چینوں کو

باب الفتاویٰ



علماء اہلسنت وجماعت علماء دیوبند کے فتوے بدعتی گروہ پر

۱ فتویٰ دارالعلوم دیوبند استفتاء یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک علیین

میں ہے۔ آپ کا قبر مبارک اور جبہ مبارک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا آپ کی قبر پر چھ دو سلام پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے لیکن آپ سنتے نہیں کیا ایسا عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں اور غلط سمجھنے کا صودہ تہذیب بدعت سیر ہے یا نہیں۔ اولیٰ یہ عقیدے والے کی امامت کا کیا حکم ہے بیخود توجہ واد۔

الجواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار پاک میں بحسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار پر پانی گھسے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ بخود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان نہیں کہہ سکتیں۔ آپ اپنے مزار میں حیات ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصاً تعلق بحسدہ وروح ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔ وہ بدعتی ہے خراب عقیدہ والا ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکرہ ہے یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے حدیث میں آتا ہے

إِنَّ أُمَّةً حَضَرَتْ عَلَى النَّبِيِّ أَنْ تَأْكُلَ الْجَسَدَ الْأَنْبِيَاءِ الْهَدْيِثَ وَهَنْ
أَوَّلَاهُمْ نَبِيًّا قَالُوا نَحْنُ اللَّهُ عَنْهُ قَالُوا نَحْنُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَوْزِ
فُلٍّ عِنْدَ قَبْرِ نَبِيِّ سَمِعْتُهُ وَمَنْ مَلَاحِي مِنْ بَنِيهِ أَمَلْتُهُ نَأْذِلُ الْبُزْ
وَسَلْتُ لَا خَيْرَ لِي (را بقول البديع مت) مَنْ أَتَى رَأَى اللَّهِ عَنْهُ قَالُوا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءُ اخْتَلَفُوا فِي بُرُوجِهِمْ يُقَالُونَ
نَحْنُ الْأَوَّلُ عَدِيٌّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمْ (شفاہ السقام ص ۱۷) وَتَمِينَ حَمِيدٌ قَدِيمٌ

دی ہیں۔ اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور جو انکار کرتے ہیں بدعتی اور خراج اہلسنت والجماعت ہے۔ غرض پڑھنے والوں کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں۔ اور اپنے مزار مبارک میں بجمہد موجود ہیں۔ اور حیات میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ السید مہدی حسن مفتی والاعلام درہند ۱۳۵۴ھ۔ (مہر دارالعلوم دیوبند) الجواب صحیح میں احمد خانوی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور۔ ۲۱ سوال ۱۳۷۷ء، باب المہیب و اجاد محمدیہ والحق کان اللہ مدد سامعہ اشرفیہ لاہور، الجواب صواب محمد رسول خاں عفا اللہ عنہ، الجواب میں ابوالہادی محمد سرشار خاں مقدر (بحوالہ تسکین الصدور طبع دوم ۱۴۲۷ھ تا ۱۴۲۸ھ)

نیلوی صاحب کا اعتراض نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ مفتی مہدی حسن نے بجمہد زندہ فرمایا۔ بجمہد دروجہ نہیں فرمایا آخر اس میں کیا نکتہ ہے (ندائے حق جزو ثانی ص ۱۷)

الجواب جناب نیلوی صاحب چونکہ سائل آپ کی طرح حیات جسمانی کا مستحق تھا اس لئے اس کی گندگی اور بدعقیدہ گی کو دماغ سے نکالنے کے لئے حضرت مفتی صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ نیز نیلوی صاحب اس فتویٰ کو پڑھ کر آپ کے موٹے دھواں باختہ ہو گئے ہیں ورنہ اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ آپ اپنے مزار میں حیات ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجمہد دروجہ ہے۔ سمجھیں تیرے نکتہ توحید آتو سکتا ہے اگر تیرے دماغ میں بت خاہر تو کی کچھ

۲۔ فتویٰ حضرت مولانا مفتی محمود رضا رحمۃ اللہ علیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مادۃ معتدلاً سلاماً۔

اما بعد! حضرات انبیاء عظیم السلام پر موت کا طاری ہونا قطعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں آنک مَیتٌ وَاَنْتُمْ مَیْتُونَ الا یہ اور قول حضرت صدیق اکبر علیہ السلام عنہ نَابَتْ قَدْ فَاَت۔ اس کے شاہد عدل ہیں۔ لیکن اس میں اختلاف ہے۔ کہ انبیاء عظیم السلام کی موت سے حیات زائل ہو جاتی ہے یا صرف مستور ہو جاتی ہے۔ یعنی موت بمعنی رافع الیما ہے

یا بمعنی سائر الیاء ہے ہانی دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتوی قدس سرہ العزیز نے اپنے رسالہ ”آب حیات“ میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آپ کی موت سے صرف حیات مستور ہوئی ہے زائل نہیں ہوئی۔ آپ کی موت کو عامۃ المؤمنین کی موت سے ممتاز قرار دے کر وضاحت سے لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے اس میں انقطاع یا تبدل۔ تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا اور نہیں ہوا صحت انتہی۔ لیکن اکثر محققین کے اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر موت بمعنی رفع الیاء طاری ہوئی۔ بہر حال حقیقت موت جو بھی ہو علی اختلاف القولین۔ یہ امر مسلم ہے کہ آپ پر موت طاری ہوئی کیسی ساتھ ساتھ یہ امر بھی علماء اہل السنۃ والجماعہ کے نزدیک مسلم اور مجمع علیہ ہے۔ کہ کائنات موجود یعنی عالم برزخ میں آپ جسمانی حیات سے زندہ ہیں۔ آپ کا روح مبارک کا تعلق آپ کے جسد عنقریب کے ساتھ ایسا قائم کر دیا گیا ہے کہ اسی دنیاوی جسد اطہر کے ساتھ (جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے) حمام افعال و حرکات مثل سیم و لیم۔ بطش و مشی و کام و غیرہ پرقادر ہیں۔ یہ عقیدہ کہ آپ کا جسد اطہر ساکن وصامت قبر مبارک میں صحیح سلامت موجود ہے۔ اور اس سے خل و حرکات کا صدور نہیں ہوتا۔ عقیدہ فاسد ہے۔ اور تمام علماء اہل السنۃ والجماعہ کے عقیدہ اور علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے۔ حضرت العلاء العارف باللہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب (پہلوی) مدظلہ العالی نے یہ رسالہ لکھ کر اہل حق کے اقوال کو اس قدر تشریح کے ساتھ جمع کر دیا ہے کہ متصفین۔ طایبین حق کے لئے کافی و دانی ہے۔ میں نے رسالہ کو مطالعہ کیا۔ مجھے اس رسالہ کے مندرجات سے اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے غیر علی فرمائے۔ اور رسالہ ہذا کو قبول فرما کر عامتاناس کے لئے ذریعہ ہدایت و نصرت موصوف کے لئے ذریعہ تسبیح ورجات گردانے۔

(الاحقر لا نقول بالانقض لمودعنا اللہ عنہ خام الاثناء والتدیرس بقائم العلوم طمان یا ہا)
منقول از رسالہ القول النقی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مؤلفہ سعیدی و در شمس و مولائی و
سعیدی حضرت العلامة امام الاولیاء فی زمانہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب جیلو کا مکتبۃ المدینہ

۳۔ فتویٰ جامعہ اشرفیہ | مولانا محمد یوسف صاحب نے اپنے مدرسہ عربیہ اسلامیہ اعلائے العلوم و حدیث النوالہ۔ ڈاک خانہ

ایضاً تحصیل بیکر فیل میاں والی کے پیڈ پر یہ ۲۰ سو تین سوالات مکھ کر جامعہ اشرفیہ کے مفتی سے اس کی وضاحت طلب کی جس کو بعینہ ان ہی کے الفاظ سے نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اسلام حکم و حجۃ اللہ۔ اس جانچر۔ عاقبت ان جاہل و معروض آنکھ کیا فہم سے ہیں علماء دینی مندرجہ ذیل سوالات کے بارے میں۔

مسئلہ ۱۔ ایک شخص ہے جو میرا اس آدمی کو کافر کہتا ہے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ نبی علیہ السلام عند القبر صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔ اس کے پیچھے نماز کیسی ہے مسئلہ ۲۔ ایک شخص مشرک کی نماز جنازہ پڑھانے سے اجتناب نہیں کرتا اس کے پیچھے نماز کیسی ہے مسئلہ ۳۔ ایک شخص سیدنا امیر معاویہؓ کو گال دیتا ہے اور بُرا جانتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز کیسی ہے نوٹ۔ ان تمام سوالات کا جواب مفصل طور پر تحریر فرما کر عند اللہ عاجز ہوں۔ اور کیا کہیں کہ نماز حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہے

فقط والسلام العبد لاشی حافظ محمد یوسف بقیم عفو عفا۔ اللہ عنہ

۱۔ البواب والذالموفق للصواب | سامع انبیاء علیہم السلام احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے اور تمام اہلسنت

والجماعت کا عقیدہ ہے۔ اگر ان متواتر احادیث کا انکار کرے تو کافر ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں حرام ہے۔ اور اگر ان میں کوئی ایسی تاویل کر لے۔ جو لغت صحیح اور شرط طہریت صحیح ہے تو قاطع ہے۔ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور وہ لوگ جن کو اچھا اور صحیح عقیدہ کا امام مل سکتا ہو وہ بھی اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو ان کی نماز بھی مکروہ تحریمی ہے اور جن کو یہ دونوں صورتیں حاصل نہ ہوں تو ان کی نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مشکوٰۃ ۲/۲۵) میں ملاحظ

تاری حنفیؒ کہتے ہیں۔ من من کل شیء فبیر سیفۃ الخ حدیث کہ سمعنا حقیقاً بغیر اللغاتہ نیز مل تاری ارقام فرماتے ہیں۔ و اعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ یخلق

فی المیت نوع حیاة فی القبر عند ما نسالہ ویتلذذ (شرح فقہ اکبر ص ۳۵)
 موافق ۸۷۳) شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔ انکا رشتہ
 اور اک اصوات اگر کفر نباشد درالحادیہ و شہریت (فتاویٰ عزیزی ص ۹۵)
 (فاقول) حیاة البنی سن اللہ علیہ وسلم فی قبرہم ہو و سائر الانبیاء معلوفہ عندہ
 علماً قطعیاً لما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک و قوارث بہ الاخبار (احادیث و فتاویٰ)
 ص ۲۷۱) مانگی ص ۳۳۱ ج ۱۔ مراقی الفلاح ص ۴۴

۲۔ جب تک کسی کا شرک قطعی دلائل سے ثابت نہ ہو اس کو شرک کہنا درست نہیں
 اور اگر اس کا شرک قطعی دلائل سے ثابت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا معصیت
 و گناہ ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے اور ٹھیک نہ ہو جائے اس کو بھی امام بنانا مکروہ تحریمی ہے
 ۳۔ اسی طرح جو شخص سیدنا حضرت معاویہؓ کو گالی دیتا ہے وہ بھی فاسق ہے۔ اس کو بھی
 امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ومن مت اصحاب فاق فتاویٰ عزیزی ص ۹۵ فقط واللہ اعلم بالصواب
 کتبہ اشیر محمد علوی خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح
 جمیل احمد تھانوی

مہر مرکز علوم اسلامیہ
 جامعہ اشرفیہ ریسرچ ڈیپارٹمنٹ
 لاہور

نوٹ : راقم اطراف نے اس فتویٰ کی ٹوٹ کاپی ۱۲ جادی لاہوری ۱۴۰۸ھ کو حضرت
 مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی و امت برکاتہم کی خدمت میں بھیج کر مطالبہ کیا کہ آپ اس فتویٰ
 کا تصدیق فرمادیں۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے اس فتویٰ کا تصدیق فرمائی آپ کے الفاظ
 یوں ہیں۔ تصدیق تو پہلے سے کہی ہوئی ہے۔

جمیل احمد تھانوی
 مگر اس پر دوبارہ مہر لگی ہوئی نہ تھی۔ بندہ بروز جمعرات یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء مطابق ۱۲ جادی لاہوری
 کو لاہور پہنچا اور جامعہ اشرفیہ میں مولانا شیر محمد صاحب علوی مدظلہ العالی سے ملاقات کی کہ
 عرض کیا کہ اس پر مہر لگا دی جائے تو بہتر ہوگا۔ مولانا نے شفقت فرماتے ہوئے یہ فتویٰ بہتم صاحب
 کا خدمت میں پیش کیا۔ بہتم نے بھی تصدیق فرمائی (الحمد للہ) جمیل احمد تھانوی مدظلہ العالی اور
 ہر دوبارہ واضح کر کے دہادی۔ جزا اہل حق و انعام اس فتویٰ کا تحسین فرمائی جائے۔ مدظلہ العالی

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان
تاسیس ۱۳۰۴ هجری قمری
کتاب: ...
شماره: ...

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان
تاسیس ۱۳۰۴ هجری قمری
کتاب: ...
شماره: ...

۲۷۲

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان
تاسیس ۱۳۰۴ هجری قمری
کتاب: ...
شماره: ...



کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان
تاسیس ۱۳۰۴ هجری قمری
کتاب: ...
شماره: ...



کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان
تاسیس ۱۳۰۴ هجری قمری
کتاب: ...
شماره: ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

سماح انبیاء علیہم السلام کا منکر بدعتی ہے مفتی اعظم دارالعلوم تعلیم القرآن و لوہیڈی کا فتویٰ

- ۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع تیس دریں مسائل و حقا مذمت سے جہذیل
 ۱۔ زید کہتا ہے کہ عقائد کے باب میں قرآن مجید کی تشریح جو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کریں وہی قابل عمل ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کیلئے پیر بننا تھا
 و ترجمہ (منہ) مآقی و نہڈلی و غیرہ کا ذکر ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی فلت جسمیت
 سے منفرہ ہے اور عمر و کہتا ہے کہ باب عقائد کی تشریح قرآن میں اتنی کی گئی ہے
 کہ بغیر عہد اسلام کی تشریح کی ضرورت باقی نہیں چھوڑی گئی۔ کتاب خُصِّلَتْ بِآیَاتِ
 مِنْ لَدُنْ حَکِیمٍ خَبِیر۔ اس مسئلہ میں اہلسنت والجماعت کے مخالف کون ہے
- ۲۔ زید کہتا ہے کہ جن صحیح حدیثوں میں سماح موتی کا ذکر آگیا ہے ہیں اس حد تک سماح
 الموتی کا قائل بننا چاہیئے اور اس کو سماح الموتی فی الجملہ کہتے ہیں اور عمر و کہتا ہے
 کہ سماح الموتی کی سب حدیثیں موضوع ہیں اگرچہ بخاری و مسلم میں ہوں یا اس مسئلہ
 میں غلطی پر کون ہے۔

- ۳۔ حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر حواہل القرآن و مباح
 ابتداء مسودۃ البقرہ میں فرماتے ہیں کہ امت کے صلوة و سلام کا حضور علیہ السلام
 کو سپنہ اس کا منکر بدعتی ہے۔ اب سوال طلب یہاں یہ ہے کہ سپنہ کا کیا مطلب
 ہے اور اس کا منکر بدعتی کیوں ہے یا خالصا صاحب نے غلط لکھا ہے

- ۴۔ انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد عند البقرہ و صلوة و سلام سنتے ہیں۔ زید کہتا
 ہے کہ یہ حدیثوں سے ثابت ہے اور تمام علماء دیوبند اس کے قائل تھے۔
 عمر و کہتا ہے اب عقیدہ دراصل یہودیوں کی ایجاد ہے اور صلوة و سلام کے
 سماح کی سب حدیثیں موضوع و ناقابل عمل ہیں۔ اس مسئلہ میں حق پر کون ہے

۵۔ زید کہتا ہے کہ حضرت رشید احمد گکوٹہؒ زبدۃ الناسک میں استشفاع عند قبر البتی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بتلاتے ہیں۔ اسی طرح عند قبر الشیخ عمر کہتا ہے کہ یہ ناجائز ہے اور شرک کی تعلیم ہے اور بریلویوں سے بھی ایک قدم شرک ہی آگے ہے اس مسئلہ میں جھوٹا کون ہے

۶۔ زید کہتا ہے جہاں انسان کا جسم غصہری ہو۔ اس کو وہاں عذاب ہوگا۔ اور یہ مذاب روح مع الجسد ہوتا ہے

عمر کہتا ہے کہ مذاب صوف روح کو ہوتا ہے اور جہاں روح ہوگا وہی قبر ہوگی یہ قبر مراد نہیں ہے۔ ان میں سچا کون اور جھوٹا کون ہے جینوا توجروا عند المد العظیم

المستفتی حافظ عبد اکرم مسلم دہلوی بازار شہر ڈیرہ اسماعیل خان

فتویٰ مفتی اعظم دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

الجواب واللہ الموفق للصواب

۱۔ زید کی بات درست ہے اور اہل السنّت والجماعت کے قول کے مطابق ہے اور عمرو کا قول غلط ہے اور اہل السنّت والجماعت کے قول کے مخالف ہے اور استدلال بھی اس کا صحیح نہیں ہے اس کی جانب سے پیش کردہ آیت اس کے دعویٰ سے تعلق نہیں رکھتی۔

کما لا یخفی علی ذوی الفہم

۲۔ سماع کا مسئلہ صدراؤل سے مختلف فیہ چلا آتا ہے۔ زید نے جو قول اختیار کیا ہے یہی قائلین سماع موثق کا قول ہے اور حبنانی میں وہ ان روایات میں تاویل کرنے میں جو بظاہر مثبت سماع کی ہیں عمرو نے جو سب روایات کو موضوع کبر و بلبے۔ یہ نیا قول ہے۔ سلف میں کسی نے ایسا نہیں کہا ہے۔ مسئلہ سماع موثق میں اختلاف ضرور ہے مگر اس کی بر مثبت رعایت کو موضوع کبر و دینا نئی بات ہے۔

۳۔ عام مسلم اور مشہور بات ہے کہ دو سے درود شریف بذریعہ فرشتوں کے پہنچایا جاتا ہے اور قریب سے آپ نمودنستے ہیں۔ جیسے روایت حدیث میں آیا ہے اور یہ مسک اہل السنّت والجماعت کتبے اس میں ان کا اختلاف معلوم نہیں اس لئے اس کا منکر بدعتی ہے۔

۴۔ زیدیتی پہلے ۵۔ عمرو جیوٹا ہے علا۔ اس میں زید کا قول اہل السنّت والجماعت کی اکثریت کا قول ہے اور عمرو کا قول ہی خذاب کی کیفیت میں کتب علم کلام میں منقول ہے مگر حق زید کا قول ہی ہے۔ ۱۰ ہذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الرجاء الشاہدۃ ۱۴۰۱ھ

عبد الرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

الجواب صحیح
بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ
۲۹ شعبان ۱۴۰۱ھ
نعت العلوم گرجہ انوار

مہر

مہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب مفتی اعظم سرگودھا کا فتویٰ

عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام بحمد غفری تمام المہنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ صرف دیوبند کے علماء کا نہیں۔ بلکہ انڈیا اور اربعہ اس عقیدہ میں اتفاق رکھتے ہیں جیسا کہ قطب بابی ابو حنیفہ ثانی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے بیان کیا۔ صرف رافضی اور بعض معتزلی حیات جسدی کے قائل نہیں اور یقیناً یہ دونوں فرستے اہل بدعت میں شمار ہوتے ہیں اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے چنانچہ مفتی اعظم والاعظم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسینی رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا شیدائے احمد گنگوہی رحمۃ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے۔ تو جو اسلام یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد المات محض حیات روحانی ہے اور جسم اگرچہ محفوظ ہے مگر حیات سے بے بہرہ ہے اور پھر اسی عقیدہ کی تبلیغ کرتا ہے اور اسی کی ترویج چاہتا ہے۔ بالیقین اس عقیدہ والا امام مبتدع فی العقیدہ والحق اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الامارہ ہے۔ بدعت فی الدین تو بغیر ان ہی کیم علی الصلوۃ والتسليم کے بدعتی ضلالتہ مگر اس ہے اور اس کی ترویج اور اس پر اصرار سبکھ الاصرار علی الصغیرۃ کی عتوۃ گنہ گیرہ ہے اور غاصق مجاہد کی امامت کیسے صحیح ہو سکتی ہے نیز ایسے شخص کا علماء دیوبند سے کوئی رابطہ نہیں جیسا کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے صحت فرمایا ہے۔ بہر حال منکر حیات اجساد انبیاء علیہم السلام میں اگر غیرت و انصاف کا شائبہ ہے۔ تو صاف طور پر وہ اپنے آپ کو مستثنیٰ کہلائیں اور دیوبندی کہلا کر علماء دیوبند کو بظاہر نہ کریں۔ واللہ المستعان

احقر احمد سعید مفتی عذ۔ جامع عربیہ سراج العلوم سرگودھا

(مدرستہ)

مہراج العلم

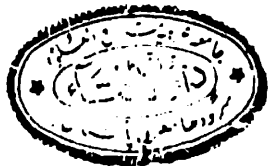
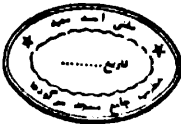
(مدرستہ)

در السبع المرضی الرحیم

مقیدہ حیات انبیاء وعلیم السلام بحسد غرضی قائم اہلسنت وجماعت کا متفق علیہ مقیدہ ہے۔
یہ مقیدہ حرف معلوم دینہ کہ انہیں کلمہ انکار پر دس مقیدہ میں آفتان رکھتے ہیں۔ جیسا کہ نعلب، باقی
اور مقیدہ نامی حضرت مسکوری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

عرفہ و انصاف اور بعضی مستزاد حیات جسکی کہ ناخالی نہیں۔ اور یقیناً ہر روز تو ان فرستے اچے ہیں
میں شمار ہیں۔ اور جو حق امام کے پیچھے غار پر حاکم کر دے۔ جیسا کہ منشی اعظم دارالعلوم
دوبہ حضرت مولانا سید سیدی حسن رحمہ اللہ اور حضرت مولانا رشید احمد مسکوری رحمہ اللہ نے اپنے
فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے۔ جو حرام یہ مقیدہ کہتے ہو کہ انبیاء وعلیم السلام کی حیات بعد الحیات محض حیات
در حیات ہے اور ہم اگرچہ محفوظ ہے مگر حیات ہے بہرہ ہے اور ہر اس مقیدہ کی تبلیغ کر دے
اور داسکی کی ترویج چاہتا ہے۔ بالیقین اس مقیدہ واد امام مستند فی العقیدہ والعمل ہے اسکا
پیچھے غار کر دے تو حق واجب الامارہ ہے۔ بدعت فی الدین تو یقیناً بنی کریم میدار معلومہ و استنبیح
کل بدعت مغلطہ۔ گراہی ہے اور دسکی ترویج اور اس پر اصرار سبب الاصرار علی العصیان
کہتے ہیں۔ گندہ کبرہ ہے تو فاسق جبار کا امت کہتے ہیں جسکی ہے۔

نیز ایسے شخص کا حلالہ دوبہ کہ کلمہ دالہ علیہ نہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا غازی سرطیب صاحب مدظلہ نے بیان
فرمایا ہے۔ ہر حال کی شکر حیات اجماد انبیاء وعلیم السلام میں اگر حضرت و انصاف کا شائبہ ہے تو منافق کر دہ
اسے آخر ستر کی بعد میں اور دوبہ کہتے ہو کہ مولانا دینہ کر دے نام نہ کریں۔ واللہ المستعان
انرا رشید ہے۔ باجمہرہ ہر کرام وعلیم سرگودہ



استفتاء

- کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل وعقائد جو مندرجہ ذیل ہیں
- ۱۔ باب عقائد کی تشریح قرآن میں اتنی کی گئی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی تشریح کی ضرورت باقی نہیں چھوڑی گئی۔ رِکَابُ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ، اس لئے حضرت عمرؓ نے جواباً عرض کیا حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ، بس اللہ تعالیٰ کی کتاب باب عقائد میں کافی ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کی بھی ضرورت نہیں الخ اربعین حدیث نمبر ۵ مؤلف مولوی اللہ بخش صاحب گڑھ ٹٹوید عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ مژدے نہیں سنتے اور اس کا رسول کہے۔ جی سنتے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی تکذیب و مبالغت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر خود سمجھ لیا جو روایت بھی اس قسم کی ہوگی وہ یا تو موضوع ہوگی یا اس کا مطلب کوئی دوسرا ہوگا۔ آھ۔ بلفظ اربعین حدیث نمبر ۵
- ۳۔ اللہ تعالیٰ تو فرمائے اے میرے پیارے حبیب تجھے ان کے کسی مل کا پتہ نہیں اور یہ کہیں نہیں جی! نزدیک سے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور دوسرے سب اعمال پیش کئے جاتے ہیں پسچے ہیں یا اللہ تعالیٰ خوب غور سے سوچو۔
- اربعین حدیث صلا
- ۴۔ بعد از سماع و روایت انبیاء کا عقیدہ دراصل یہودوں کی ایجاد ہے اربعین حدیث
- ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درود و سلام عند القبر سننا و جواب دینا یہ قطعہ من گھڑت ہے۔ دعوت الرشاد نمبر ۵ مؤلف مولوی اللہ بخش صاحب گڑھ ٹٹو

توثیق عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی

- ۶۔ یہی مسئلہ سماعِ اموات توحید کے ماستوں میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اربعین آیات ص ۱ مؤلف مولوی اللہ بخش توثیق عنایت شاہ صاحب گجراتی۔
- ۷۔ چلو علی سبیل التذلل کسی صحابی تابعی تبع تابعین کا قول یا عمل ایسا دکھاؤ جو وال بر سماع اور جو مئی گھڑت حدیث (من صلی علی عند قبری سمعنا) آپ کو اچال رہا ہے اس پر مکمل بحث انشاء اللہ اپنے مقام پر آ رہی ہے۔ اور موضوع حدیث پر عمل کرنے کا تمغہ من خدم الشیطان (یعنی شیطان کی خدمت کرنیوالوں سے) بھی حاصل ہو جائے گا (ندائے حق ص ۱۲) محمد حسین نیلوی سرگودھا
- ۸۔ خیر القسرون میں سے کوئی بھی مسلمان النبیؐ عند قبرہ الشریفین کا قائل نہیں بلکہ خیر القسرون اور ان کے چار سو سال تک کوئی محدث مفسر صحابی تابعی تبع تابعین امام سماع عند القبرا کا معتقد نہ تھا۔ اور سب کا اجماع تھا کہ نبی صلی علیہ وسلم قبر شریف کے پاس بھی نہیں آئے تھے چہ جائیکہ دورِ ہاں درود و سلام حضرت کو پہنچ جائے مگر پہنچنے اور سننے میں فسق ہے جس کی تفصیل پہلے گفد چکی ہے ندائے حق ص ۱۲
- ۹۔ یہ بھی کو ایک لاکھ سے زائد صحابہ میں سے صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والہ علیہ السلام حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ملی۔ جس کی روایت عموم قرانی اور عام قاعدہ کے خلاف ہو تو مسترد کر دی جاتی ہے الخ ندائے حق ص ۱۳
- ۱۰۔ انبیاء علیہم السلام کے اجماع کے محفوظ ہونے کی کوئی حدیث صحیح نہیں اگرچہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اجماع محفوظ ہیں۔ (محکمہ اقامت البرہان ص ۲۲ تا ۲۵)
- ۱۱۔ استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وعند قبر الشیخین (حضرت البرکۃ و حضرت عمرؓ) فقہاء احناف وغیرہم اور علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر و نور الایضاح و فتاویٰ رشیدیہ و زبدۃ الناسک و الشہاب الثاقب میں موجود ہے مگر ایک گروہ جو اپنے آپ کو خالص دیوبندی کہتا ہے اور علماء دیوبند کو نباستی دیوبندی کہتا ہے ان کی عبادات حسب ذیل ہیں۔ ۱۔ حاصل کلام

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک سے استشفاع اجماع صحابہؓ اور قتلاہل سلف اور تعامل جہود اہل سنت کے سلسلہ خلافت اور بدعتِ تہم ہے
 فَمَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الْفِتْلَانُ اقَامَ الْبَرَّانُ صَلَاتَهُ لِسَجْدٍ صَاحِبِ اِيْذِ طَيْرِ رَسَالِهِ
 تَعْلِيْمُ الْقُرْآنِ لِاُولَئِیْہِ (۶) اس شرک کی طعن لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور
 فرماتے ہیں وَاَلْ قَبْرِ رَجَا کہ مندرجہ بالا پکار ضرور کرو حضورؐ سے دعا کرو اور حضورؐ
 سے سفارش کرو اور دوسروں کا نام لے کر کہو کہ ظلال بندہ ظلال کا بیٹا آپ کو سلام
 کہتا ہے پھر مرث حضورؐ کو نہ پکارو بھلاں کے ساتھی ابو بکرؓ کو بھی پکار پکار کہو اسے
 ابابکرؓ سے عرض ضرور کرو تم بھی ہماری بات کہو کہ ہماری سفارش کریں۔ اور پھر حق میں
 اللہ سے دُعا مانگیں کہ اللہ ہماری سچی قبول فرمائے اور پس اپنے دین پر ایمان سے
 اور اس کا زمرے میں ہیں پھر کہے الشفاعۃ الشفاعۃ اشْفَا یا رسول اللہ وغیرہ وغیرہ
 جَاؤَانِ کُوْشَرِکْ کہیں یا نہ۔ (الی ان قال) نیز جو شخص بہادلی حق یا معین الدین
 جمیری یا داتا گنج بخش یا شیخ عبدالہامدؒ کو دور نزدیک سے پکارتے وہ شرک
 ہے تو اس میں کیا فرق ہے کہ نبی اکرمؐ اور ابوبکرؓ کو پکارے تو مومنہ اگر ان میں
 کے علاوہ اوروں کو پکارے تو مشرک نہ لے حق مسئلہ (۳) غلامیہ لکھا کہ شہین
 د ابوبکرؓ کو عرض سے درخواست کرو تم حضورؐ کو کہو کہ خدا سے کہیں کہ وہ ہماری مغفرت کرے
 یعنی واسطہ در واسطہ بریلو پول سے ایک قدم آگے وہ تو کہتے ہیں اسے فقیر میرا کیڑے
 آگے اور تیری اللہ کے آگے (دعا و التجا) ہے اور بنا ہستی دیوبندی فرماتے ہیں ہماری
 ابوبکرؓ کو عرض کریں آگے اور ان کی حضورؐ کے آگے اور پھر حضورؐ کی اللہ کے آگے۔ واہ کہ
 دیوبندی مت جدیدہ قریب شہدہ ندائے حق مسئلہ (۴) بس ہم اب آسانی
 سے کہہ سکتے ہیں کہ جتنی کتب بول میں یہ مسئلہ قبر پر حضورؐ سے وعاد استغفار استشفاع
 کا جو معتز کتب میں لکھا جا چکا ہے وہ باغیوں کا لکھا ہوا ہے اور بس (ندائے حق مسئلہ ۲)
 قبر اس گڑھے کا نام نہیں جس میں انسان
 کے دھڑ کو دیا جاتا ہے بلکہ وہ قبر جس میں

۱۲۔ **غذب قبر کا انکار**

عذاب و ثواب ہوتا ہے۔ وہ مومن کے لئے علیحدہ مقام ہے۔ یعنی روضۃ من ریاض الجنۃ (البرزخیہ) اور کافر کے لئے علیحدہ مقام ہے یعنی حفرة من حفرة النيران (النجدی) انہی مقاموں کو علیتین اور سبتین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ حضور نے قبر بشرعی کی تعریف بیان فرمادی۔ جس میں تنعیم و تعذیب ہوتی ہے۔ اور قبر عرفی (گڑھا) میں تنعیم و تعذیب کی التزاماً تردید ہو گئی۔

وہذا هو الحق و بقیوں اهل الحق و برناؤ خدا و الحمد للہ رب العالمین (نذائے حق ص ۳۲۶)

۱۔ کیا یہ عبارات مذہب اہل سنت و علماء دیوبند کے مطابق ہیں یا مخالفت

۲۔ کیا اس قسم کے عقائد رکھنے والے گمراہ ہیں یا اہل سنت ہیں۔

۳۔ ان کے پیچھے ساز چڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

المستفتی: احقر محمد حبیب اللہ۔ مدرس دارالعلوم مدینہ نعبہ

شہر ڈیرہ اسماعیل خان

الجواب باسمہ تعالیٰ

- ۱۔ یہ بات کہ ہم عقائد کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج نہیں ہیں غلط ہے اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو بھی جت بنایا وَاَنْزَلْنَا الْكِتَابَ الذِّكْرَ لَتَبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ الْبَحْرُ نِزْرُوسُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ علم ہمارا کتاب وال حکمت بھی فرمایا ہے۔ احادیث بھی واجب عمل میں قرآن کے حکم میں ہے، عقائد کا ثبوت احادیث سے بھی ہوتا ہے۔ عذاب قبر کے متعلق شرع عقائد میں مذکور عقائد اکثر احادیث سے ثابت ہیں۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مژدے نہیں سنتے۔ بلکہ ان اللہ لیسع من پشہ میں سننے کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ صحیح روایات کو موضوع کہنا ہال ہے
- ۳۔ یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کہ میں قریب سے سنتا ہوں اور بعید سے فرشتے درود پہنچاتے ہیں۔
- ۴۔ ۵۔ سماع انبیاء و مریدوں کی ایجاد نہیں۔ بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ حاکم ابن حجر فرماتے ہیں۔ اخرج ابوالشیخ فی کتاب الثواب بسند جید بلفظ من صل علی عند قبری سمعہ ومن صل علی نائیا بلفظہ (فتح الباری ج ۳ ص ۲۹۷) دیگر بہت سے ائمہ کبار نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔
- ۶۔ سماع موتی میں علماء کا اختلاف ہے۔ اگر سماع اموات ثابت بھی ہو۔ تو توحید میں روکاؤں نہیں۔ بلکہ توحید کی تائید ہے۔ کہ اللہ وحدہ لا شریک ہی سنانے والے ہیں۔

(مہر) علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

کراچی ۵۔ پاکستان

۷۔ صحابہ اور تابعین کا مذہب بھی یہی ہے کہ قریب سے سنتے ہیں اور بعید سے فرشتے

پہنچاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ وہ شخص آنحضرتؐ کے روضہ اقدس کے سامنے آواز بلند کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بلوایا اور پوچھا کہاں کے ہو سر کہنے لگے عائشہؓ کے فرمایا اگر اہل مدینہ میں سے پہچانے تو میں صزا دیتا۔ جب کوئی شخص دیوار میں کیسل دھکتا تو حضرت عائشہؓ فرماتیں کہ آپ کیوں آنحضرتؐ کو تکلیف دیتے ہیں۔ ۸۔ حضرت ابومرثدؓ کے پاس میں ہرزہ سرائی کرنا غلط ہے۔ نیز یہ حدیث ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ انی جذب القلوب - ۹۔ انبیاء کے اجساد کی حفاظت کی حدیث صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر قاضی شوکانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

۸۔ استشفاع بمعنی توسل جائز ہے۔ قبر اس گڑھے کا نام ہے جس میں مردہ دفن ہو اسی پر تکفیف غلاب کے لئے آنحضرتؐ نے شایع نہیں رکھی ہیں۔ جس شخص کے یہ عقائد ہوں ان کے پیچھے مبتدع ہونے کی وجہ سے نماز مکروہ ہے کہ انی اشیاء دالہ البخار

د مہرود دستخط (مفتی ولی حسن	فقط واللہ اعلم
رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم	کتبہ (رضاء الحق عقیلہ شریعہ دارالافتاء جامعۃ
سلام محمد یوسف بخاری ناؤن کراچی	العلوم الاسلامیہ علامہ بخاری ناؤن کراچی



حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں۔ علماء دینی و مفتیان مشرق میں دریا مسئلہ کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوح مبارک علیین میں ہے۔ آپ کا اپنی قبر اور جسد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں قبر پر درود سلام پڑھا جائے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن آپ سنتے نہیں۔ یہ کیسا ہے اور ایسے عقیدہ والے کی امامت کیسی ہے ؟ بینوا توجروا حوالہ نمبر ۶۶۶

مودعہ ۱۴۰۶/۳/۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حیات ہیں۔ اس پر تمام اہل سنت و الجماعت کا اجماع ہے۔ مذکورہ شخص بدعتی ہے۔ امامت کے لائق نہیں۔ مراقد میں ہے وکرہ امامت الفاسق والمبتدع بارتکابہما، حدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمل او علی او حال، بنوع شبہہ واستحسان (ص ۱۶۵)

حضرت مولانا علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مسلم) نماز بلا حیات کیسے ہوئی؟ آپ کی حیات پر فقہاء کرام کی تصریحات موجود ہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۱۴۰۶۔ ۳۔ ۲۶ھ

نائب مفتی

خیر المدارس ملتان



مذکورہ اہل علی (۷۸۷)

لبا نرمانے میں حصار دین دینا سننے میں دین مسئلہ
 ۱۰ منبرہ رخصتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک عیس میں ہے۔
 آجنا میں قبر اور جسے کتب کو نقل نقل میں۔ قبر پر دو دسم ہوا
 جائے نو واسے، لیکن آپ سننے میں۔ کیا ہے؟
 اور اسے منبرہ والے کی امانت میں ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 جواب

حضرت ملک علیہ السلام اسی قبر میں ہیں جہاں میں۔ اور
 نام اہل دست و جہاں میں ارجاع ہے۔ مذکورہ شخص مدعی ہے۔
 امانت کے لائن لکھیں۔ رانی میں ہے اور امانت کے لائن
 والمبتدع اور کتابہ ما احدث علی حدیث الحق الملتزمین رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں اہل اول او حال سبع شبہ اور استعسان
 (۱۶۵) حضرت رشی علیہ السلام و حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں نماز
 ہر صحنہ دیکھا (مسلم) نماز بدیات کی ہوئی؟ آجی جہاں میں
 نقاد و اہل کی تعویذات موجود ہیں۔ —————
 منبرہ رخصتہ رخصتہ

۲۴/۲/۱۴۰۶ھ

فیروز خان

انور دسم دسم
 قمریہ نور
 صابر اور کس



۹۱۴۰۶۰۶۰۶

مسئلہ سہما صلوٰۃ و سلام و حیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ۶

حضرت مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث
خیر المدارس ملتان اور اکابر علماء ملتان کا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامد و مصلیٰ و مسلما : رسالہ "تنبیہ الغافلین علی اقوال الخاطئين" پر جو تقریظ ہے اور جسے بعنوان "فتویٰ" میں جانب خطباء اہل سنت والجماعت ذریعہ اسماعیل خاں شائع کیا گیا ہے۔ وہ عبارت میری ہے۔ میں اب بھی اس کا قائل ہوں کہ :

اگر روزِ اقدس پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے تو آپ خود سنتے ہیں۔ بلکہ

جمع اہل سنت والجماعۃ اس کے ثانی اور مثبت ہیں۔ اور تمام اکابر

دیوبند کا یہی عقیدہ ہے

”جو شخص اس عقیدے کو عقائد شرکیہ یا بدعیہ میں شمار کرتا ہے وہ بالکل جاہل اور پیرے درجے کا احمق اور لمد ہے۔ وہ حقیقت شرک سے قطعاً نا آشنا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے دُور رہنا چاہیے۔“

اب میں علی وجہ البصیرہ تائید مقبیلان خیر المدارس و قاسم العلوم ملتان مذکورہ بالا عقیدے کی اشاعت کی اجازت دیتا ہوں۔ جو اس کے خلاف میری طرف منسوب کر کے شائع کیا جائے۔ اسے غلط سمجھیں۔

میری طرف منسوب کر کے ”اعلان برأۃ“ کے عنوان سے جو تحریر میں جانب اشاعت التوحید والسنۃ ڈیرہ اسماعیل خاں شائع کی گئی ہے۔ وایک حدیث (من صلی علی عند قبوری سمعہ) کی ایک سند کے بارے میں فنی بحث تھی۔ لیکن کسی حد کی سند کا متکلم فیہ ہونا اس کے مضمون کے بطلان کی دلیل نہیں۔ خود ابن عبدہادی نے اسی حدیث کے مضمون و معنی کو صحیح قرار دیا ہے۔

(الصارم المنکی ص ۳۳)

ادریہ بھی تسلیم کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس سے سلام خود سُننے علامہ شوکانیؒ اسی قسم کی ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

۲۸۲

ثم حکم ابن عبد البر مع دلائل بصحة پھر ابن عبد البر نے اس بحث کے باوجود متفق العلماء نے بالقبول ۱۵ یہ فیصلہ دیا ہے۔ کبریٰ حدیث صحیح ہے۔

اس لئے کہ تمام علماء نے اسے قبول

نیل الاوطار ص ۲۱

کیا ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد شریف کشمیری (شیخ الحدیث و صدر مدرس خیر المدارس ملتان)

مہر
التقریر صحیح

۲۹۔ جامی الاذکار ص ۲۹

محمد شریف عفا اللہ عنہ جالندھری

مہر مہتمم مدرسہ خیر المدارس جیلو ملتان شہر

الشیخ الجماعۃ بندہ محمد صدیق مدرس خیر المدارس ملتان

اہل السنۃ والجماعت کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ روضہ اقدس پر صلوٰۃ و سلام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور دور سے صلوٰۃ و سلام بند بیدار نہ کہ پہنچا یا جاتا ہے
 الجواب مجمع محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۳۰۱/۶/۲۷
 حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر جو شخص صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے آپ اس کا صلوٰۃ و سلام خود سنتے ہیں۔ یہ سب اکابر دیوبند کا یہی مسلک ہے۔ فقط واللہ اعلم
 منہ عیالت الشارح عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۳۰۱/۶/۲۷ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

دارالافتاء دارالعلوم دہلی

مہر مفتی خیر الدین
 نقان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلا خوف و تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آج تک اہل سنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خط میں اس کا کوئی ٹکڑا نہیں رہا۔ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام والسلام کی رُوح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر صلوٰۃ و سلام کا سماع نہیں فرماتے۔
 کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث و تفسیر کی ہو یا شرع حدیث اور فقہ کی۔ علم کلام کی ہو یا علم تصوف و سلوک کی۔ سیرت کی ہو یا تاریخ کی۔ کہیں بھی یہ صراحت نہیں ہے کہ آپ عند القبر صلوٰۃ و سلام کا سماع نہیں فرماتے۔ اس لئے جو شخص عدم سماع عند القبر کا عقیدہ رکھے۔

وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ فقط واللہ اعلم

ہوا المصوب منہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدظلہ العالی
 نقان ۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ

مطہرہ پر صلوٰۃ و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ سنتے ہیں۔ محمد انور شاہ غفرلہ مفتی
 جامع العلوم نقان ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ
 دارالافتاء دارالعلوم دہلی

۴۹۶ الفتویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارہ میں تفصیل تحریر فرما دیں نوازش ہوگی۔ کیونکہ پاکستان میں اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور سہ فریق آپ کا نام لیتا ہے۔ شاید آپ کی تفصیل کے بعد صلح ہو جائے۔ رید و بکر کا اختلاف ہے

نرید کا عقیدہ

بکر کا عقیدہ

- ۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنے روضہ اقدس کے اندر زندہ ہیں اور آپ کی زندگی جسامت ہے اور بندہ خود روضہ اقدس پر پڑھا ہوا صلوة و سلام خود سنتے ہیں اور دُور سے پڑھا ہوا صلوة و سلام فرشتوں کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے
- ۲۔ قبر سے مراد وہی قبر ہے جس میں مردہ کا جسم دفن کیا جاتا ہے اور مردہ کو خطاب قبر ہوتا ہے۔ اور یہ خطاب جسم کو ہوتا ہے روح کے تعلق کے ساتھ اور جسم کا تعلق باقی رہتا ہے۔
- ۳۔ دعاؤں کے اندر انبیاء اور اولیاء کا ذکر طلب کرنا جائز ہے۔ یعنی وسیلہ باللہ جائز ہے۔
- ۴۔ دعاؤں میں انبیاء و اولیاء کے فیض سے دُعا کرنا جائز نہیں ہے صرف اعمال کا وسیلہ جائز ہے و سبب بالذات بالذات بالاجاب جائز نہیں اور نہ بالانوار جائز ہے

نرید کا عقیدہ صحیح ہے یا بکر کا عقیدہ صحیح ہے۔ صحیح عقیدہ علماء کیوں نہ کہ نریدیک جو ہے اس کی مختلف تصریح ضروری ہے فقط یٰنوا! لوجروا! خادم اہل سنت محمد یعقوب ہرنولی پاکستان

الجواب حامداً ومصليناً

صورت مذکورہ میں زید کا جو عقیدہ لکھا ہے۔ وہ صحیح عقیدہ ہے فقط
 حبیب الرحمن خیر آبادی عفا اللہ عنہ
 مفتی دارالعلوم دیوبند



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فریقین کا متفقہ فیصلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ بعد الوفات حیات ذریعہ نہیں ہے بلکہ برزخ جمالی ہے۔ یعنی جسم مثالی سے نہیں ہے۔ آپ کی روح مبارکہ اعلیٰ علیین میں ہے اور روح مجسم کے ساتھ تعلق ہے۔ اور تعلق کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

مولوی حبیب اللہ بقلم خود

عبد السلام علی عزی

عبد القدوس عفی عنہ

عطاء الرحمن رحمانی عفا باللہ عنہ

محمد اسلم بقلم خود

ابیر عبد اللہ بقلم خود

۶/۹/۸۵

بنہ و عیدائیکم عفا باللہ عنہ

۶/۹/۸۵

عبد الستار بقلم خود ۶/۹/۸۵

اللہ نواز بقلم خود ۶/۹/۸۵

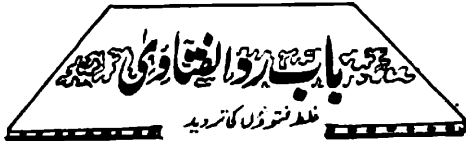
منوم فرید

نوٹ :- اس مناظرہ کی وفاحت اگلے صفحہ پر ملنا چاہیے

یہ مناظرہ ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب موضع مندھرال میں مذکورہ
وضاحت تاریخ کے مطابق ہوا۔ جس میں جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے مقرر

مولوی امیر عبد اللہ نے دلائل بیان کرتے ہوئے فتویٰ لکھایا کہ جو آدمی قیامت سے پہلے
 انبیاء علیہم السلام کی حیات روح مع الجسد کا قائل ہے۔ وہ منکر قرآن ہے۔ حافظ محمد عبید اللہ
 ڈیروی مناظرہ البنت والجماعت (علماء دیوبند) نے دلائل بیان کرتے ہوئے حیات انبیاء
 علیہم السلام کی روح مع الجسد ثابت کی ہے۔ اور امیر عبد اللہ کی باتوں کا مسکت جواب
 دیا۔ جس کے باعث وہ عاجز و لا جواب ہوا۔ بالآخر طے پایا کہ مناظرہ کے بھیٹے
 فیصلہ کیا جائے۔ تو یہ فیصلہ ہوا۔ جس کو قارئین کرام نے پڑھ لیا ہے۔ تحریر کے علاوہ
 اس فیصلہ کو دونوں مناظرین نے پڑھ کر سنا یا جس کو کیسٹ میں محفوظ کیا گیا۔ واللہ
 اعلم ذالک۔ لیکن یہ لوگ اب اس عقیدہ پر قائم نہیں ہیں۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی معاہدہ اوفیصلہ
 ہوا تھا۔ مگر یہ لوگ وقتی ضرورت کے تحت اس کو تسلیم کر کے بعدہ انکار کر دیتے ہیں۔ ہمارا
 دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے (آمین)



فتویٰ نمبر ۱۲۰ نیلوی صاحب کے شاگرد جناب فیاض احمد صاحب راسیٹ
بنک آف پاکستان مال روڈ راولپنڈی نے نیلوی صاحب کا فتوہ

میں ایک سوال بھیجا تھا۔ جس کا نیلوی صاحب نے جواب دیا ہے۔ رقم الحروف اس
استفتاء وجواب استفتاء کو لینے نقل کرتا ہے۔ قارئین کرام ملاحظہ کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکرری استاد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے
بعد گزارش ہے کہ کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قبر سماع موتی کے قائل ہیں یا عدم سماع کے قائل ہیں
ان کا جو مسلک بھی ہے بخواتم تحریر فرما کر ہم پر احسان فرمائیں۔ جزاک اللہ تعالیٰ والسلام
مع الاکرام السائل احقر فیاض احمد غفرلہ

المفتی لاہی تدار جنبل اور یکمہ شرح المہذب للسیکی شافعی میں لکھتا ہے۔ کہ میت قبر
کے پاس کچھ نہیں سنتا۔ پھر نول کے دلیل میں قرآن شریف کا یہ آیت فرمائی انک لا تسمع لکفر
اور و انت تسمع من فی القبور پھر فرمایا۔ امام احمد بن حنبل کا یہ مذہب ہے۔ پھر فرمایا۔
وہ قال الشافعی رحمۃ اللہ۔ اس عبادت میں اس امر کا تصریح ہو گئی کہ ان دونوں اماموں
کا اس مسئلہ میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے ساتھ اتفاق ہے۔ اور امام مالک کا کہتے ہیں میں نہیں
ہوں اور جو موطا امام مالک موجود ہے۔ اس میں یہ مسئلہ تصریح نہیں مگر شاہ مکتبہ
کیونکہ آپ نے فرمایا۔ کہ جسم قبر میں دفن ہے۔ اور پھر مدح کو قیامت کے دن اس جسم
میں واپس بھیجے گا۔ جب روضہ یہاں نہیں تو سنتا کہاں سے کیونکہ سنتی تو روضہ ہے اور
روح اب قبر میں ہے نہیں۔ قبر میں پڑا ہے دھڑوہ نہیں سنتا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان

اربعہ سماعت موتی کے قائل نہیں۔ یہی سبکی خدا کو معلوم کیوں امام ابن تیمیہ کا ضد میں سماعت موتی کا قائل ہو جاتا ہے جب تکملہ شرع مہذب میں عدم سماعت موتی کا نسبت بڑی صراحت کے ساتھ امام شافعی کا طرف نسبت کی ہے۔ پھر سبکی نے جو ضد میں کئی بار لوگوں نے اسی بات کوئے کر مشہور کر دیا۔ چونکہ سبکی شافعی مسلک کا متعلق تھا۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ امام شافعی کا مسلک عدم سماعت موتی ہے۔ و لیس کذاب۔

محمد بن غفرلہ صدیق ضیاء العلوم سرگودھا

نیلوی صاحب کا یہ جواب فیاض احمد صاحب نے ۱۴ مارچ ۸۶ کو ہمارے استاد **الجواب** مکرم حضرت مولانا محمد رفیع خاں صاحب صفحہ دامت برکاتہم کی خدمت

میں بھیج کر جواب طلب کیا تھا۔ حضرت استاد مکرم نے مولانا مفتی عبدالشکور صاحب مفتی مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کو اس کے جواب کہنے کا حکم ٹھکانا مفتی عبدالشکور صاحب نے نیلوی صاحب کا یہ جواب لقمہ اطروف کو دکھایا تو راقم اطرف نے اس کے جواب کہنے کی خواہش کی چنانچہ مفتی صاحب نے جواب میرے حوالے کر دیا۔ راقم اطروف نے اس کا طویل اور مفصل جواب لکھا مگر مفتی صاحب نے اس کا خلاصہ نکال کر فقیر صاحب فیاض احمد صاحب کو روانہ کر دیا تھا۔ اب اسی فقرے کا مکمل جواب لکھا جاتا ہے تاکہ قارئین کرام پڑھ کر نیلوی صاحب کا ایسا انداز کے بارے میں اپنا کوئی نظریہ ورائے قائم کر سکیں غلہ انداز جواب ملاحظہ ہو۔

محترم جناب فیاض احمد صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعد از یہ گزارش ہے کہ جناب نے نیلوی صاحب کا یہ فتویٰ جو ہمارے پاس تمبر و جواب کے لئے بھیجا ہے۔ بہت اچھا کی ہے۔ محترم فیاض احمد صاحب آپ کے استاد نیلوی صاحب بات کو خلط ملط کرنے اور ملاوٹ کرنے میں بڑے ماہر ہیں چنانچہ وہ خود کہتے تھیں۔ موجودہ دور کے علماء دین حق میں ملاوٹ کرنے کے بڑے ماہر ہیں۔ (زائد حق جز اول ص ۱۱۱)

مفتی ابن قدامہ حنبلی اور تکملہ شرح مقتب کے **نیلوی صاحب کا دھوکہ نمبر** حوالے سے نیلوی صاحب نے جو امام شافعی و امام احمد بن حنبل سے نقل کیے وہ کتاب الایمان (قصوں کے) بیان میں مذکور ہے

دیکھئے (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۷۷) (مسک)

اور قسمل کا دل و مدار عرف پر ہوتا ہے۔ اس لئے نیلوی صاحب نے اس حقیقت کو

چھپا دیا اور ظاہر نہ کیا۔

ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے میں یہ دھوکہ بازی کر رکھا

نیلوی صاحب نے امام شافعیؒ کو امام احمد کو جو عدم سماع موتی کا قائل قرار دیا ہے۔ یہ نیلوی صاحب کا دہن و فریب ہے۔ خود نیلوی صاحب لکھتے ہیں

اس اصول کے تحت امام شافعیؒ یہاں بھی اس عام کتاب اللہ کو خواہ حد کے ذریعے مسموع قرار دے ہیں۔ اسی لئے وہ قریب سے اہل قسمل کے سننے کے قائل ہیں۔ اور یہی مسک ان کے

شاگرد امام احمد بن حنبلؒ کہے۔ جب عام اصوات کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہوا۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے تو بطریق اولیٰ ہی عقیدہ ہوگا (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۷۷) نیز نیلوی صاحب

لکھتے ہیں۔ البتہ بعض خفیہ وجود سے آئمہ کے مقلدین کی کتب میں کہہ کر کے ان کے مسک کے جنوا

ہو گئے ہیں۔ اور دوسرے آئمہ کے مقلدین سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں

اس کا وجہ دراصل یہ ہے کہ ان کا اپنا مسک یہ ہے کہ میت لگتی بھی ہو اس کی قبر جا کر سلام ملے

کہا جائے۔ تو میت مستجاب ہے۔ خواہ اس سننے کی کیفیت کچھ بھی ہو۔ تو اس عموم کے تحت

سب ہی اصوات آجستے ہیں۔ خواہ عامی ہوں خواہ خویں۔ خواہ میرے صونی ہوں عالم

فاضل ہوں۔ اولیاء اللہ اور صالح ہوں۔ شہید ہوں یا صدیقؒ یا پیغمبرؐ ہوں کچھ فرق نہیں

جب قاعدہ کلیہ ہو گیا۔ تو اس میں یہ سوال پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں۔ کہ شوافع مائیکہ

حدیث سماع عند قبر النبیؐ کے کس طرح قائل ہو گئے۔ جبکہ خود ہی اس حدیث پر پُر زور

جرح بھی کرتے جلتے ہیں۔ (ندائے حق جلد ثانی ص ۱۷۸) (۴) نیلوی صاحب نے بعض علماء

سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ سماع موتی کے قائل ہیں۔ دیکھئے ندائے حق جلد ثانی ص ۱۷۷

پس مقرر قیاس صاحب نیلوی صاحب کی دھوکہ دہی کا خود اقرار کریں۔

امام مالکؒ کے مسک کے بارے میں نیلوی صاحب نے دھوکہ دو دہا

دھوکہ نمبر ۲ و فریب سے کام چلایا ہے۔ حالانکہ ابھی نیلوی صاحب کی ندائے حق

جز ثانی صفحہ ۸۴ کے حوالہ سے شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کا مسلک سماع موتی کا قائل ہونا ذکر کیا گیا ہے۔ موصوفہ کہنے سے جن کو مانر نہیں، ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک صم سماع موتی یقین کے ساتھ نقل کرنا یہ بھی دھوکہ نمبر ۴

دھوکہ ہے، غلطی ہے۔ راقم الحروف نے ایک مستقل باب اس کا کیا۔ میں باب سماع الموتی عند الامام الاعظمؒ کے عنوان سے قائم کر دیا ہے۔ اس کی تحقیق دلائل کے ساتھ مثال مذکور ہے اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

نیلوی صاحب المغنی ابن قدامہ اور مکمل شرح الہند ص ۱۱۱ شافعی دھوکہ نمبر ۵

کے حوالہ سے جو یہ لکھا ہے۔ پھر انہوں نے دیں میں قرآن شریف کی آیت فرمائی۔ اُنہم اتّبعوا الموتی الخ یہ نیلوی صاحب کا دھوکہ ہے۔ خالص موصوفہ ہے ان دونوں کتابوں میں آیت اُنہم لا تتبعوا الموتی کا اس مقام میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ دیکھئے اندازے حق جلد ثانی صفحہ ۸۴ کا۔ خامہ انگشت بزدلانہ ہے اسے کیا کیجئے۔

نیلوی صاحب نے جو اس جواب میں تحریر کیا ہے۔ یہی سبکی خدا کو معلوم دھوکہ نمبر ۶ اس کیوں امام تیمیہؒ کی سند میں سماع موتی کا قائل ہو جاتا ہے۔ نیلوی

صاحب نے یہ بات اس وقت لکھی۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کے خوف سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ اس لئے کہ امام ابن تیمیہؒ خود سماع موتی کے قائل ہیں۔ توسبکیؒ پر مندرجہ عقیدہ عام صرفہ کا قائل ہونے کا الزام محض بدحواسی کی بنا پر ہے۔ معلوم ہوا کہ نیلوی صاحب کا عقلی توازن خراب ہو گیا ہے۔

بجواسی ہوئی عقل سے حماقت بہتر دھوکہ کی قیمت سے عداوت بہتر

نیلوی صاحب خود کہتے ہیں۔ یہاں درج ہے کہ ابن تیمیہؒ ابن تیمیہؒ ابن عبد اللہ رحمہم ہوں یا ابن حجر، سیوطی، نووی، عیاض ہوں یا شیخ عبد اللہ محدث دہلوی، ملا علی قاری وغیرہ ہوں سب سماع عند قبر النبیؐ کے اس لئے قائل ہیں۔ کردہ مطلقاً سماع موتی منسوخ ہیں۔ نذہ حق جز ثانی صفحہ ۸۴۔ نیز نیلوی صاحب امام ابن تیمیہؒ کی کتاب الرد علی الاخوانی صفحہ ۲۵ کے حوالہ سے کہتے ہیں۔ البتہ وہ لوگ جو آپؐ کی قبر اطہر کے قریب (عند قبر النبیؐ) کھڑے ہو کر

آپ پر سلام کہتے ہیں تو آپ جو اب ان کو سلام کہتے ہیں۔ جس طرح کہ تمام مومن بھی جب ان

پر سلام کہا جاتا ہے۔ تو وہ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خصوصیت نہیں ہے۔ زندائے حق جز ثانی مثلاً نیر نیلوی صاحب نے اس طرح یہ حوالہ

ندائے حق جلد ثانی ص ۴۲ میں بھی ذکر کیا ہے پھر نیلوی صاحب نے اس کے حاشیہ میں لکھا

ہے۔ عہدہ ابن تیمیہ اور سماع موتی کے قائلین کا خیال ہے جو حنفیہ کے لئے حجت نہیں

محترم فیاض احمد صاحب اپنے استاذ نیلوی صاحب کا دیانت و امانت کا اعتراف فرمادیں۔

کبھی کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ کی ضد میں شکیلی سماع موتی کا قائل ہو گیا ہے۔ کبھی کہتے ہیں

ابن تیمیہ خود سماع موتی کا قائل ہے۔ نیلوی صاحب کے دھوکہ کا انکار کریں

چمن کے رنگ و بو نے استفادہ ہو کر کیا ہوگا کہ میں نے فوق گل بو سی میں کانٹوں پر بیٹھا ہوگا

نیلوی صاحب نے علامہ شکیلی کے متعلق لکھا ہے۔ جب تک کہ شرع

مذہب میں عدم سماع موتی کی نسبت بڑی مراحت کے ساتھ امام

شافعی کی طرف نسبت کی ہے۔ یہ بھی نیلوی صاحب کی سخت غلط بیانی ہے۔ علامہ شکیلی

نے امام شافعی کی طرف عدم سماع موتی کی نسبت مراحت کہیں نہیں کی۔ بلکہ اشارۃً بھی نسبت

نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے امام شافعی کو نام تک ذکر نہیں کیا۔ دیکھئے زندائے حق جلد ثانی

محترم فیاض احمد صاحب آپ کے استاذ نیلوی صاحب کے ایک فتویٰ کی حالت

ہے کہ وہ غلط بیانیوں اور دھوکہ بازیوں سے پر ہے۔ تو ان کی دیگر کتابوں کی کیا حالت

ہوگی۔ ۵۔ قیاس کن زخمستان من بہار مرا

جناب فیاض احمد صاحب نے ایک اور مطبوعہ فتویٰ بھیجا ہے

فقوی نمبر ۲ حکم من دین نقل کیا جاتا ہے جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ مرد

دفن کیا ہوا انہیں انکھوں اور انہیں کا کر کے ساتھ سنا اور دیکھا ہے اس کے پیچھے

نماز ہوتی ہے یا نہیں مہربانی فرمائیے (الجواب) اس شخص کا یہ اعتقاد صحیح نہیں ہے

اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی فقہ کفایت اللہ کان اللہ

توفیق۔ اس فتویٰ میں اثنی عشر نام سے ضیاء العلوم بلکہ امر گودھا

کے پاس محفوظ ہے ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے

تحریر شدہ
۱۳۳۰ھ و ۱۴۱۲ھ
اسلامیہ دہلی



منشی اعظم ہند ابو حنیفہ ثانی مولانا عبد کفایت اللہ کافوری

جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ
مردہ دفن کیا ہوا انسان انکسھون اور
انکس کا نو کے ساتھ بنتا اور دیکھتا
ہے اس کا پیچھے نماز پڑھنی نہیں
مربانی فرماوے

اس شخص کا اعتقاد صحیح نہیں ہے اس کے پیچھے
نماز نہیں پڑھنی۔ فقہانیت اور کون اور



اس شخص کا اعتقاد صحیح نہیں ہے اس کے پیچھے
نماز نہیں پڑھنی۔ فقہانیت اور کون اور

الجواب یہ فتویٰ جعلی ومن گھڑت ہے۔ اس کی نسبت حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی طرف درست نہیں ہے۔ یہ محض نیلوی صاحب کے معصوم ہاتھوں کی کارنامائی کا نتیجہ ہے۔

اس استفتاء کی ابتدا میں نہ تو یہ کیا فرماتے ہیں علماء دین کا عنوان قائم کیا گیا ہے
دلیل نمبر ۱ نہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کو سلام مسنون سے نوازا گیا ہے نہ سائل مستثنیٰ کا نام مذکور ہے نہ وہ کون اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پوشیدگی میں کوئی راز ہے۔ ۵۔ آخر یہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

اس استفتاء کے الفاظ کو ایک سوچی سمجھی شرارت کے تحت بنا ڈالیا ہے تاکہ
دلیل نمبر ۲ یہ معلوم ہو کہ سائل کوئی جاہل قسم کا شخص تھا جس کو لاد و کھنا بھی نہیں آتا تھا چنانچہ انہیں انکھول کے الفاظ پر غور کریں۔ صحیح الفاظ یوں ہونے چاہیے تھے۔ انہیں آنکھوں سے پھر آئے انہیں کانوں کے الفاظ بھی درست نہیں صحیح یوں ہونے چاہیے تھے انہیں کانوں سے۔
دلیل نمبر ۳ یہ استفسار کب کیا گیا تھا۔ اس کے آخر میں تاریخ درج نہیں۔ البتہ فتویٰ کے آخر میں سنہ ۱۹۱۲ء درج ہے۔ جبکہ اصل فتویٰ جس فیاض الحق نے لکھا

موجود ہے۔ وہ اس تاریخ کو پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ تو ان کے پاس یہ فتویٰ کہاں سے آگیا نیلوی صاحب بھی اس زمانہ میں حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے شاگرد بنے تھے تو یہ فتویٰ کہاں سے برآمد ہو گیا ہے۔ کچھ تو بتائیے۔

۱۔ اتنا فتویٰ جب موجود تھا۔ تو اس کو کسی رسالہ یا کتاب میں کیوں شائع نہیں کیا گیا۔ نہ تو ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے پرانے پرچوں میں اس کا نام و نشان ملتا ہے۔ نہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب نے اس کو مسامک العلماء میں شائع کیا ہے۔ جب کہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا ایک اور فتویٰ جس کی مہر میں ۱۹۱۵ء ہے۔ اور مذکورہ بالا فتویٰ سے بعد کا ہے۔ اسکو مسامک العلماء ۱۳۲۵ھ تا ۱۳۲۶ھ میں درج کیا آخر کیا وجہ ہے کہ قاضی شمس الدین صاحب بعد کا فتویٰ تو اپنی کتاب میں مفتی صاحب کا دست کر کے ہیں۔ اور یہ جو پہلے کا ہے۔ اس کو درج نہیں کرتے۔ سب سے پہلے اس فتویٰ کو نیلوی صاحب

نے اپنی کتاب شفاء اللہ ودرہ منہم طبع اول کے آخر میں لکھا۔ نیلوی صاحب کی یہ کتاب ۱۹۵۳ء میں طبع ہوئی ہے۔ نیز یہی یاد رہے کہ حضرت مفتی محمد فایت اللہ صاحب کی وفات ۱۳۵۲ھ/۱۹۵۳ء میں ہو چکی تھی۔ فلہذا نیلوی صاحب اور اس کے شاگرد ضیاء الحق صاحب کی گواہی دے رہے ہیں۔ نیلوی صاحب خیانتیں و تحریفیں کرنے کا عادی مریض ہے جیسا کہ باب الجنائت و باب التخریفات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ محترم فیاض صاحب ان دلائل سے ثابت ہوا کہ یہ فتویٰ جعلی و من گھڑت ہے۔ جب نیلوی صاحب کے نزدیک امام شافعیؒ و امام احمدؒ و مالکیہ حضرات سماع موتی کے تائید ہیں۔ تو کیا ان کے پیچھے بھی نماز ناجائز تھی اسی طرح نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا مسلک ہے کہ روع کے اعادہ کے بغیر بھی مجروح جسم کفن ہوا کرتا ہے (نذرانہ حق جزء اول ص ۲۲) تو کیا امام بخاریؒ کے پیچھے بھی نماز ناجائز تھی۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم)

جناب فیاض صاحب کہتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترم مولانا سرور ازخاں صاحب : اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج کریم

فتویٰ نمبر ۳

گزارش ہے کہ چند مسائل کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ بندہ احسان مند و شکر گزار ہوگا۔ ۱۔ یرید کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ ۲۔ یرید کے اتھار پر صماہ پر کلام نے بیعت خلافت کرنی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یرید پر فسق کب طاری ہوا۔ پھر اس امر کا ثبوت کسی معتبر کتاب سے ملے یا نہیں۔ ۳۔ اگر یرید ناسق و فاجر تھا تو صماہ پر کلام و تائبین نے کیوں نہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھایا۔ ۴۔ مولانا محمد حسین نیلوٹ نے لکھا کہ حدیث سے جو یرید کی صفائی پیش کی ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہو۔ والسلام۔ السائل فیاض احمد غفرلہ ۱۳/۲/۱۹۸۶ء۔

جناب فیاض احمد صاحب نے جو یرید کا صفائی نیلوی صاحب کی طرف منسوب کی ہے وہ بول ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سوال۔ ۱۔ یرید بن مسعودؓ کے متعلق کیا عقیدہ ہونا لازمی ہے۔ جو لوگ امیر یرید کو ناسق و فاجر کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں یا نہیں۔ پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ناسق و فاجر بھی مغفرت یافتہ ہو سکتا ہے۔ اور یرید کے متعلق ہونے پر

کوئی دلیل نہیں (السائل احقر فیاض احمد غفرلہ)

المیر یزید بن معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما
الجواب بعون الوهاب | بن مسابلی رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے ہیں۔ صاحب کے
 جرم غیر نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ صحیح سند کے ساتھ ان کا فسق ثابت نہیں کیا جاسکتا۔
 اللہ پاک نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ و

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

وَعَاَلَتْهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ مَّشْكُورَةً شَرِيفَةً مِّنْ حَدِيثِ جے

لَا تَقْسُ النَّارَ مَرْسَلًا رَّائِي وَأَوْرَآئِي مَن رَّآئِي رَدَّاهُ التَّزْدِي (تفسیر مظاہر حق

صفحہ ۴۴) کنز العمال میں اسما غفور کی ایک حدیث ہے۔ لَا يَدْخُلُ النَّارَ

مَن رَّآئِي وَأَوْرَآئِي يَزِيدُ بِطَعْنٍ كَرْنَا وَبِرَدِّهِ حَضَرَتْ مَعَاوِيَةَ مَعَالِي رَسُولٍ بِر

طعن کرنا ہے۔ جہاں تمام صحابہؓ پر طعن کرنا ہے۔ جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور

شیعہ حضرات کا مقصد بھی یہی ہے۔ جو آج سنیوں کی زبان سے پورا پورا اصل ہو رہا ہے یہ

کہنا کہ یزید کے متقی ہونے پر کوئی دلیل نہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ اس عہد میں اصل اتقار ہے

جس کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں اور فسق عارضی چیز ہے۔ اس کے لئے دلیل کا ضرورت

ہے۔ جو مدعی فسق یزید ہے وہ دلائل صحیحہ سے فسق یزید ثابت کرے۔ الجیب محمد بن

غفرلہ مدرس مدرسہ فیضان العلوم سرگودھا ۱۸-۲-۱۰

فیضان العلوم دارالافتاء

مہر

اس کا جواب بھی مولانا مفتی عبدالشکور صاحب نے فیاض احمد

کو بھیجا تھا جس کی تفصیل کا مجھے علم نہیں۔ راقم الحروف اس کا مختصر

جواب اپنی تحقیق کے مطابق عرض کرتا ہے۔ آ۔ نیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ امیر یزید

مسابلی کا بیٹا اور یزید پر طعن کرنا دراصل وہ درپردہ حضرت معاویہؓ پر طعن کرنا ہے

یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ حضرت لور علیہ السلام کے بیٹے کنان پر طعن کرنے سے حضرت

لور علیہ السلام پر طعن نہیں ہوتا۔ شمر بن ذوالجوشن پر طعن کرنے سے حضرت ذوالجوشن

صحابی رسول پر طعن نہیں ہوتا۔ ابو جہل پر طعن کرنے سے حضرت عمرؓ نے دہائی جہل پر طعن نہیں ہوتا۔ خطاب، عقیق، ابوطالب پر طعن کرنے سے خلفاء راشدینؓ پر طعن نہیں ہوتا۔ نیلوی صاحب نے چارہ کم فہمی کا مریض ہے۔ بے چارہ بے سوچے سمجھے لکھتا ہی رہتا ہے۔

تم ۱۔ نیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ صحابہ کرام کے حق بغض کرنے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ نیلوی صاحب کا اقرار ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع یزید کی بیعت پر نہ تھا۔

تم ۲۔ نیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ صحیح سند کے ساتھ ان کا فسق ثابت نہیں کیا جاسکتا یہ جاہلانہ بات ہے۔ صحابہ کرامؓ اہل مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً و کرامتہ کا یزید کی بیعت کو توڑ دینا فسق یزید کی بھاری دیں ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری ص ۵۳۱ میں اہل مدینہ منورہ کا بیعت توڑ دینے کی مراثت موجود ہے جس کی بناء پر واقعہ حرمہ پیش آیا۔ اور یزید کی خون نے سلسلہ میں اہل مدینہ پر حملہ کر کے صحابہ کرامؓ اور ان کی اولاد کو شہید کیا۔ اور مدینہ میں لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ اور عظیم خلیفہ اور بے حیائی کا ارتکاب کیا۔

علامہ عبد العزیز پر ناروی المتوفی ۱۲۲۲ھ میں لکھتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱ و ہم ان یزید اراکل جیشاً الی مدینۃ حتی قتلوا اهلها و

ظلموا ظلماً عظیماً و قتلوا هذه الوقعة وقعة الحسرة (نہ اس ص ۳۴)

اور صحیح بات ہے کہ یزید نے ایک بڑا لشکر مدینہ منورہ کی طرف بھیجا جنہوں نے مدینہ والوں کو شہید کیا اور بہت بڑا ظلم کیا اور اس واقعہ کا نام وقعة الحرمہ

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں ؟

حوالہ نمبر ۲ ہم انہ کان لید من الظلماء کان ثمانہ اقتل

هو و هم و فعل باهل العرة امور منكورة و منہاج السنہ ص ۲۲

باوجودیکہ یزید میں ظلم تھا۔ سو جرح تھا۔ پھر اس نے اور اس کے لشکر نے اہل حرمہ (مدینہ والوں) کے ساتھ لڑائی کا اور بے حیائی کے کام کئے۔

نیز دیکھیے منہاج السنہ ص ۲۲ تا ص ۲۵ جس میں یزید کو ظلم و فاسق کہا گیا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: وقوع آل اسحاق واقعہ حرمہ (در
حوالہ نمبر ۳) اڑماں شقاوت نشان یزید بن معاویہ است کہ بعد از واقف قتل گیسین لشکر

الہمدیہ بہ مدینہ مطہرہ فرستادہ و بہ شک حرمت آن بلکہ کمرہ و مسجد شریف نبویؐ کردہ - و از
صحابہ و تابعین جماعت کثیرہ را بقتل رسانیدہ و با شناعیت مے و گیر نتوان گفت و در تازخ
ہینہ ذکر آن کردہ شدہ است از آنجا باید جست و بعد از غلب شدن مدینہ ہمیں لشکر را
بمکہ فرستادہ و ہم دریں سال آل شقی بدر البوار رفت (اشعۃ السمات ج ۲،

مآل قلی قاریؒ فرماتے ہیں

حوالہ نمبر ۴ | کانت الوقعة المشہورة فی الاسلام ایام یزید بن معاویہ

لما انتہب الدینہ عکرة من اہل الشام الذین ندسم لقتال اہل المدینہ من الصابۃ
والتابعین و امر طہیم مسلم بن عقبہ بن المرہ فی ذالجمۃ ستۃ ثلاث و ستین

(مرقاۃ صفحہ ۱۰۶)

واقعتہ اہل اسلام میں یزید کے زمانہ میں ہوا۔ جب یزید کے شامی لشکر نے
جو اہل مدینہ منورہ صحابہ و تابعین کی لڑائی کے لئے تیار کیا تھا۔ اہل مدینہ
منورہ کو لوٹ لیا اور یزید نے شامی لشکر کا امیر مسلم بن عقبہ قمری کو مقرر
ڈوالجہ میں بنایا تھا۔

مولانا بحر العلوم (المحقق صفحہ ۱۲۳) فرماتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۵ | قال الشیخ عبدالحق الہلوی قدرا اور یزید الشقی بالمدینہ

نموۃ فبغت البعوت فمات علی الفور و کذا الشقی الذی کان امیراً علی ہذہ

البعوت المبینۃ البیانات علی الفور (رسائل ارکان صفحہ ۲) مطبعہ یوسفی کتب خانہ

شیخ عبدالحق دہلوی (التو فی سائرہ) نے فرمایا کہ یزید بدعت نے مدینہ

منورہ کی بُرائی کا ارادہ کیا۔ تو فوراً ہلاک ہو گیا۔ اور اسکی طرفہ بدعت بھی نوراً

ہلاک ہو گیا۔ جو اس غیرت مشرک کا امیر تھا۔

علامہ ابن حزم ظاہریؒ کہتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۶

وہی ایضاً اکبر مصائب الاسلام وخرمہ لان افاضل

المسلمین ولبقیۃ العمایۃ ونخیر المسلمین من مجتہد التابین قتلوا جہراً ظہراً
فی الحرب وعبراً وجات الینس فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وراثت وراثت فی الروفۃ بین القبر والمنبر ولم تعزل جماعۃ فی مسجد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم الخ رجوع السیرۃ مستقرۃ

اور واقعہ حشرہ اسلام میں مشکلات اور شگاف ڈالنے کی بہت بڑی کڑی
تھی۔ بہترین مسلمان اور باقی ماندہ صحابہؓ اور جلیل تابعینؓ اس جنگ میں ظلم
و جہراً (باندھ کر جھوٹا کر کے) قتل کئے گئے۔ علی الاعلان اور گھوڑے (شاہدوں
کے) مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گھومتے رہے اور لید و پیٹاب کرتے رہے

روضہ اہل میں درمیان قبر منبر نبویؐ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز باجماعت نہ ہو سکی۔

حوالہ نمبر ۷

علامہ قرطبیؒ نے شریعت میں اس واقعہ کو تفصیل سے کہتے ہیں

اور فرماتے ہیں۔ وجات الخیل فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں گھوڑے گھومتے پھرتے رہے۔ یہ واقعہ حشرہ کے بارے میں چند جگہ

ذکر کئے گئے ہیں۔ درنہ تو قرآن مجید کے اشارات اور صحیح حدیثوں سے اس واقعہ کا ثبوت

موجود ہے۔ یہ جگہ اس کی گہنا نش نہیں رکھتی۔ کہ اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا جائے فسق

بزیہ کی یہ واقعہ بھاری دلیل ہے۔

(اکبر) ساقی صاحب اور اس کے

مولانا غلام اللہ خان غازیؒ کا نظریہ بزرگ کے بارے میں

پر دوران تقریر (در جلسہ لائے تعلیم الاسلام اتلہ قائم آباد) بند بعد رفتہ سوال کئے

مولانا صاحب نے انہیں جواب دیا کہ بزرگ بلا شک و شبہ فاجر۔ فاسق ،

شرابی تھا۔ لیکن کافر بزرگ نہیں تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہید کرنے کی

سزا جگہ تھی پڑے گی۔ برقی حاضر بحجاب برقی غیبؒ معصوف مولیٰ عبد الغفار صاحب اینڈ

توحید کی خادم (۱) طے کا پتر

خادم العلماء حق مک محمد اقبال توحیدی نمائندہ انجمن اشاعت التوحید و التمیما لوالی

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب کا نظریہ یزید بارے میں قاضی شمس الدین صاحب
بنارس شریف کی تصدیق

هککة اُمّتی علی ایدی غلمة من قریش در کسری امت کی تباہی چند قریشی لوگوں
کے ہاتھوں سے ہوئی۔ کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کیغزید و امثالہ و معا و نیم (ابہام البدی ۱۹)
مثلاً یزید اور اس جیسے لوگوں اور ان کے منافقوں کے۔ پھر قاضی صاحب یا جوج ماجوج کہ
دیوار کے کھل جانے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کنا یہ عن قرب بدأ لفتن الایة بعدہ
صلی اللہ علیہ وسلم مما وقعت فی ناهن یزید و امثالہ الی یومنا ہذا و بعد االی ماشاء اللہ
(ابہام الباری ص ۱۹) اشارہ ہے ان فتنوں کی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ
کے زمانہ کے قریب آنے والے ہیں۔ جو یزید اور ان جیسے لوگوں کے مدعی ہو چکے ہیں اور آج
تک بلکہ قیامت تک جو ہوتے رہیں گے۔ قاضی صاحب نے ان فتنوں کا سب سے پہلا دور یزید
کا دور بتلایا ہے۔ اس لئے یزید کا فسق و فجور متواتر ہے۔ واقعہ حرہ سے کسی نے بھی یزید کو
بری نہیں کیا۔

امیر یزید فاسق فاجر تھا۔ تو حضرت معاویہؓ نے ان کو اپنا نائب کیوں بنایا
سوال اور صحابہ کرامؓ نے اس کی بیعت کیوں کی۔

حضرت گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵ میں لکھتے ہیں۔ یزید اول عالم تھا
جواب بعد خلاف کے غلاب ہوا۔ صحابہ کا بیعت پہلے کراؤ اور پھر اس کو توڑنا بھی اس
کی دلیل ہے۔ لہذا حضرت امیر معاویہؓ و صحابہؓ پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

م۔ نیلوی صاحب نے جو یزید کے حق میں آیت پیش کی ہے درست نہیں۔ اس آیت
کا یہ مطلب ہے کہ جن نیک لوگوں کی اولاد نیک ہے۔ مگر اپنے بندہ لوگوں کے مقام و مرتبہ
کو نہیں پہنچ سکی۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی آخرت میں ان بندہ لوگوں کے ساتھ
اکٹھا کر دیں گے تاکہ وہ نیک لوگوں انہیں دیکھ کر خوش ہوں۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ کئی

فاجر بکر دار اولاد کو بھی بزرگوں کے ساتھ اکٹھا کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ نیلوی صاحب نے مزید
کی صفائی میں پیش کیا ہے۔ اور شیعہ اور ریلوی حضرت کا نظریہ بھی یہی ہے۔ بلکہ یہودیوں کا نظریہ
بھی یہی تھا۔ **ثُمَّ اِنْبَاءُ اللّٰهِ وَاَنْبَاءُ رِبِّ** (

۵۔ اس کے بعد نیلوی صاحب نے دو حدیثیں پیش کی ہیں۔ ایک کراؤ کے ساتھ ہے۔ جو ترجمہ
_____ کے حوالہ سے ہے۔ جس کی سند میں موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر لائے گا۔ جس کو ابن حبان
_____ نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ ان بخاری اور عطاء کرتا تھا۔ (تہذیب ۳۴۲)
دوسری حدیث جو کنز العمال کے حوالے سے نیلوی صاحب نے پیش کی ہے۔ اس کا فرق نہیں بتایا۔
ظاہر ہے کہ وہ طبقہ رالبد یا تالش کی ہوگی۔ جب کہ نیلوی کا وعدہ یہ ہے۔ یا درہے کہ طبقہ تالش
کی اکثر حدیث فقہاء کے نزدیک معمول نہیں۔ بلکہ ان کے خلاف پرجامع ہو چکا ہے۔
ہم تو اس قاعدہ پر گتہ ہیں۔ اور قاعدہ طند سے سرمو غاض و عراض نہیں کرتے دندش
حق جزا فی مثل نیلوی صاحب کو یہ حدیث بھی یاد ہوگی **اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ** جب وعدہ کرتا
ہے۔ تو وعدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے) فلہذا لفظ نیلوی صاحب کے ساتھ اگر نیلوی مزید
صاحب ملا دیا جائے تو امید ہے کہ نیلوی صاحب خوش ہوں گے۔ ناراض نہ ہوں گے۔
میں ان کے مطلب کی کبر رہا ہوں زبان میری ہے بات اُن کی یہ حافظ محمد حبیب اللہ ڈیرا
عفی عنہ

قارئین کرام

بائیں تو اور بھی کافی تھیں۔ مگر فی الحال اسی پر

ہی اختتام کرتا ہوں۔ یا رزندہ صحبت باقی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلق محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء ۲۳ صفر ۱۴۰۸ھ

تالیفات مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

منظرہ ڈیرہ اسماعیل خان زیر ترتیب

(حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تنبیہ الغافلین علی تحریفات الغالیس زیر ترتیب

جمعۃ اشاعت التوحید السنۃ کی کنی کی خود ان کی زبان

مجزاتی رہنما کی دلچسپ کہانی

نغمۃ العطر فی ابحاث الوتر

اہل حق کی تکفیر کا انجام

تجلیات عیدین

الدلائل فی تحقیق المسائل

یزید کے کارنامے

اثبات علم غیب پر ایک نظر

تبلیغی جماعت پر اعتراضوں کا تحقیقی جواب

العروج بالفروج (غیر متقدمین کی ترقی کا راز)

اہل حدیث کے چشم و چراغ

فقہ حنفی پر اعتراضات کا جواب

توضیح الکلام پر ایک نظر



نور الصبح فی ترکغ البیدین بعد الافتتاح

قیمت ————— ۲۰ روپے

انوار التحیین فی انعماء التامین

قیمت ————— ۱۵ روپے

حالات و کمالات المصنعت بریلوی حصہ اول

قیمت ————— ۳ روپے

کوہ اطلال ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ

قیمت ————— ایک روپیہ

تذکرۃ غیر اللہ حرام ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ

قیمت ————— ایک روپیہ

قہر حق حصہ اول قیمت ۲۰ روپے

قہر حق حصہ دوم زیر ترتیب

قہر حق حصہ سوم زیر ترتیب

سلاخ البیدین پر اشارہ صد انعام یافتہ

تحریری مناظرہ حصہ اول (زیر طبع)

تحریری مناظرہ حصہ دوم زیر ترتیب

مناظرہ محکمہ مذہبی زیر ترتیب

ناشر، مکتبہ امدادیہ معرفت، مسلمان بازار کشنری بازار شہر ڈیرہ اسماعیل خان